كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل عبدالله بن عمرو، والد جابر رضى الله عنهما.

فوائد: مثلہ' شکل و صورت کے بگڑ جانے کو کہتے ہیں' جیسے دشمنی میں ناک' کان وغیرہ کاٹ کر' آنکھیں نکال کر شکل و صورت بگاڑ دی جائے' یا دوران جنگ اس طرح ہو جائے۔ بہت سے صحابہ کرامؓ کے ساتھ کفار و مشرکین نے بغض و عناد میں اس طرح معاملہ کیا۔ لیکن اسلام نے مسلمانوں کو اپنے دشمنوں کے ساتھ مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ بہرحال اس میں حضرت عبداللہ کی فضیلت کا بیان ہے جو شہادت کی وجہ سے انہیں حاصل ہوئی۔ یہ جنگ احد میں شہید ہوئے تھے۔

١٣٢٢ ـ وعَنْ سهلِ بنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْـهُ أَنَّ رَسُـولَ اللهِ ﷺ قـال: «مَـنْ سَـأَلَ اللهَ تَعَالَى الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَإِن مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ» رواه مسلم.

۳۷ / ۱۳۲۲۔ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے شہادت کی دعاء مانگتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کے مرتبوں پر پہنچا دے گا' اگرچہ اسے موت اپنے بستر پر ہی آئے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب استحباب طلب الشهادة.

فوائد: یہ روایت باب الصدق' رقم ۴ / ۵۷ میں بھی گزر چکی ہے' اس میں شہادت کی آرزو اور اس کی دعاء کرنے کا استحباب ہے۔

١٣٢٣ ـ وعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقاً أُعطِيَهَا وَلو لم تُصِبْهُ» رواه مسلم.

۳۸ / ۱۳۲۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص سچے دل سے شہادت کا طالب ہو تو اسے یہ مقام عطا کر دیا جاتا ہے' اگرچہ شہادت اسے حاصل نہ ہو۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب استحباب طلب الشهادة.

فوائد: اس میں حسن نیت کا فائدہ اور صلہ بیان کیا گیا ہے' جس میں اس امر کی ترغیب ہے کہ انسان کو اپنی نیت صحیح اور زیادہ سے زیادہ نیکی کے کاموں کی رکھنی چاہئے' ان میں سے اگر وہ کچھ کر بھی نہیں سکے گا' تب بھی اللہ تعالیٰ اسے ان کا اجر عطا فرما دے گا' اسی طرح شہادت اور اللہ کی راہ میں فداء ہو جانے کی آرزو بھی ہر مسلمان کو کرنی چاہئے۔ تاکہ وہ رتبہ شہادت سے سرفراز ہو سکے۔

١٣٢٤ ـ وعَنْ أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مِنْ مَسِّ القَتْلِ إلَّا كَما يَجِدُ أَحَدُكُمْ مِنْ مَسِّ القَرصَةِ» رواه الترمذي وقال: حديثٌ حَسنٌ صحيحٌ.

۳۹ / ۱۳۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' شہید' قتل سے اتنی ہی تکلیف محسوس کرتا ہے جتنی تم میں سے کوئی شخص چیونٹی کے کاٹنے کی تکلیف محسوس کرتا ہے۔ (ترمذی' حسن صحیح)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل المرابط.

فوائد: شہادت کی موت کو اللہ نے جس طرح آسان بنایا ہے' اس میں اس کا بیان ہے تاکہ لوگ شہادت سے نہ گھبرائیں۔

١٣٢٥ ـ وعن عبدِ اللهِ بنِ أَبي أَوْفَى رضيَ اللهُ عنهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ في بَعض أيَّامهِ التي لَقيَ فيهَا العَدُوَّ انْتَظَرَ حتى مَالَتِ الشَّمسُ، ثُمَّ قامَ في النَّاسِ فقال: «أَيُّهَا النَّاسُ! لا تَتَمَنَّوا لِقَاءَ العَدُوِّ، وَسَلُوا اللهَ العَافِيَةَ، فإذا لَقِيتُمُوهُم فَاصْبِرُوا، وَاعلَمُوا أَنَّ الجَنَّةَ تَحتَ ظِلالِ السُّيوفِ» ثم قال: «اللَّهُمَّ! مُنزِلَ الكتابِ وَمُجرِيَ السَّحَابِ، وَهَازِمَ الأَحزَابِ اهْزِمهُم وَانصُرنَا عَلَيهِم» متفقٌ عليه.

٤٠ / ١٣٢٥ ۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بعض ان ایام میں' جب آپ کا مقابلہ دشمن سے ہوا' آپ نے انتظار فرمایا یہاں تک کہ سورج ڈھل گیا۔ پھر آپ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمایا' اے لوگو' دشمن سے لڑنے کی آرزو مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرو۔ پس جب تمہارا دشمن سے مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور جان لو کہ جنت تلواروں کی چھاؤں میں ہے۔ پھر فرمایا' اے اللہ' کتاب کے نازل کرنے والے' بادلوں کو چلانے والے' دشمن کے لشکروں کو شکست دینے والے' ان کو شکست سے دو چار فرما اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاری، كتاب الجهاد، باب لا تمنوا لقاء العدو ـ وصحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب كراهية تمني لقاء العدو.

فوائد: یہ روایت باب الصبر' رقم ۲۹ / ۵۳ میں گزر چکی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنگ کا آغاز' زوال شمس کے بعد کرنا بہتر ہے' کیونکہ نبی ﷺ نے بھی اس کا اہتمام فرمایا ہے۔ (۲) لڑائی کی آرزو کرنا ممنوع ہے۔ تاہم جب لڑائی ناگزیر ہو جائے تو اس سے فرار اختیار نہ کرے بلکہ ثابت قدمی کا مظاہرہ کرے اور خوب جم کر لڑے۔ (۳) صبر و استقامت کے ساتھ اللہ سے فتح و نصرت کی دعائیں بھی کی جائیں کیونکہ تمام اختیارات اسی کے پاس ہیں اور اس کی مشیت کے بغیر فتح حاصل نہیں ہو سکتی۔

١٣٢٦ ـ وعن سَهْلِ بنِ سعدٍ رَضيَ اللهُ عَنهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثِنْتَانِ لا تُرَدَّانِ، أَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ: الدُّعَاءُ عِندَ النِّدَاءِ وَعِندَ البَأسِ حِينَ يُلْحِمُ بَعْضُهُم بَعضاً». رواه أبو داود بإسناد صحيح.

٤١ / ١٣٢٦ ۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' دو دعائیں' رد نہیں کی جاتیں یا (فرمایا) کم ہی رد کی جاتی ہیں۔ اذان کے وقت کی دعاء اور لڑائی کے وقت کی دعاء' جب کہ باہم گھمسان کا رن ہو۔ (ابو داوٗد' باسناد صحیح)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب الدعاء عند اللقاء.

١٣٢٧ ـ وعَنْ أَنس رَضِيَ اللهُ عَنهُ

٤٢ / ١٣٢٧ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

قالَ: كانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إذا غَزَا قال: «اللَّهُمَّ! أَنتَ عَضُدِي وَنَصِيرِي، بِكَ أَحُولُ، وَبِكَ أَصُولُ، وَبِكَ أُقَاتِلُ» رواهُ أبو داودَ، والترمذيُّ وقالَ: حديث حَسَنٌ.

رسول اللہ ﷺ جب جہاد کرتے تو یہ دعاء فرماتے' ''اے اللہ' تو ہی میرا بازو اور میرا مددگار ہے' تیری مدد سے ہی میں پھرتا (اپنا دفاع کرتا) اور تیری ہی توفیق سے میں دشمن پر حملہ کرتا اور لڑتا ہوں۔

(ابو داؤد' ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب ما يدعى عند اللقاء ـ وسنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب في الدعاء إذا غزا.

فوائد: ظاہری اسباب و وسائل کی فراہمی کے ساتھ اللہ سے فتح و نصرت کی دعاء بھی ضروری ہے کہ اللہ کی طرف رجوع' اس کی یاد اور اس سے استعانت مومن کے لئے بہت بڑا سہارا اور اس کی قوت کا باعث ہے۔

١٣٢٨ ـ وعَنْ أبي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنهُ، أَنَّ النَّبيَّ ﷺ كانَ إذا خافَ قوماً قالَ: «اللَّهُمَّ! إنَّا نَجعَلُكَ في نُحُورِهِم، ونَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِم» رواه أبو داودَ بإسنادٍ صحيحٍ.

۱۳۲۸ / ۴۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب دشمن قوم سے خوف محسوس فرماتے تو یہ دعاء پڑھتے تھے' اے اللہ! ہم تجھ کو ہی ان کے مدمقابل کرتے ہیں اور تجھ سے ہی ان کی شرارتوں سے پناہ مانگتے ہیں۔ (ابو داؤد' باسناد صحیح)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب يقول الرجل إذا خاف قوما.

فوائد: خوف کے وقت یہ دعاء پڑھی جائے' کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی دشمن سے بچانے والا ہے' اس لئے اسی سے دعاء والتجا کی جائے۔

١٣٢٩ ـ وعَن ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «الخَيْلُ مَعقُودٌ في نَوَاصِيهَا الخَيرُ إلى يَوْمِ القِيَامَةِ» متفقٌ عليه.

۱۳۲۹ / ۴۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لئے بھلائی باندھی گئی ہے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب الخيل معقود... ـ وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب الخيل في نواصيها الخير إلي يوم القيامة.

فوائد: یہ خیرانہی گھوڑوں میں ہے جو جہاد کی غرض سے ہوں۔ کیونکہ خیر سے مراد اصلاً تو اجر و ثواب ہے' تاہم غنیمت بھی اس میں شامل ہے۔ اس نقطہ نظر سے گھوڑوں کو رکھنا اور پالنا نہایت پسندیدہ ہے۔ پہلے زمانے میں جنگی اعتبار سے گھوڑوں کی اہمیت محتاج وضاحت نہیں۔ تاہم آج بھی' جب کہ جنگ کا سارا اسلوب بدل گیا ہے اور متعدد نئے خطرناک ہتھیار تیار کرلئے گئے ہیں۔ گھوڑے جنگ میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

١٣٣٠ ـ وعَنْ عُرْوَةَ البَارِقِيِّ

۱۳۳۰ / ۴۵۔ حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

رَضِيَ اللهُ عَنهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «الخَيلُ مَعقُودٌ في نَوَاصِيهَا الخَيرُ إلى يَومِ القِيامَةِ: الأَجرُ، وَالمَغنَمُ» متفقٌ عليه.

نبی کریم ﷺ نے فرمایا' گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت تک کے لئے بھلائی باندھی گئی ہے۔ یعنی اجر اور غنیمت۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب الجهاد ماض مع البر والفاجر - وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب الخيل في نواصيها الخير.

فوائد: اجر و ثواب' نفع آجل (دیر سے ملنے والا فائدہ) ہے اور مال غنیمت نفع عاجل (فوری حاصل ہونے والا فائدہ) ہے۔

١٣٣١ - وعَنْ أَبي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ احتَبَسَ فَرَساً في سَبيلِ اللهِ، إيمَاناً باللهِ، وَتَصدِيقاً بِوَعدِهِ، فإنَّ شِبَعَهُ، وَرِيَّهُ وَرَوْثَهُ، وَبَوْلَهُ في مِيزَانِهِ يَوْمَ القِيَامَةِ» رواه البخاريُّ.

۴۶ / ۱۳۳۱ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس نے اللہ پر ایمان رکھتے اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے' اللہ کی راہ میں گھوڑا پالا' تو یقیناً اس کی گھاس' اس کی سیرابی' اس کی لید اور اس کا پیشاب' قیامت والے دن اس کے پلڑے میں ہو گا (اس کے اعمال میں شامل ہو کر تلیں گے)۔ (بخاری)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب من احتبس فرسا.

فوائد: یعنی گھوڑے کی مذکورہ ساری چیزیں' نیکیاں بن جائیں گی اور گھوڑا پالنے والے کے اعمال میں شامل ہو کر ترازو میں تلیں گی۔ اس میں ترغیب ہے کہ اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کی غرض سے گھوڑے پالے جائیں' اس لئے کہ انسان جو کچھ ان پر خرچ کرے گا اور جو کچھ گھوڑوں کے اندر سے نکلے گا' ان سب پر اجر ملے گا۔

١٣٣٢ - وعَنْ أَبي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قالَ: جاءَ رَجُلٌ إلى النَّبِيِّ ﷺ بِنَاقَةٍ مَخطُومَةٍ فقالَ: هذِهِ في سَبيلِ اللهِ، فقالَ رسُولُ اللهِ ﷺ: «لَكَ بها يَومَ القِيَامَةِ سَبعُمِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخطُومَةٌ» رواهُ مسلم.

۴۷ / ۱۳۳۲ ۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مہار ڈالی ہوئی ایک اونٹنی رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آیا اور عرض کیا' یہ اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تیرے لئے اس کے بدلے قیامت والے دن سات سو اونٹنیاں ہوں گی' سب کی سب مہار والی ہوں گی۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضل الصدقة في سبيل الله وتضعيفها.

فوائد: اس میں اس اخروی اجر کا بیان ہے جو نیکیوں پر قیامت کے روز ملے گا' ہر نیکی کا اجر اللہ تعالیٰ کم از کم دس گنا اور زیادہ سات سو گنا تک بلکہ اس سے زیادہ بھی عطا فرمائے گا۔ اس میں سات سو گنا کی خوش خبری ہے۔

١٣٣٣ - وعن أبي حَمَّادٍ - ويُقال: أبو سُعادٍ، ويُقالُ: أبو أَسِيدٍ، ويقال: أبو

۴۸ / ۱۳۳۳ ۔ حضرت ابو حماد اور بعض کے نزدیک ابو سعاد' یا ابو اسد' یا ابو عامر' یا ابو عمرو' یا ابو الاسود یا ابو

عامرٍ، ويقالُ: أبو عَمْرٍو، ويقالُ: أَبُو الأَسْودِ، ويقالُ: أبو عَبْسٍ - عُقْبَةَ بن عامرٍ الجُهَنيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَلى المِنْبَرِ يقولُ: «وَأَعِدُّوا لهُم ما استَطَعْتُم من قُوَّةٍ، أَلا إنَّ القُوَّةَ الرَّميُ، أَلا إنَّ القُوَّةَ الرَّميُ، أَلا إنَّ القُوَّةَ الرَّميُ» رواه مسلم.

عبس' عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا' (آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی) "تم ان کافروں کے مقابلے میں اپنی امکانی قوت تیار کرو" (پھر فرمایا) سن لو' قوت (سے مراد) تیر اندازی ہے' خبردار' قوت (سے مراد) تیر اندازی ہے' خبردار' قوت (سے مراد) تیر اندازی ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضل الرمى والحث عليه وذم من علمه ونسيه.

فوائد: نبی ﷺ نے اپنے دور اور حالات کے مطابق' اللہ نے دشمن کے لئے جو امکانی قوت فراہم اور تیار کرنے کا حکم دیا ہے' اس کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد تیر اندازی ہے اور تین مرتبہ دہرا کر اس کی اہمیت اور تاکید کو واضح فرمایا۔ کیونکہ تیر اندازی کا فن اس دور میں نہایت بنیادی کردار ادا کرتا تھا۔ آج کل کی جنگوں میں تیر اندازی کی اہمیت ختم ہو گئی ہے اور اس کی جگہ ٹینک' توپیں' میزائل اور ایٹم بم وغیرہ ایجاد ہو گئے ہیں۔ اسی طرح فضائی جنگ کے لئے ائر فورس' جنگی جہاز اور ان کے سامان اور بحری جنگ کے لئے نیوی' بحری بیڑے' آبدوزیں اور اس سے متعلقہ سامان کی اہمیت ہے۔ اب قرآن کے حکم فراہمی قوت کا مطلب' مذکورہ چیزوں کی مکمل تیاری اور فراہمی ہے۔ مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام جدید ہتھیاروں کا انتظام کریں اور ان سے غفلت نہ کریں۔ آج کل کے مسلمانوں نے اس میں تغافل اور تساہل سے کام لیا ہے' جس کا نتیجہ ہے کہ جنگ کے جدید ذرائع کا علم کافروں کے پاس زیادہ ہے اور اس کے بل بوتے پر وہ دنیا پر چھائے ہوئے ہیں اور کوس لمن الملک بجا رہے ہیں۔ مسلمان جب تک اس قرآنی حکم کے مطابق کافروں سے زیادہ یا ان کے برابر یا کم از کم ان ہی کی طرح کی جنگی قوت و استعداد بہم نہیں پہنچائیں گے' وہ کفر کی یلغار کا مقابلہ اور کافروں کو شکست سے دوچار نہیں کر سکیں گے' جب کہ اسلام کی سربلندی کے لئے کفر کی قوت و شوکت کا خاتمہ ضروری ہے۔

١٣٣٤ - وَعَنْهُ قَالَ: سمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يقولُ: «سَتُفْتَحُ عَلَيْكُم أَرَضُونَ، وَيَكفِيكمُ اللهُ، فَلا يَعْجِزْ أَحَدُكُمْ أَنْ يَلْهُوَ بِأَسْهُمِهِ» رواه مسلم.

۴۹/ ۱۳۳۴۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم پر بہت سی زمینوں کے فتح کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں (دشمن کے مقابلے میں) کافی ہو جائے گا' پس تم میں سے کوئی شخص اپنے تیروں کے ساتھ (فارغ وقت میں) مشق و تمرین میں کوتاہی نہ کرے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضل الرمي والحث عليه.

فوائد: اس میں مسلمانوں کو خوش خبری دی گئی ہے کہ مستقبل میں بہت سے علاقوں پر تمہیں فتح و کامرانی نصیب ہو گی اور اللہ کی خاص مدد سے تم نوازے جاؤ گے جس کی وجہ سے دشمن تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ لیکن اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ظاہری اسباب سے تم بھی غفلت نہ برتو اور دشمن سے مقابلے کے لئے جنگی تیاری اور مشقوں (تیراندازی وغیرہ) میں کوتاہی نہ کرو۔ آج کل تیراندازی کی جگہ جدید جنگی مشقوں اور جدید جنگی ہتھیاروں کی تربیت حاصل کرنی ضروری ہے۔

١٣٣٥ ـ وعَنْـهُ أَنَّـهُ قَـالَ: قَـالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ عُلِّمَ الرَّمْيَ، ثُمَّ تَرَكَهُ، فَلَيْسَ مِنَّا، أَوْ فَقَدْ عَصَى» رواه مسلم.

۵۰/ ۱۳۳۵۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا‘ جس کو تیراندازی کا فن سکھایا گیا‘ پھر اس نے اسے چھوڑ دیا (یعنی فراموش کر دیا) وہ ہم میں سے نہیں‘ یا (فرمایا) اس نے یقیناً نافرمانی کی۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضل الرمي والحث عليه.

فوائد: اس میں بھی اس وقت کے اعتبار سے فن تیراندازی کے سیکھنے کی ترغیب اور اس کی اہمیت و تاکید اور اسے بھلا دینے پر سخت وعید ہے۔ یہی تاکید آج کل کے جنگی ہتھیاروں کی تربیت حاصل کرنے کی ہے اور تربیت حاصل کر کے بھلا دینے پر اسی وعید کا مستحق ہو گا۔ کیونکہ یہ تربیت اعلائے کلمۃ اللہ اور مسلمانوں کے دفاع کے لئے نہایت ضروری ہے اور سیکھ کر بھلا دینے کا مطلب ہے کہ وہ ایک نہایت اہم اسلامی فریضے کی ادائیگی میں کوتاہی کا مرتکب ہو رہا ہے۔

١٣٣٦ ـ وعنهُ، رضيَ اللهُ عَنهُ قالَ: سَمِعْـتُ رَسُـولَ اللهِ ﷺ، يقـولُ: «إنَّ اللهَ يُدخِلُ بالسَّهمِ الوَاحِدِ ثَلاثَةَ نَفَرِ الجَنَّةَ: صَانِعَهُ يحتَسِبُ في صَنْعَتِهِ الخيرَ، وَالرَّامِيَ بـهِ، وَمُنْبِلَـهُ. وارمُـوا واركَبُـوا، وَأَنْ تَـرمُـوا أَحَبُّ إليَّ مِنْ أَنْ تركَبُوا. وَمَنْ تَرَكَ الرَّميَ بَعْدَ ما عُلِّمَهُ رَغبَةً عنه، فَإنَّها نِعمَةٌ تَرَكَهَا» أوْ قال: «كَفَرَهَا». رواهُ أبو داودَ.

۵۱/ ۱۳۳۶۔ سابق راوی ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا‘ کہ اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرمائے گا‘ اس کے بنانے والے کو‘ جو اس کے بنانے میں بھلائی (ثواب) کی نیت رکھے‘ تیرانداز کو اور ترکش سے تیر نکال نکال کر دینے والے کو۔ تم تیراندازی اور سواری کا فن سیکھو اور مجھے تمہارا تیراندازی کا سیکھنا‘ تمہارے سواری سیکھنے سے زیادہ محبوب ہے اور جس نے بے رغبتی کی وجہ سے تیراندازی کا فن سکھائے جانے کے بعد‘ چھوڑ دیا‘ تو اس نے ایک (حاصل شدہ) نعمت کو چھوڑ دیا‘ یا فرمایا‘ اس نے نعمت کی ناشکری کی۔

(ابو داوٗد)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب في الرمي.

فوائد: اس میں بھی دشمن سے مقابلے کی تیاری کی اہمیت اور اس کی فضیلت کا بیان ہے۔ اس میں تیر کی مثال دی گئی ہے۔ اسی طرح آج کل کے جدید جنگی ہتھیار اس نیت سے بنائے' کہ وہ اس کے ذریعے سے جہاد کرے گا تو اس میں جتنے لوگ بھی جس جس طریقے سے اس کی معاونت کریں گے' سب کو برابر اجر ملے گا' علاوہ ازیں آج کل تیراندازی اور سواری وغیرہ کی جگہ جدید جنگی تربیت حاصل کرنی چاہئے اور اس کی تربیت حاصل کر کے اسے فراموش نہیں کرنا چاہئے ورنہ وہ بھی اس وعید کا مستحق قرار پائے گا۔

١٣٣٧ - وعَن سَلَمَةَ بنِ الأكوَعِ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ قالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ، على نَفَرٍ يَنتَضِلُونَ، فَقالَ: «ارْمُوا بَني إسْماعِيلَ فَإنَّ أَباكم كانَ رامِياً» رواه البخاري.

۵۲ / ۱۳۳۷۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایسی جماعت پر سے گزر ہوا جو بطور مقابلہ تیراندازی کر رہی تھی' آپ نے (انہیں دیکھ کر) فرمایا' اے اولاد اسمٰعیل! تم تیراندازی کرو' اس لئے کہ تمہارے باپ بھی تیرانداز تھے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب التحريض على الرمى.

فوائد: عربوں کو بنو اسمٰعیل بھی کہا جاتا ہے' کیونکہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے' حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سے ہیں' اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی ﷺ کے بھی اجداد میں شمار ہوتے ہیں' کیونکہ آپ بھی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے سلسلہ نسب سے ہیں۔

١٣٣٨ - وَعَنْ عَمْرِو بنِ عَبَسَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ قالَ: سَمِعتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَمَى بِسَهمٍ في سَبيلِ اللهِ فَهُوَ لَهُ عِدْلُ مُحَرَّرةٍ». رواهُ أبو داودَ، والترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۵۳ / ۱۳۳۸۔ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جس نے اللہ کے راستے میں ایک تیر چلایا' پس اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے۔ (ابو داؤد' ترمذی' دونوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب العتق، باب أيّ الرقاب أفضل؟ - وسنن ترمذي، أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء فى فضل الرمى في سبيل الله.

١٣٣٩ - وعَنْ أَبي يحيى خُرَيْم بن فاتِكٍ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً في سَبيلِ اللهِ كُتِبَ لَهُ سَبْعُمِائَةِ ضِعفٍ» رواهُ الترمذي وقالَ: حديثٌ حَسَنٌ.

۵۴ / ۱۳۳۹۔ حضرت ابو یحییٰ خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو اللہ کے راستے میں کچھ خرچ کرے تو اس کے لیے سات سو گنا اجر لکھا جاتا ہے۔ (ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل النفقة في سبيل الله.

١٣٤٠ - وعَنْ أَبي سَعيدٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ عَبْدٍ

۵۵ / ۱۳۴۰۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو بندہ اللہ کے راستے میں

يَصُومُ يَوماً في سَبِيلِ اللهِ إِلَّا بَاعَدَ اللهُ بِذلكَ اليَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفاً» متفقٌ عليهِ.

ایک دن کا روزہ رکھتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے بدلے اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال (کی مسافت کے بقدر) دور کر دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري وصحيح مسلم.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل باب الصوم' رقم ۴ / ۱۲۱۸ میں گزر چکی ہے۔ ان احادیث میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور کسی طرح کی بھی مشقت برداشت کرنے کا ثواب بتایا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ جہاد کی راہ میں کی گئی کوشش بیکار نہیں جاتی ہر کوشش کا بہت زیادہ ثواب ملتا ہے۔

١٣٤١ ـ وعَنْ أبي أُمَامَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قالَ: «مَنْ صَامَ يَوْماً في سَبِيلِ اللهِ جَعَلَ اللهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقاً كَمَا بَيْنَ السَّماءِ والأَرْضِ» رواهُ الترمذي وقالَ: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۵۶ / ۱۳۴۱۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کی آگ کے درمیان' آسمان و زمین کے درمیان فاصلے کے بقدر' خندق ڈال دیتا ہے۔ (ترمذی' حسن صحیح)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء فى فضل الصوم في سبيل الله.

١٣٤٢ ـ وعَنْ أبي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ ماتَ وَلَمْ يَغْزُ، وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِغَزْوٍ، ماتَ عَلى شُعْبَةٍ مِنَ النِّفَاقِ» رواهُ مسلمٌ.

۵۷ / ۱۳۴۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص اس حالت میں فوت ہوا کہ اس نے جہاد کیا اور نہ اس کے نفس نے جہاد کی بابت کبھی سوچا' تو اس کی موت نفاق کی ایک خصلت پر ہو گی۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب ذم من مات ولم يغز...

فوائد: جہاد کا موقع نہ ملنا اور بات ہے۔ لیکن کبھی دل میں اس خیال کا بھی نہ آنا کہ اگر کفار سے مقابلے کی ضرورت پیش آئی تو میں ضرور اللہ کی راہ میں لڑوں گا' یہ منافقانہ خصلت ہے' کیونکہ جہاد سے پیچھے رہنا' انہی کی خصلت تھی۔ امام قرطبیؒ نے اس کی روشنی میں یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ جب انسان کوئی عمل خیر کرنے پر قادر نہ ہو' تو اسے چاہئے کہ وہ یہ عزم کر لے کہ جب بھی مجھے اس کی قدرت حاصل ہو گی' میں اس میں کوتاہی نہیں کروں گا تاکہ اس کی نیت' فعل کے قائم مقام ہو جائے اور انسان عمل خیر کرے نہ اس کی دل میں نیت رکھے' تو یہ منافق کی شان ہے۔ بالخصوص جہاد کی بابت دل میں بھی نیت نہ رکھنے سے' انسان منافقین کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ اللھم احفظنا منه

١٣٤٣ ـ وعَنْ جابرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ في غَزَاةٍ فقالَ: «إِنَّ بِالمَدِينَةِ لَرِجَالاً ما سِرتُمْ مَسِيراً وَلا قَطَعْتُمْ

۵۸ / ۱۳۴۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم ایک جہاد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' تو آپ نے فرمایا' مدینے میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ تم نے جو

وَادياً إلّا كانُوا مَعكُمْ، حَبَسَهُمُ المَرَضُ». وفي روايةٍ: «حَبَسَهُمُ العُذْرُ». وفي روايةٍ: «إلّا شَرَكُوكُمْ في الأَجْرِ» رواهُ البخاري من روايةِ أنَسٍ، ورَواهُ مُسلمٌ من روايةِ جابرٍ واللفظ له.

مسافت بھی طے کی اور جو وادی بھی قطع کی' وہ (اجر میں) تمہارے ساتھ رہے' (کیونکہ) انہیں مرض نے روک دیا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے' عذر نے انہیں روک دیا ہے اور ایک روایت میں ہے' وہ تمہارے ساتھ اجر میں شریک رہے۔

بخاری نے اسے حضرت انس؄ سے روایت کیا اور مسلم نے اسے حضرت جابر؄ کی روایت سے بیان کیا ہے اور الفاظ بھی مسلم کے ہیں۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب من حبسه العذر عن الغزو - وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب نزول النبي ﷺ الحجر.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل باب الاخلاص ۴/ ۴ میں گزر چکی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص جہاد میں جانے کی طاقت نہیں رکھتا' تو اس کی نیت صادقہ ہی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور جان کا نذرانہ پیش کرنے سے کافی ہو جاتی ہے' کیونکہ وہ اپنی اس نیت کی بدولت عنداللہ' مجاہدین کے ساتھ اجر میں شریک سمجھا جائے گا۔

١٣٤٤ ـ وعَنْ أبي مُوسى، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يا رسولَ اللهِ! الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانُهُ؟ وفي روايةٍ: يُقَاتِلُ شَجَاعَةً، وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً. وفي روايةٍ: وَيُقَاتِلُ غَضَباً، فَمَنْ في سَبيلِ اللهِ؟ فقَالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ العُلْيَا، فَهُوَ في سَبِيلِ اللهِ» متفقٌ عليهِ.

۵۹/ ۱۳۴۴۔ حضرت ابو موسیٰ؄ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا' یا رسول اللہ! ایک آدمی تو مال غنیمت کے لئے لڑتا ہے' ایک آدمی اس لئے لڑتا ہے تاکہ اس کا چرچا ہو' ایک اس لئے لڑتا ہے تاکہ اس کا مقام پہچانا جائے اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی بہادری دکھانے کے لئے لڑتا ہے' کوئی قومی و قبائلی عصبیت کے لئے لڑتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ کوئی شخص (ذاتی) غصے کے پیش نظر لڑتا ہے۔ پس ان میں کون اللہ کے راستے میں لڑنے والا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو' وہ شخص اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب من قاتل لتكون كلمة الله هى العليا - وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب من قاتل. . .

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ کسی دنیوی غرض سے لڑنے والا مجاہد نہیں ہے۔ اللہ کی راہ میں لڑنے والا مجاہد

صرف وہ ہے جو صرف اللہ کے دین کے لئے اللہ کی رضا کی خاطر لڑے۔

١٣٤٥ ـ وعنْ عبدِ اللهِ بنِ عَمرِو بن العاصِ، رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا قالَ: قالَ رسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ غَازِيَةٍ، أَوْ سَرِيَّةٍ تَغْزُو، فَتَغْنَمُ وَتَسْلَمُ، إلَّا كانُوا قَدْ تَعَجَّلُوا ثُلُثَي أُجورِهِم، وَمَا مِنْ غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَّةٍ تُخْفِقُ وَتُصَابُ إلَّا تَمَّ أُجُورُهُمْ». رواهُ مسلمٌ.

۶۰ / ۱۳۴۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا‘ جو لڑنے والا گروہ یا لشکر جہاد کرے‘ پس وہ مال غنیمت حاصل کرے اور صحیح سالم واپس آجائے‘ تو اس نے اپنے اجر کا دو ثلث (دو تہائی‘ ۲/ ۳) دنیا میں جلد حاصل کر لیا اور جو گروہ یا لشکر لڑے لیکن غنیمت حاصل نہ کر سکے اور شہید یا زخمی ہو جائے تو اس کے لئے ان کا پورا اجر ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب بيان قدر ثواب من غزا فغنم ومن لم يغنم.

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ جو مجاہدین میدان جنگ سے صحیح سلامت واپس آجاتے اور مال غنیمت سے بھی بہرہ ور ہوتے ہیں‘ وہ اجر میں ان مجاہدین سے کم تر ہوں گے جو شہید یا زخمی ہو جاتے ہیں اور مال غنیمت بھی ان کے حصے میں نہیں آتا۔ جیسے صحابہ کرامؓ فرمایا کرتے تھے ”ہم میں سے بہت سے لوگ ایسے حال میں اللہ کو پیارے ہو گئے کہ انہوں نے اپنے اجر کا کوئی حصہ دنیا میں نہیں لیا اور بہت سے ایسے ہیں کہ ان کے پھل پک گئے ہیں اور وہ انہیں چن رہے ہیں“۔

١٣٤٦ ـ وعنْ أَبي أُمَامَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ، أنَّ رَجُلاً قالَ: يا رسولَ اللهِ! ائذَنْ لي في السِّيَاحَةِ فَقالَ النَّبيُّ ﷺ: «إنَّ سِيَاحَةَ أُمَّتي الجِهادُ في سَبيلِ اللهِ، عَزَّ وجلَّ» رواهُ أبو داود بإسنادٍ جيِّدٍ.

۶۱ / ۱۳۴۶۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا‘ یا رسول اللہ‘ مجھے سیاحت (ترک دنیا) کی اجازت عنایت فرمائیے‘ تو نبی ﷺ نے فرمایا‘ میری امت کی سیاحت اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ہے۔ (ابو داؤد‘ اس کی سند عمدہ ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب النهي عن السياحة.

فوائد: سیاحت کا عام مفہوم تو زمین میں چلنا پھرنا‘ گھومنا اور سیر و سفر کرنا ہی لیا جاتا ہے۔ لیکن یہاں سائل کا مقصد دنیا کی لذات ومالوفات‘ جمعہ و جماعت اور تعلیم وغیرہ ترک کرنے کی اجازت طلب کرنا ہے تاکہ وہ اپنے نفس پر قابو پانے کے لیے آبادیوں سے دور جنگلوں اور ویرانوں میں جا کر رہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا‘ دنیا کی لذتوں کو ہی چھوڑنا ہے تو اس کے لیے بہترین عمل جہاد ہے جس میں ہر وقت موت انسان کے تعاقب میں رہتی ہے۔ جب موت ہر وقت انسان کے سامنے رہے تو کون لذتوں میں الجھنا پسند کرتا ہے؟ گویا یہاں سیاحت سے مراد جہاد ہے۔ اسی لیے امام ابوداؤد نے یہ روایت کتاب الجہاد میں ذکر کی ہے۔ اس کی سند میں قاسم راوی ہے جس پر بہت سے محدثین نے کلام کیا ہے۔ (عون المعبود)

١٣٤٧ ـ وعَنْ عبدِ اللهِ بنِ عَمرِو بنِ

۶۲ / ۱۳۴۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما

العاص رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ». رواهُ أبو داود بإسنادٍ جيدٍ. «القَفْلَةُ»: الرُّجُوعُ، والمراد: الرُّجُوعُ مِنَ الغزوِ بَعْدَ فَرَاغِهِ؛ ومعناه: أنه يُثَابُ في رُجُوعِهِ بعدَ فَرَاغِهِ مِنَ الغَزْوِ.

سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جہاد سے لوٹنا' جہاد کرنے کی مثل ہے۔

(ابو داؤد' اس کی سند عمدہ ہے)

قفلة ' کے معنی' لوٹنا ہیں اور مراد' جہاد سے فارغ ہو کر لوٹنا ہے اور مطلب یہ ہے کہ جہاد سے فراغت کے بعد جب مجاہد لوٹتا ہے تو اس رجوع پر بھی اس کو ثواب دیا جاتا ہے۔

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب فضل القفل في الغزو.

فوائد: مجاہد' جب جہاد سے گھر واپس آتا ہے' تو اس پر بھی اسے جہاد کی طرح اجر ملتا ہے' کیونکہ گھر آکر بھی وہ فرائض ادا کرتا ہے جو اہل و عیال کی طرف سے اس پر عائد ہوتے ہیں۔ نیز واپس آکر دوبارہ جہاد میں جانے کی بھرپور تیاری کرتا ہے' اس کے لئے اسلحہ اور قوت فراہم کرتا ہے' گویا مومن گھر کے اندر بھی' اپنی نیت اور تیاری کے اعتبار سے' حالت جہاد میں رہتا ہے' جس پر اسے جہاد والا اجر ہی دیا جائے گا۔

١٣٤٨ - وعَنِ السَّائِبِ بن يزيدَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: لَمَّا قدِمَ النَّبِيُّ ﷺ، مِنْ غَـزْوَةِ تبـوكَ تَلَقَّاهُ النَّاسُ، فَتَلَقَّيْتُـهُ مع الصِّبيانِ على ثَنِيَّةِ الوَدَاعِ. رواه أبو داود بـإسنادٍ صَحيحٍ بهذا اللفظ، وَرَوَاهُ البخاريُّ قالَ: ذَهَبْنَا نَتَلَقَّى رسولَ اللهِ ﷺ، مَعَ الصِّبْيَانِ إلى ثَنِيَّةِ الوَدَاعِ.

١٣٤٨/٦٣ - حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس آئے تو لوگ آپ سے ملاقات کے لئے نکلے' پس میں نے بھی بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع مقام پر آپ سے ملاقات کی۔ اسے ان الفاظ کے ساتھ ابو داؤد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور امام بخاری نے اسے اس طرح روایت کیا ہے' حضرت سائب نے بیان کیا' ہم بچوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے استقبال کے لئے جانا شروع ہوئے۔

تخریج: صحيح بخاري، أول كتاب النبى ﷺ إلى كسرٰى وقيصر - وسنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب في التلقى.

فوائد: اس میں جنگ یا سفر سے واپس آنے والوں کا استقبال کرنے کا جواز ہے۔ لیکن بغیر کسی تکلف اور فضول خرچی کے۔ آج کل استقبال کا انداز یہ ہے کہ لوگوں کو خوب ترغیب دی جاتی ہے' آرائش و چراغاں کا اہتمام کیا جاتا ہے' نیز آتش بازی' ہوائی فائرنگ اور دیگر اس قسم کی فضولیات کا اہتمام ہوتا ہے اور ان خرافات پر ملک و قوم کا خزانہ نہایت بے دردی سے برباد کیا جاتا ہے۔ یہ شرعاً بھی ناجائز ہے اور ملک و قوم کے مفادات کے خلاف بھی۔ اس قسم کی فضولیات پر قومی خزانے کو لٹانے کی بجائے' اسے بہتر مصرف پر خرچ کرنا چاہئے جس میں ملک و قوم کا کوئی فائدہ ہو۔

١٣٤٩ ـ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ لم يَغْزُ، أَوْ يُجَهِّزْ غَازِياً، أَوْ يَخْلُفْ غَازِياً في أَهْلِهِ بِخَيْرٍ، أَصَابَهُ اللهُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ يَوْمِ القِيَامَةِ». رواهُ أبو داودَ بإسنادٍ صحيحٍ.

۶۴ / ۱۳۴۹ ۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جس شخص نے جہاد نہیں کیا' یا کسی غازی کو جہاد کا سامان دے کر تیار نہیں کیا یا کسی غازی کے پیچھے اس کے گھر والوں کی بہتر دیکھ بھال نہیں کی' تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت سے پہلے کسی بڑی مصیبت یا حادثے سے دوچار کرے گا۔

(ابو داوُد' اس کی سند صحیح ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب كراهية ترك الغزو.

فوائد: اس کا مطلب یہ ہوا کہ جہاد نہ کرنا' نہ کسی مجاہد کو سامان حرب مہیا کرنا اور نہ مجاہدین کے گھر والوں کی حفاظت و نگرانی کرنا' یہ سارے جرم ایسے ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی سزا دے دیتا ہے۔ اس لئے امت مسلمہ کا فرض ہے کہ وہ فریضہ جہاد اور اس کے تقاضوں اور ضروریات سے غفلت و اعراض نہ کرے' ورنہ وہ دنیا میں بھی اس کی سزا بھگتے گی اور آخرت میں سخت عذاب الگ ہو گا۔

١٣٥٠ ـ وعَنْ أنسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «جَاهِدُوا المُشرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكم وَأَلْسِنَتِكُم» رواهُ أبو داود بإسنادٍ صحيحٍ.

۶۵ / ۱۳۵۰ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' مشرکوں سے اپنے مالوں' اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ساتھ جہاد کرو۔

(ابو داوُد' اس کی سند صحیح ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب كراهية ترك الغزو.

فوائد: اس میں جہاد کی تین قسموں کا بیان ہے' جہاد بالمال' جہاد بالنفس اور جہاد باللسان۔ جہاں جان کے ساتھ جہاد کرنے کی ضرورت ہو' وہاں جان کے ساتھ' جہاں مال خرچ کرنے کی ضرورت ہو' وہاں مال کے ساتھ اور جہاں زبان سے جہاد کی ضرورت ہو' وہاں زبان کے ساتھ جہاد کیا جائے۔ حسب ضرورت جہاں جس چیز کی ضرورت ہو' وہاں اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے گریز نہ کیا جائے۔

١٣٥١ ـ وعَنْ أبي عَمْرٍو ـ ويقالُ: أبو حَكِيمٍ ـ النُّعْمَانِ بن مُقَرِّنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، إذا لَمْ يُقَاتِلْ مِنْ أَوَّلِ النَّهارِ أَخَّرَ القِتالَ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ وَتَهُبَّ الرِّيَاحُ، ويَنزِلَ النَّصْرُ. رواه أبو داود، والترمذي، وقالَ: حديثٌ حَسَنٌ صحيحٌ.

۶۶ / ۱۳۵۱ ۔ حضرت ابو عمرو اور بعض کے نزدیک ابو حکیم' نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں' میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (جنگوں میں) حاضر رہا۔ (آپ کا یہ معمول تھا کہ) جب آپ دن کے ابتدائی حصے میں لڑائی (کا آغاز) نہ کرتے تو لڑائی کو مؤخر کر دیتے یہاں تک کہ سورج ڈھل جاتا' ہوائیں چلنے لگ جاتیں اور مدد نازل ہو جاتی۔ (ابو داوُد' حسن صحیح)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب أيّ وقت يستحب اللقاء؟ ـ وسنن ترمذي،

أبواب السير، باب ما جاء في الساعة التي يستحب فيها القتال.

فوائد: اس حدیث سے آغاز جنگ کے دو وقت معلوم ہوئے کہ یا تو صبح سویرے ہی جہاد کا آغاز کر دیا جائے' ورنہ پھر زوال شمس کے بعد لڑائی شروع کی جائے۔ صبح سویرے مسلمان تازہ دم اور دشمن (بالعموم) غافل ہوتا ہے اور زوال شمس کے بعد سورج کی روشنی میں ہر قسم کی نقل و حرکت آسان ہوتی ہے' علاوہ ازیں اس وقت اللہ کی مدد بھی نازل ہوتی ہے۔ اس لئے یہ دو وقت لڑائی کے لئے موزوں وقت ہیں۔

١٣٥٢ ـ وعنْ أبي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عنــهُ قــالَ: قــالَ رَســولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَتَمَنَّــوْا لِقَــاءَ العَــدُوِّ، وَٱسْــأَلــوا اللهَ العَافِيَةَ، فإذا لَقِيتُمُوهُم، فَاصبِرُوا» متفقٌ عليه.

٦٧ / ١٣٥٢ ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' دشمن سے لڑنے کی آرزو مت کرو اور اللہ سے عافیت کا سوال کیا کرو' لیکن جب تمہارا ان سے مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب لا تمنوا لقاء العدو ـ وصحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب كراهية تمنى لقاء العدو.

فوائد: یہ حدیث اس باب کے درمیان میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے رقم ۱۳۲۵۔

١٣٥٣ ـ وعَنْــهُ وعَــنْ جــابِــرٍ، رَضِـيَ اللهُ عَنهُمَـا، أَنَّ النبـيَّ ﷺ، قَــالَ: «الحَرْبُ خَدْعَةٌ» متفقٌ عليهِ.

٦٨ / ١٣٥٣ ـ سابق راوی اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا' جنگ ایک چال ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب الحرب خدعة ـ وصحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب جواز الخداع في الحرب.

فوائد: "خــدعــة" کا مطلب ہے ایسی چال چلنا جس سے دشمن مغالطے کا شکار ہو جائے اور اس پر اپنا مقصد یا سمت واضح نہ ہو۔ یہ اسلام میں جائز ہے۔ اس لئے کہ اس کے بغیر بعض دفعہ کافروں کو شکست دینا ممکن نہیں۔ جب کہ کافروں کو شکست دینا ضروری ہے تاکہ اسلام کا بول بالا ہو۔ اس لئے اس طرح کی تدبیریں اور چالیں اختیار کرنا ناگزیر ہے جن سے لڑائی میں دشمن کو ناکام بنایا جا سکتا ہو۔ بہرحال مذکورہ احادیث باب سے واضح ہے کہ اسلام میں جہاد کی کتنی اہمیت اور تاکید ہے اور اس سے اعراض و غفلت کتنا بڑا جرم۔ لیکن بدقسمتی سے اس وقت مسلمان ہر جگہ اس ترک جہاد کا مرتکب ہے۔ فـالـى الـلـه الـمـشـتـكـى۔

٢٣٥ ـ بابُ بيَانِ جَمَاعَةٍ مِنَ الشُّهَدَاءِ فِي ثَوَابِ الآخِـرَةِ وَيُغَسَّلُــونَ وَيُصَلَّــى عَلَيهِــمْ بِخِلَافِ القَتِيلِ

۲۳۵۔ اس جماعت کا بیان جو اخروی اجر کے اعتبار سے شہید ہے' انہیں غسل دیا جائے گا اور ان کی نماز پڑھی جائے گی اس شخص کے برعکس جو کافروں کے ساتھ لڑائی

فِي حَرْبِ الْكُفَّارِ میں شہید ہو جائے (اس کی نماز ہے نہ غسل)

١٣٥٤ ـ عنْ أبي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الشُّهَدَاءُ خَمسَةٌ: المطْعُونُ والمَبْطُونُ، وَالغَرِيقُ، وَصاحِبُ الهَدْمِ، وَالشَّهِيدُ في سَبيلِ اللهِ» متفقٌ عليهِ.

۱ / ۱۳۵۴ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' (اخروی اجر کے اعتبار سے) شہید پانچ ہیں۔ طاعون سے مرنے والا' پیٹ سے مرنے والا' ڈوب کر مرنے والا' دب کر مرنے والا اور اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب الشهادة سبع سوى القتل ـ وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب بيان الشهداء.

فوائد: شہداء' شہید کی جمع ہے یہ یا تو شہادت (گواہی) سے ہے اور شہید کو شہید اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے لئے اللہ اور اس کے رسول نے جنت کی گواہی دی ہے۔ یا یہ شہود (حاضری) سے ہے' رحمت کے فرشتے اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں یا یہ خود معرکہ کار زار میں حاضر ہوتا اور جان کا نذرانہ بارگاہ الٰہی میں پیش کرتا ہے۔ مطعون' وہ ہے جو طاعون کی بیماری سے فوت ہو' مبطون وہ ہے جس کو پیٹ کی کسی بیماری کی وجہ سے موت آئے' صاحب الھدم' وہ ہے جو کسی عمارت یا چٹان کے گرنے سے اس کے نیچے دب کر مرجائے' غریق' جو پانی میں ڈوب کر اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ یہ چاروں قسم کے افراد وہ ہیں' جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و کرم سے قیامت کے روز شہیدوں کی طرح اجر عطا فرمائے گا۔ دوسری احادیث میں کچھ اور لوگوں کا تذکرہ بھی ہے جو رتبہ شہادت سے نوازے جائیں گے' ان احادیث میں تضاد نہیں۔ اس لئے کہ پہلے آپ کو پانچ شہیدوں کی بابت بتلایا گیا' جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دیا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس فہرست میں کچھ اور لوگوں کو بھی شامل فرما لیا' آپؐ نے اسے بھی بیان فرما دیا اور شہید فی سبیل اللہ کا درجہ ان سب سے بلند ہے کیونکہ وہ حقیقی شہید ہے' بشرطیکہ اخلاص نیت سے اللہ کی راہ میں لڑا ہو۔

١٣٥٥ ـ وعنـهُ قـالَ: قـالَ رسـولُ اللهِ ﷺ: «مـا تَعُـدُّونَ الشُّهَـدَاءَ فِيكُم؟» قالُوا: يا رَسُولَ اللهِ! مَنْ قُتِلَ في سَبيلِ اللهِ، فَهُوَ شهيدٌ. قال: «إنَّ شُهَدَاءَ أُمَّتي إذاً لَقَليلٌ!» قالُوا: فَمَنْ يا رَسُولَ اللهِ؟ قالَ: «مَنْ قُتِلَ في سَبيلِ اللهِ فَهُوَ شَهيدٌ، وَمَـنْ مَـاتَ فـي سَبيـلِ اللهِ فَهُـوَ شَهيدٌ، وَمَنْ مَاتَ في الطَّاعُونِ فَهُوَ شَهيدٌ، وَمَنْ مَاتَ في البَطْنِ فَهُوَ شَهيدٌ، وَالغَرِيقُ شَهيدٌ» رواهُ مُسْلمٌ.

۲ / ۱۳۵۵ ۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم اپنے اندر کن لوگوں کو شہید شمار کرتے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' جو اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جائے' وہ شہید ہے۔ آپ نے فرمایا' تب تو میری امت میں شہداء کم ہوں گے۔ انہوں نے پوچھا' پھر یا رسول اللہ! کون شہید ہیں؟ آپ نے فرمایا' جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیا جائے' وہ شہید ہے۔ جو اللہ کے راستے میں طبعی موت مرجائے' وہ شہید ہے۔ جو طاعون کی بیماری میں فوت ہو جائے' وہ شہید ہے' جو پیٹ کی بیماری سے مرجائے وہ شہید ہے اور جو ڈوب کر

مرجائے' وہ شہید ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب بيان الشهداء.

فوائد: اللہ کے راستے میں طبعی موت مرنے سے مراد یہ ہے کہ لڑتے ہوئے تلوار کے وار سے یا نیزے اور گولی وغیرہ لگنے سے موت نہ آئے' بلکہ کسی اور سبب سے موت آئے' مثلاً جہاد کے لئے جا رہا ہے تو راستے میں گھوڑے سے گر کر مرجائے' یا گاڑی کے حادثے میں موت سے ہمکنار ہو جائے' یا دل کا دورہ پڑنے سے یا اور اسی قسم کی وجہ سے مرجائے۔ یہ بھی عنداللہ شہید ہو گا۔

١٣٥٦ ـ وعنْ عبدِ اللهِ بنِ عَمْرِو بن العاصِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مالهِ، فَهُوَ شَهيدٌ» متفقٌ عليهِ.

۳/۱۳۵۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے' پس وہ شہید ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب المظالم، باب من قتل دون ماله ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الدليل على أن من أخذ مال غيره . . .

فوائد: دون کا لفظ' ظرف مکان ہے بمعنی تحت۔ مفہوم اس کا یہ ہے کہ جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا اور اس کا دفاع کرتا ہے' وہ عام طور پر یا تو اس کو اپنے پیچھے رکھتا ہے یا اپنے نیچے اور پھر لڑتا ہے۔ تاہم جو بھی صورت ہو' اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے جو شخص بھی قتل کر دیا جائے گا' اسے اللہ تعالیٰ شہید کا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔

١٣٥٧ ـ وعَنْ أبي الأَعْوَرِ سَعِيدِ بن زَيْدِ بنِ عمرِو بنِ نُفَيْلٍ، أَحَدِ العَشَرَةِ المَشْهُودِ لهُمْ بالجَنَّةِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، قالَ: سَمِعْتُ رسُولَ اللهِ ﷺ، يقولُ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مالِهِ فهُوَ شَهيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دِينِهِ فَهُوَ شَهيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهيدٌ». رواهُ أبو داودَ، والترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۴/۱۳۵۷۔ حضرت ابو الاعور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' جو ان دس صحابہ میں سے ایک ہیں جن کے جنتی ہونے کی گواہی دی گئی ہے رضی اللہ عنہم' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے' وہ شہید ہے۔ جو اپنے خون (جان) کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے' وہ شہید ہے۔ جو اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے' وہ شہید ہے اور جو اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے' وہ شہید ہے۔

(ابو داوٗد' ترمذی' حسن صحیح)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب السنة، باب في قتال اللصوص ـ وسنن ترمذي، أبواب الديات، باب ما جاء فيمن قتل دون ماله فهو شهيد.

فوائد: وہ دس صحابہ' جنہیں دنیا میں رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی' یعنی عشرۂ مبشرہ۔ ان کے اسمائے گرامی ہیں۔ (۱) ابوبکر صدیق (۱) عمر بن خطاب (۳) عثمان بن عفان (۴) علی بن ابی طالب (۵) طلحہ بن عبیداللہ (۶) زبیر بن عوام (۷) عبدالرحمٰن بن عوف (۸) سعد بن ابی وقاص (۹) ابو عبیدہ بن جراح (۱۰) اور اس حدیث کے راوی سعید بن زید۔ رضی اللہ عنہم۔ نبی ﷺ نے اور بھی بعض لوگوں کے جنتی ہونے کی گواہی دی ہے۔ لیکن ان کو اس لئے عشرۂ مبشرہ کہا جاتا ہے کہ ان کو ایک ہی موقعے پر ایک ہی حدیث میں جنت کی بشارت دی گئی۔ (سنن ترمذی) اس حدیث میں مزید کچھ لوگوں کا بیان ہے جن کو شہادت کا اجر ملے گا۔

١٣٥٨ - وعنْ أبي هُرَيرةَ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ، قالَ: جَاءَ رَجُلٌ إلى رسولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: يا رسولَ اللهِ أرَأيْتَ إنْ جَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ أخذَ مَالي؟ قالَ: «فَلا تُعْطِهِ مَالَكَ» قالَ: أَرَأَيْتَ إنْ قَاتَلَنِي؟ قالَ: «قَاتِلْهُ» قالَ: أرَأيتَ إنْ قَتَلَنِي؟ قالَ: «فَأنتَ شَهِيدٌ» قالَ: أرَأيتَ إنْ قَتَلْتُهُ؟ قالَ: «هُوَ فِي النَّارِ» رواهُ مسلمٌ.

۵/۱۳۵۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! یہ فرمایئے' اگر کوئی آدمی (زبردستی) میرا مال لینے کی نیت سے آئے (تو میں کیا کروں؟) آپ نے فرمایا' اپنا مال اسے مت دے' اس نے کہا' اگر وہ مجھ سے لڑے' آپ نے فرمایا' تو بھی اس سے لڑ۔ اس نے کہا' یہ بتلایئے' اگر وہ مجھے قتل کر دے؟ تو آپ نے فرمایا' پس تو شہید ہے۔ اس نے کہا' یہ فرمایئے' اگر میں اس کو قتل کر دوں؟ تو آپ نے فرمایا' وہ جہنم میں جائے گا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الدليل على أن من قصد أخذ...

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ اپنے جان و مال کی حفاظت کرتے ہوئے' ڈاکو' چور اور لٹیرے کو قتل کر دیا جائے تو یہ جائز ہے اور قاتل گناہ گار نہیں ہو گا' علاوہ ازیں مقتول بھی جہنم میں جائے گا' تاہم اگر وہ مسلمان ہو گا تو اپنے ظلم و تعدی کی سزا بھگت کر جہنم سے نکل آئے گا اور اگر اپنا دفاع کرتے ہوئے خود قتل ہو گیا' تو شہادت کے مرتبے سے سرفراز ہو گا۔ لیکن اس موت اور اس قسم کی دیگر موتوں سے ہمکنار ہونے والوں کو غسل بھی دیا جائے گا اور ان کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی' کیونکہ یہ حکماً شہید ہے' جب کہ میدان جہاد میں جام شہادت نوش کرنے والے کے لئے غسل ضروری ہے نہ نماز جنازہ۔

٢٣٦ - بابُ فَضلِ العِتقِ

۲۳۶۔ غلاموں کو آزاد کرنے کی فضیلت کا بیان

قال اللهُ تعالى: ﴿ فَلَا ٱقْتَحَمَ ٱلْعَقَبَةَ ۝١١ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا ٱلْعَقَبَةُ ۝١٢ فَكُّ رَقَبَةٍ ﴾ [البلد: ١١ - ١٣].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' پس وہ دشوار گزار گھاٹی میں داخل نہیں ہوا اور تجھے کیا معلوم' گھاٹی کیا ہے؟ گردن کا آزاد کرنا ہے۔ (سورۂ بلد)

فائدۂ آیت: گردن آزاد کرنے سے مراد غلاموں' باندیوں کا آزاد کرنا ہے' اسے دشوار گزار گھاٹی اس لئے کہا ہے کہ یہ کام نہایت مشکل ہے اور کمال ایمان و تقویٰ کے بغیر انسان اس راہ میں اپنا مال خرچ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ غلامی کا یہ رواج عہد رسالت میں موجود تھا' جسے اسلام نے حکماً تو ختم نہیں کیا' کیونکہ یہ اس دور کی ایک ناگزیر معاشرتی ضرورت تھی۔ علاوہ ازیں جنگوں میں بھی اس کی اس طرح ضرورت پیش آتی تھی کہ کافر قیدی مردوں اور عورتوں کو مجاہدین میں تقسیم کر دیا جاتا تھا اور وہ ان کے پاس غلام اور باندی بن کر رہتے تھے' کیونکہ اس زمانے میں جنگی قیدیوں کے باہمی تبادلے کا یا وسیع پیمانے پر جیلوں میں محبوس رکھنے کا سلسلہ نہیں تھا۔ تاہم شریعت نے ایسی ہدایات ضرور دیں جن سے موجود غلاموں کو زیادہ سے زیادہ آزادی ملے اور غلامی کی حوصلہ شکنی ہو۔ چنانچہ اس سلسلے میں چند احادیث درج ذیل ہیں:

١٣٥٩ ـ وعَنْ أبي هُريرةَ، رَضِيَ اللهُ عنهُ قَالَ: قَالَ لي رَسولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً أَعْتَقَ اللهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْواً مِنْهُ مِنَ النَّارِ حتى فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ» متفقٌ عليهِ.

۱/ ۱۳۵۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس نے ایک مسلمان گردن کو آزاد کیا' اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد کر دے گا' یہاں تک کہ اس کی شرم گاہ کے بدلے اس کی شرم گاہ کو۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الكفارات، باب قول الله تعالى: ﴿أو تحرير رقبة﴾ ـ وصحيح مسلم، كتاب العتق، باب فضل العتق.

فوائد: اسلام کی ان ہدایات ہی کا نتیجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی اپنی طاقت کے مطابق غلاموں کو آزاد کرنے کرانے میں خوب حصہ لیتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے متعدد غلاموں کو ان کی قیمت ان کے مالکوں کو ادا کر کے' آزاد کرایا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ۳۰ ہزار غلاموں کو اور حضرت عبداللہ بن عمر نے ایک ہزار سے اوپر غلاموں کو آزاد کرایا اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی بابت آتا ہے کہ انہوں نے ایک دن میں ۸ ہزار غلام آزاد کئے۔ رضی اللہ عنہم (ابن علان' ونزهة المتقين)

١٣٦٠ ـ وَعَنْ أبي ذَرٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الأَعْمَالِ أَفضَلُ؟ قَالَ: «الإِيمَانُ باللهِ، وَالجِهَادُ في سَبيلِ اللهِ» قَالَ: قُلْتُ: أَيُّ الرِّقَابِ أَفضَلُ قَالَ: «أَنْفَسُها عِنْدَ أَهْلِهَا، وَأَكثَرُها ثَمَناً» مُتَّفَقٌ عليهِ.

۲/ ۱۳۶۰۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ' کون سے اعمال افضل ہیں؟ آپ نے فرمایا' اللہ پر ایمان لانا اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنا' حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں نے کہا۔ کون سی گردنیں (آزاد کرنا) افضل ہے؟ آپ نے فرمایا' جو ان کے مالکوں کے نزدیک زیادہ عمدہ اور زیادہ قیمتی ہوں۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب العتق، باب أيّ الرقاب أفضل؟ ـ وصحيح مسلم، كتاب

الإيمان، باب بيان كون الإيمان بالله تعالى أفضل الأعمال.

فوائد: ظاہر بات ہے کہ جو غلام مالکوں کی نظر میں نفیس و عمدہ بھی ہو گا اور بیش قیمت بھی' اس کو خرید کر یا اپنے طور پر آزاد کرنا بھی مشکل ہو گا۔ اس لئے اس کی فضیلت بھی دوسرے عام غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ ہو گی۔ جس سے یہ اصول معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں جتنی زیادہ قیمتی چیز خرچ کی جائے گی' اس کا اجر و ثواب بھی اسی حساب سے فزوں تر ہو گا۔ جیسے قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون (آل عمران' ۹۲) "جب تک تم اپنی پسندیدہ چیزیں خرچ نہ کرو' نیکی کا درجہ ہرگز نہیں پا سکو گے" بہرحال اب غلامی کا یہ سلسلہ تو ختم ہو گیا ہے۔ البتہ جہاد کی صورت میں لونڈی غلام بنانے کا حکم قیامت تک باقی ہے۔ علاوہ ازیں اس کی بعض اور صورتیں بھی موجود ہیں' جیسے مقروض' ضامن اور قیدی وغیرہ۔ ان کی مدد کر کے ان کو ان بوجھوں سے نجات دلانا بھی نہایت فضیلت والا عمل ہے اور ان صورتوں میں بھی فك رقبة (گردن آزاد کرنا) کا مفہوم کسی نہ کسی انداز میں پایا جاتا ہے۔ گو اس کا اصل مصداق غلام آزاد کرنا ہی ہے۔

٢٣٧ ـ بَابُ فَضْلِ الإِحْسَانِ إِلَى الْمَمْلُوكِ

۲۳۷۔ غلام کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی فضیلت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا۟ بِهِۦ شَيْـًٔا ۖ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَٰنًا وَبِذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَٰمَىٰ وَٱلْمَسَٰكِينِ وَٱلْجَارِ ذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْجَارِ ٱلْجُنُبِ وَٱلصَّاحِبِ بِٱلْجَنۢبِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُكُمْ﴾ [النساء: ٣٦].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ' والدین کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتے داروں' یتیموں' مسکینوں' رشتے دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی' پاس بیٹھنے والے اور مسافر کے ساتھ اور ان کے ساتھ جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہوئے' یعنی غلاموں کے ساتھ (ان سب سے حسن سلوک کرو)۔ (سورۂ نساء' ۳۶)

فائدۂ آیت: آیت میں مذکور تمام لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے' ان ہی میں غلام باندی بھی ہیں جنہیں قرآن نے ما ملكت ايمانكم (جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہوئے) سے تعبیر کیا ہے اور امام صاحب نے اسی مناسبت سے اس آیت کو یہاں بیان کیا ہے۔

١٣٦١ ـ وَعَنِ المَعْرُورِ بنِ سُوَيْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا ذَرٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَعَلَيهِ حُلَّةٌ، وَعَلَى غُلامِهِ مِثْلُهَا، فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَذَكَرَ أَنَّهُ سَابَّ رَجُلاً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَعَيَّرَهُ بِأُمِّهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ هُمْ

۱/ ۱۳۶۱۔ حضرت معرور بن سوید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو دیکھا' آپ نے ایک جوڑا پہنا ہوا تھا اور ان کے غلام کے جسم پر بھی ویسا ہی جوڑا تھا' میں نے اس کی بابت ان سے پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص (غلام) کو برا بھلا کہا اور اس کو اس کی ماں کی

إِخْوَانُكُمْ، وَخَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تحتَ يَدِهِ؛ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُم، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُم فأعينوهم». متفقٌ عليهِ.

نسبت سے عار دلائی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا' تم ایسے آدمی ہو کہ تمہارے اندر (ابھی) جاہلیت (کا اثر) ہے' وہ تمہارے (انسانیت یا دین کے اعتبار سے) بھائی اور تمہارے خدمت گزار ہیں جن کو اللہ نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ پس جس کے ماتحت اس کا بھائی ہو تو اس کو اسی میں سے کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسی میں سے اسے پہنائے جو خود پہنتا ہے اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ کاموں کا بوجھ نہ ڈالو۔ اگر تم انہیں ایسے کام سپرد کرو تو ان کی مدد کرو۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب العتق، باب قول النبي ﷺ العبيد إخوانكم - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب إطعام المملوك مما يأكل.

فوائد: اس میں غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے اور اس کی وضاحت فرما دی کہ یہ سلوک اس طرح کیا جائے کہ جو خود کھاؤ پہنو' ویسا ہی انہیں بھی کھلاؤ اور پہناؤ۔ یا انہیں بھی ان کی خدمت کا اتنا معاوضہ دو کہ وہ بھی تمہاری طرح معقول خوراک اور لباس کا انتظام کر سکیں' کیونکہ بہ حیثیت انسان یا دین کے' وہ تمہارے ہی بھائی بند ہیں' ان کی انسانی ضروریات بھی تم سے مختلف نہیں۔ غلاموں کی بابت اسلام کی اس ہدایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے مجبور انسانوں کی ہمدردی پر بہت زور دیا ہے۔ اس کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ عام ملازمین اور نوکر چاکروں کے ساتھ بھی ہمدردی و اخوت کا معاملہ کرنا چاہیے۔ ان کی حیثیت اگرچہ غلاموں سے مختلف ہے' تاہم مجبوری و ماتحتی میں یہ غلاموں سے ایک گونہ مشابہت رکھتے ہیں۔ (۲) ملازمین اور مزدوروں پر اتنا بوجھ بھی نہ ڈالا جائے جسے وہ برداشت نہ کر سکیں' اگر کبھی ایسا کوئی کام ان سے لیا جائے تو ضروری ہے کہ اس میں ان کا ہاتھ بٹایا جائے۔ (۳) حسب و نسب پر فخر کرنا اور دوسروں کو اس کی بنیاد پر طعن و تشنیع کا ہدف بنانا' یہ زمانہ جاہلیت کا اخلاق و کردار ہے جسے اسلام نے آکر ختم کیا۔ مسلمانوں کو اب اس جاہلیت سے بچ کر رہنا چاہئے۔ افسوس ہے کہ جاہلیت والا یہ کردار مسلمانوں نے پھر اپنا لیا ہے اور ان میں بھی نسبی غرور عام ہے اور اس کی بنیاد پر دوسروں کو حقارت و نفرت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے فالى الله المشتكى (۴) اسلام نے مذکورہ ہدایات دے کر صحیح معنوں میں انسانی مساوات کا اہتمام کیا ہے' وہ صرف مزدوروں اور کمزور طبقات کو متحد ہونے اور سرمایہ داروں کے خلاف محاذ بنانے کا داعی نہیں ہے' کیونکہ اس طرز عمل سے طبقاتی نفرت پھیلتی ہے جو معاشرے کے امن و سکون کو برباد کر دیتی ہے۔ بلکہ اسلام آجر اور اجیر' آقا و غلام اور مالک و مملوک دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی' ہمدرد اور معاون و غم گسار بننے کی تلقین کرتا اور آپس میں ایک دوسرے کے انسانی حقوق کی ادائیگی کی تلقین کر کے دونوں طبقوں کو پیار و محبت کے ساتھ رہنے کا سبق دیتا ہے۔ اسی لئے اسلام میں شرف و فضل کا معیار دولت اور دنیاوی وسائل کی فراوانی نہیں ہے بلکہ صرف اور صرف ایمان و

تقویٰ ہے۔ جس سے ایک غریب سے غریب آدمی بھی بہرہ ور ہو سکتا ہے اور ایک امیر سے امیر تر آدمی محروم رہ سکتا ہے۔

١٣٦٢ - وَعَنْ أَبِي هُرِيرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إذا أَتَى أَحَدَكم خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ، فَإِنْ لم يُجلِسْهُ مَعَهُ، فَلْيُنَاوِلْهُ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ أَوْ أُكلَةً أَوْ أُكلَتَيْنِ؛ فَإِنَّهُ وَلِيَ عِلاجَهُ» رواه البخاري.
«الأُكلَةُ» بضم الهمزة: هِيَ اللُّقمَةُ.

۲ / ۱۳۶۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جب تم میں سے کسی کے پاس اس کا خادم کھانا (تیار کر کے) لائے' پس اگر وہ اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھا سکے تو اسے ایک یا دو لقمے ضرور دے دے (لقمہ اور اکلہ دونوں کے ایک ہی معنی ہیں) اس لئے کہ اس نے اس (کے پکانے وغیرہ) کی تکلیف کو برداشت کیا ہے۔ (بخاری)

اکلـة ' ہمزہ پر پیش' بمعنی لقمہ

تخريج: صحيح بخاري.

فوائد: انسانی مساوات کے اعتبار سے' کھانا تیار کر کے لانے والے خادم کو ساتھ بٹھا کر کھلانا بہتر ہے۔ تاہم ایسا ممکن نہ ہو تو اس کھانے میں سے کچھ حصہ اسے ضرور دیا جائے۔ یہ نہیں کہ سارا خود ہی چٹ کر جائے' یا صرف بچ جانے کی صورت میں اسے دے۔ کاش مسلمان اپنے مذہب کی ان تعلیمات کو اپنا سکیں۔

٢٣٨ - بَابُ فَضْلِ الْمَمْلُوكِ الَّذِي يُؤَدِّي حَقَّ اللهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ

۲۳۸۔ اس غلام کی فضیلت کا بیان جو اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے مالک کا حق بھی

١٣٦٣ - عَنِ ابنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنهُما، أَنَّ رسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «إنَّ العَبْدَ إذا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ، وَأَحْسَنَ عِبادَةَ اللهِ، فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ» مُتَّفَقٌ عليهِ.

۱ / ۱۳۶۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بے شک غلام جب اپنے آقا کی خیر خواہی کرے اور اللہ کی عبادت اچھے طریقے سے کرے تو اس کے لئے دوگنا ثواب ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب العتق، باب العبد إذا أحسن عبادة ربه - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب ثواب العبد وأجره إذا نصح لسيده.

فوائد: آقا کی خیر خواہی کا مطلب' دیانت داری سے آقا کے کام کرنے اور اس کے مال و اسباب کی حفاظت ہے اور اللہ کی عبادت سے مراد اسلام کے احکام و فرائض کی پابندی ہے۔ ایسے غلام کے لئے دوگنا اجر ہے۔

١٣٦٤ - وَعَنْ أَبِي هُرِيرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِلْعَبْدِ المَمْلُوكِ المُصْلِحِ أَجْرَانِ» وَالَّذِي نَفْسُ

۲ / ۱۳۶۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' مملوک غلام کے لئے جو اپنے آقا کی خیر خواہی اور اپنے رب کی عبادت کرنے والا ہے'

أبي هُرَيرَةَ بِيَدِهِ لَوْلَا الجِهَادُ في سَبِيلِ اللهِ، وَالحَجُّ، وَبِرُّ أُمِّي، لأَحْبَبْتُ أَنْ أَمُوتَ وَأَنَا مَمْلوكٌ. مُتَّفَقٌ عليهِ.

دوگنا اجر ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے' اگر اللہ کی راہ میں جہاد' حج اور والدہ کے ساتھ نیکی کرنے کا مسئلہ نہ ہوتا تو میں غلام ہونے کی حالت میں مرنے کو پسند کرتا۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب العتق، باب العبد إذا أحسن... - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب ثواب العبد وأجره...

فوائد: مصلح' وہ غلام ہے جو آقا کا بھی خیر خواہ ہو اور رب کا بھی عبادت گزار ہو۔ انسان جب غلام ہو تو وہ اپنی مرضی سے جہاد میں حصہ لے سکتا ہے' نہ فریضہ حج ادا کر سکتا ہے اور نہ ماں باپ کی خدمت کر سکتا ہے' کیونکہ غلامی میں وہ اپنے آقا کی مرضی اور اجازت کا پابند ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ غلامی کی وجہ سے مذکورہ اعمال کی فضیلت حاصل نہیں کی جا سکتی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو مجھے یہ بات پسند تھی کہ غلام ہونے کی حالت میں مجھے موت آئے' تاکہ میں دوہرے اجر کا مستحق ہو سکتا۔

١٣٦٥ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «المَمْلُوكُ الَّذي يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ، وَيُؤَدِّي إلى سَيِّدِهِ الذي عليهِ مِنَ الحَقِّ، وَالنَّصِيحَةِ، وَالطَّاعَةِ، لَهُ أَجْرَانِ» رواهُ البخاريُّ.

۳ / ۱۳۶۵۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' وہ غلام جو اپنے رب کی عبادت اچھے طریقے سے کرتا ہے اور اپنے مالک کا وہ حق بھی ادا کرتا ہے جو اس کے ذمے ہے اور اس کی خیر خواہی و اطاعت بھی کرتا ہے' تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب العتق، باب كراهية التطاول على الرقيق.

فوائد: یعنی مالک کی خدمت' اطاعت اور خیر خواہی کا حق ادا کرتا ہے۔ لیکن یہ اطاعت مشروط ہے۔ رب کی عدم معصیت کے ساتھ۔ یعنی مالک کے ایسے حکموں کی اطاعت کرتا ہے جن میں اللہ کی نافرمانی نہیں ہوتی۔ کیونکہ اللہ کی نافرمانی کی صورت میں کسی بھی انسان کی اطاعت ضروری نہیں۔ بلکہ عدم اطاعت ضروری ہے۔

١٣٦٦ - وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثلاثةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ، وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ، وَالعَبْدُ المَمْلُوكُ إذا أَدَّى حَقَّ اللهِ، وَحَقَّ مَوَالِيهِ، وَرَجُلٌ كانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَها فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا، فَلَهُ أَجْرَانِ» مُتَّفَقٌ عليهِ.

۴ / ۱۳۶۶۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تین آدمی ہیں جن کے لئے دوہرا اجر ہے' ایک وہ آدمی' جو اہل کتاب میں سے ہے' اپنے پیغمبر پر ایمان لایا اور (پھر) محمد (ﷺ) پر ایمان لایا۔ (دوسرا) مملوک غلام ہے' جب وہ اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے آقا کا حق بھی۔ (تیسرا) وہ آدمی ہے جس کی ایک باندی ہو' پس اس نے اسے ادب سکھایا اور اس کی

خوب اچھی تربیت کی' اسے علم سکھایا اور اسے خوب اچھی تعلیم سے آراستہ کیا' پھر اسے آزاد کر کے اس کے ساتھ شادی کر لی' پس اس کے لئے بھی دہرا اجر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب العلم، باب تعلیم الرجل أمته وأهله - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب وجوب الإیمان برسالة نبیّنا. . .

فوائد: اہل کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ اس حدیث میں ان کے لئے ترغیب ہے کہ اگر وہ اسلام قبول کر لیں گے تو دہرے اجر کے مستحق ہوں گے۔ (۲) اسی طرح مخلص اور خیر خواہ غلام بھی دوہرے اجر کا مستحق ہو گا' کیونکہ ایک طرف وہ اپنے آقا کی اطاعت کرتا اور اس میں جو تکلیف و مشقت ہوتی ہے' اسے برداشت کرتا ہے اور دوسری طرف اپنے رب کی بندگی کا حق بھی صحیح طریقے سے ادا کرتا ہے۔ (۳) مسلمانوں کو اس امر کی بھی ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اپنے غلاموں اور خاص طور پر کنیزوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کریں اور انہیں آزاد کر کے شرعی طریقے پر ان سے شادی کر لیں یعنی انہیں حق مہر بھی دیں اور آزاد عورتوں والے حقوق ان کے لئے تسلیم کریں۔ ان سب کے لئے دہرا اجر ہے۔

٢٣٩ - بَابُ فَضْلِ الْعِبَادَةِ فِي الْهَرْجِ وَهُوَ الاخْتِلَاطُ وَالْفِتَنُ وَنَحْوُهَا

۲۳۹۔ فتنے اور فساد کے زمانے میں عبادت کرنے کی فضیلت کا بیان

١٣٦٧ - عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ إِلَيَّ». رواهُ مُسْلِمٌ.

۱/ ۱۳۶۷۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' فتنہ و فساد کے دور میں عبادت کرنا' میری طرف ہجرت کرنے کی طرح ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب فضل العبادة في الهرج.

فوائد: جب فتنے عام ہو جاتے اور بگاڑ پھیل جاتا ہے تو اللہ کی عبادت و اطاعت بڑی مشکل ہو جاتی ہے' کیونکہ ہر طرف برائی نے ڈیرے جمائے ہوئے ہوتے ہیں' اس لئے ہر شخص برائی ہی کی طرف راغب ہوتا اور دھڑلے سے اسے اختیار کر لیتا ہے۔ ایسے حالات میں اللہ کی عبادت کا بجا لانا اور اس کے حکموں کی اطاعت کرنا' نہایت فضیلت والا عمل ہے۔ اسے ہجرت مدینہ کی مثل قرار دیا گیا ہے۔ اس وقت ہجرت واجب تھی اور گھربار' جائیداد و کاروبار اور وطن مالوف چھوڑ کر ایک نئی جگہ پر جا کر آباد ہونا نہایت مشکل تھا' لیکن یہ عمل جتنا مشکل تھا' اتنا ہی اجر و ثواب کا باعث بھی تھا۔ یہی ثواب فتنے کے زمانے میں اللہ کی عبادت و اطاعت کرنے والے کو ملے گا۔

٢٤٠ - بَابُ فَضْلِ السَّمَاحَةِ فِي الْبَيْعِ

۲۴۰۔ خرید و فروخت اور لین دین میں

وَالشِّرَاءِ وَالأَخْذِ وَالْعَطَاءِ وَحُسْنِ الْقَضَاءِ وَالتَّقَاضِي وَإِرْجَاح الْمِكْيَالِ وَالْمِيزَانِ، وَالنَّهْيِ عَنِ التَّطْفِيفِ، وَفَضْلِ إِنْظَارِ الْمُوسِرِ الْمُعْسِرَ، وَالْوَضْعِ عَنْهُ

نرمی اور ادائیگی اور تقاضا کرنے میں اچھا رویہ اختیار کرنے' جھکتا تولنے اور ناپنے کی فضیلت اور کم تولنے اور ناپنے کی ممانعت اور مال دار کے تنگ دست کو مہلت دینے اور اس سے قرض کو معاف کر دینے کی فضیلت

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿٢١٥﴾﴾ [البقرة: ٢١٥] وقَالَ تَعالَى ﴿وَيَٰقَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ﴾ [هود: ٨٥] وقَالَ تَعالَى: ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ﴿١﴾ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ﴿٢﴾ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ﴿٣﴾ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ﴿٤﴾ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٥﴾ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [المطففين: ١ ـ ٦].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم جو بھی بھلائی کرو گے' یقیناً اللہ اسے جاننے والا ہے۔ (سورۂ بقرہ' ۲۱۵)

نیز فرمایا: اے میری قوم! انصاف کے ساتھ ناپ تول پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو۔ (سورۂ ہود' ۸۵)

اور فرمایا: ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے خرابی ہے جو لوگوں سے خود ناپ کر پورا لیتے ہیں' مگر جب ناپ یا تول کر دوسروں کو دیتے ہیں' تو کم کر دیتے ہیں۔ کیا ان کو یقین نہیں کہ وہ ایک بڑے دن میں اٹھائے جائیں گے' جس دن تمام لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ (سورۂ مطففین۔ ۱' ۶)

١٣٦٨ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلاً أَتى النَّبِيَّ ﷺ يَتَقَاضَاهُ فَأَغْلَظَ لَهُ، فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الحَقِّ مَقالًا» ثُمَّ قَالَ: «أَعْطُوهُ سِنًّا مِثْلَ سِنِّهِ» قالوا: يا رسولَ اللهِ! لا نَجِدُ إِلَّا أَمْثَلَ مِنْ سِنِّهِ، قال: «أَعْطُوهُ فَإِنَّ خَيْرَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً». مُتَّفَقٌ عَلَيهِ.

۱/ ۱۳۶۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ سے تقاضا کرنے لگا اور اس نے آپ سے درشت رویہ اختیار کیا' تو صحابہؓ نے اسے زد و کوب کرنے کا ارادہ کیا' پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اسے چھوڑ دو' اس لئے کہ حق دار کو کہنے کا حق ہے۔ پھر آپ نے فرمایا' اسے اتنی عمر کا جانور دے دو' جتنی عمر کا جانور اس کا تھا' صحابہؓ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! اس جیسا تو ہم نہیں پاتے البتہ اس سے بہتر اور زیادہ عمر والا ہے۔ آپ نے فرمایا' وہی اسے دے دو' اس لئے کہ تم میں بہتر وہ ہے جو ادائیگی

میں سب سے اچھا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الوكالة، باب الوكالة في قضاء الديون ـ وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب من استسلف شيئا فقضى خيرا منه...

فوائد: کہا جاتا ہے کہ قرض خواہ حضرت زید بن شعبہ کنانی تھے جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے' بعد میں مسلمان ہوئے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ کے ادب و احترام کے تقاضوں کو ملحوظ نہیں رکھا اور مطالبہ کرنے میں سخت رویہ اختیار کیا۔ نبی ﷺ نے صحابہ کو سمجھایا کہ صاحب مال کے لئے بہتر تو یہی ہے کہ وہ تقاضا کرتے وقت اچھا رویہ اختیار کرے' تاہم اگر کوئی اس میں سختی کرتا ہے تو اسے نظرانداز کر دیا جائے' کیونکہ حق دار کو بہرحال کہنے کا حق ہے۔ تاہم اس میں شرعی حدود و آداب سے تجاوز نہیں ہونا چاہئے۔ (۲) مقروض اگر اپنی مرضی سے ادائیگی کے وقت قرض اور حق سے زیادہ ادا کر دے تو مستحب ہے اور صاحب مال (قرض خواہ) کی طرف سے زیادتی کا مطالبہ ہو گا تو یہ سود ہو گا' جس کا لینا جائز ہے نہ دینا۔

١٣٦٩ ـ وَعَنْ جَابِرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «رَحِمَ اللهُ رَجُلاً سَمْحاً إذا بَاعَ، وَإذا اشْتَرَى، وَإذا اقْتَضَى» رواهُ البخاريُّ.

۲/ ۱۳۶۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو بیچتے وقت' خریدتے وقت اور قرض کی وصولی کا مطالبہ کرتے وقت نرمی کرتا ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب السهولة في الشراء والبيع.

فوائد: خرید و فروخت کے وقت نرمی کا مطلب یہ ہے کہ خریدتے وقت ایسا رویہ اختیار کرے جس سے بیچنے والے کو کوئی نقصان نہ ہو' اسی طرح بیچتے وقت ایسا انداز اپنائے جس سے گاہک کو تکلیف نہ ہو' حتیٰ کہ خریدار سودا واپس کرنا چاہے تو اسے واپس کر لے۔ ایک دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ خریدتے وقت قیمت اصل سے زیادہ دے اور بیچتے وقت قیمت کے مقابلے میں سودا زیادہ دے۔ علاوہ ازیں کسی سے اپنا حق لینا ہو تو اس کے مطالبے میں بھی سختی کی بجائے نرمی سے کام لیا جائے' ادب و احترام کے دائرے سے تجاوز نہ کیا جائے' غریب ہو تو اس کو مہلت دے یا پھر قرض معاف ہی کر دیا جائے۔ وان تصدقوا خیرلکم (البقرہ' ۲۸۰)

١٣٧٠ ـ وَعَنْ أَبي قَتَادَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُنَجِّيَهُ اللهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ القِيَامَةِ، فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ أَوْ يَضَعْ عَنْهُ». رواهُ مسلمٌ.

۳/ ۱۳۷۰۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جس کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی بے چینیوں سے نجات دے تو اسے چاہئے کہ وہ تنگ دست کو مہلت دے یا اس سے (قرض) معاف ہی کر دے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب فضل إنظار المعسر.

فوائد: فلینفس ' کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ قرض کی ادائیگی میں مزید مہلت دے دے یعنی یوخر مطالبے

کو مؤخر کر دے۔ دوسرے معنی ہیں اس کی تکلیف کو دور کر دے بایں طور کہ اپنے پاس سے اسے اتنی رقم دے دے کہ جس سے وہ اپنا قرض ادا کر دے۔ یعنی یفرج عنہ بہرحال یہ ہمدردانہ رویہ قیامت کے روز انسان کو قیامت کی بے چینیوں سے بچائے گا' جہاں ہر شخص بے چین اور مضطرب ہو گا۔

١٣٧١ ـ وَعَنْ أَبي هُرَيرَةَ، رَضيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قالَ: «كَانَ رَجُلٌ يُدَاينُ النَّاسَ، وَكَانَ يَقُولُ لِفَتَاهُ: إذا أَتَيْتَ مُعسِراً فتجاوزْ عَنْهُ، لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَتَجاوَزَ عَنَّا، فَلَقِيَ اللهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ» مُتَّفَقٌ عَليهِ.

۴/۱۳۷۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ایک آدمی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے ملازم سے کہا کرتا تھا' جب تو (رقم کی وصولی کے لئے) کسی تنگ دست کے پاس آئے تو اس سے نرمی اور درگزر کا معاملہ کیا کر' شاید اللہ تعالیٰ ہم سے بھی درگزر سے کام لے۔ پس جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملا (یعنی مر گیا) تو اللہ نے اسے معاف فرما دیا۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب من أنظر معسرا ـ وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب فضل إنظار المعسر.

فوائد: درگزر کرنے' کے مفہوم میں حسن مطالبہ' مزید مہلت یا قرض کی معافی' تینوں صورتیں شامل ہیں اور تینوں ہی شرعاً مطلوب و محمود ہیں۔ یہ واقعہ سابقہ امتوں میں سے کسی آدمی کا ہے لیکن اس نے ایسا مثالی کردار پیش کیا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پسند فرمایا' کیونکہ آپ نے بھی اپنے قول و عمل سے اسی بات کی تلقین اپنی امت کو فرمائی ہے اور یہ عمل یقیناً اللہ کی رضا مندی کا بھی باعث ہے۔

١٣٧٢ ـ وَعَنْ أَبي مَسْعُودٍ البَدْرِيِّ، رَضيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «حُوسِبَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مِنَ الخَيْرِ شَيْءٌ، إلَّا أَنَّهُ كَانَ يُخَالِطُ النَّاسَ، وَكَانَ مُوسِراً، وَكَانَ يَأْمُرُ غِلْمَانَهُ أَنْ يَتَجَاوَزُوا عَنِ المُعْسِرِ. قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: نَحْنُ أَحَقُّ بِذلكَ مِنْهُ، تَجَاوَزُوا عَنْهُ» رواهُ مسلمٌ.

۵/۱۳۷۲۔ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم سے پہلے لوگوں میں سے (مرنے کے بعد) ایک شخص کا حساب کیا گیا تو اس کے پاس اس کے سوا کوئی نیکی نہیں پائی گئی کہ وہ لوگوں سے لین دین کا معاملہ کرتا تھا اور خوش حال تھا اور اپنے غلاموں سے کہتا تھا کہ تنگ دست سے درگزر کیا کرو (جب وہ مر گیا تو فرشتوں سے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا' ہم درگزر کرنے کے اس سے زیادہ حق دار ہیں' تم اس سے درگزر کرو۔ (یعنی اسے معاف کر دو) (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب فضل إنظار المعسر.

فوائد: حساب کیا گیا' یہ قیامت کے حالات کی خبر ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے اطلاع پا کر تمثیل کے طور پر بیان فرمائی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ حساب کتاب میں اللہ تعالیٰ عفو و درگزر کا معاملہ فرمائے گا'

اس لئے کہ جزاء بھی عمل کی جنس سے ہی ہو گی۔

۱۳۷۳ ـ وَعَنْ حُذَيْفَةَ ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : «أُتِيَ اللهُ تَعَالَى ، بِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِهِ آتَاهُ اللهُ مَالًا ، فَقَالَ لَهُ : مَاذَا عَمِلْتَ فِي الدُّنْيَا؟ قَالَ : ـ وَلَا يَكْتُمُونَ اللهَ حَدِيثاً ـ قَالَ : يَا رَبِّ! آتَيْتَنِي مَالَكَ ، فَكُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ ، وَكَانَ مِنْ خُلُقِي الجَوَازُ ، فَكُنْتُ أَتَيَسَّرُ عَلَى المُوسِرِ ، وَأُنْظِرُ المُعْسِرَ . فَقَالَ تَعَالَى : أَنَا أَحَقُّ بِذَا مِنْكَ تَجَاوَزُوا عَنْ عَبْدِي» فَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ ، وَأَبُو مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيُّ ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا : هٰكَذَا سَمِعْنَاهُ مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

۶ / ۱۳۷۳۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ، جسے اللہ نے مال و دولت سے نوازا تھا، اللہ کے سامنے پیش کیا گیا، اللہ نے اس سے پوچھا، تو نے دنیا میں کیا کیا؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے (جملہ معترضہ کے طور پر) قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اور وہ اللہ سے کوئی بات نہیں چھپا سکیں گے۔ اس نے جواب دیا، اے رب! تو نے اپنے پاس سے مجھے مال دیا تھا، پس میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ کرتا تھا اور (اس میں) میری عادت درگزر کرنے کی تھی، پس میں خوش حال پر آسانی کرتا (اس سے عیب والی چیز بھی قبول کر لیتا) اور تنگ دست کو میں مہلت دے دیتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں اس درگزر کرنے کا تجھ سے زیادہ حق دار ہوں۔ میرے بندے سے درگزر کرو۔ حضرت عقبہ بن عامر اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، کہ ہم نے بھی یہ بات رسول اللہ ﷺ کے منہ سے اسی طرح سنی ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب فضل إنظار المعسر.

فوائد: یہ روایت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے، لیکن حکماً مرفوع ہے، اس لئے کہ اس قسم کی بات اپنی رائے سے بیان نہیں کی جا سکتی۔ علاوہ ازیں دوسرے صحابی حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت مرفوعاً صحیح مسلم میں موجود ہے۔ یہاں امام نوویؒ نے ابو مسعود انصاری کے ساتھ، حضرت عقبہ بن عامر کی روایت کا بھی ذکر کیا ہے اور صحیح مسلم کے تمام نسخوں میں بھی اسی طرح ہے۔ لیکن اسے حفاظ حدیث نے ایک راوی (خالد احمر) کا وہم قرار دیا ہے، حضرت عقبہ بن عامر سے اس موضوع پر کوئی روایت منقول نہیں ہے۔ اصل میں حضرت ابو مسعود کا نام عقبہ بن عمرو ہے اور یہ روایت صرف انہی سے مروی ہے یعنی عقبہ بن عمرو ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے۔ مذکورہ راوی کو وہم ہوا اور عقبہ بن عمرو کو عقبہ بن عامر بنا دیا اور دوسرے، حضرت ابو مسعود کو الگ ایک روایت کا راوی۔ جب کہ یہ ایک ہی راوی سے مروی ہے اور یہ دونوں حقیقت میں ایک ہی راوی ہے۔ (ابن علان)

۱۳۷٤ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «مَنْ

۷ / ۱۳۷۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کسی تنگ دست کو مہلت

أَنْظَرَ مُعْسِراً، أَوْ وَضَعَ لَهُ، أَظَلَّهُ اللهُ يَوْمَ القِيَامَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهِ يَوْمَ لا ظِلَّ إلَّا ظِلُّهُ». رواهُ الترمذيُّ وقالَ: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

دے یا اس کو معاف کر دے' اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے روز اپنے عرش کے سائے تلے جگہ دے گا' اس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہو گا۔

(ترمذی' حسن صحیح)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب البيوع، باب ما جاء في إنظار المعسر والرفق به.

فوائد: قیامت کے روز' میدان محشر میں سورج بالکل قریب ہو گا اور لوگ پسینے میں ڈوبے ہوئے اور شدت حرارت سے نڈھال ہوں گے۔ اس وقت جن لوگوں کو عرش الٰہی کا سایہ نصیب ہو گا' بڑے ہی خوش نصیب ہوں گے۔ ان ہی خوش نصیبوں میں سے ایک وہ شخص ہو گا جو تنگ دستوں کو نہ صرف قرض دیا کرتا تھا' بلکہ انہیں مہلت بھی دیتا یا پھر کچھ یا کل کا کل معاف کر دیتا۔ اس میں خوش حال لوگوں کے لئے غور و فکر اور عمل کی دعوت ہے۔ آج کل لوگ اپنے ہم حیثیت لوگوں کو تو قرض دے دیتے ہیں' لیکن کسی غریب کو قرض دینا پسند نہیں کرتے' وہ سوچتے ہیں کہ اس سے وصولی مشکل ہو گی' کیونکہ کسی تنگ دست کو معاف کر دینے کا سبق ہم نے بالکل بھلا دیا ہے۔ بہرحال کسی ضرورت مند غریب کو وسعت کے باوجود قرض دینے سے گریز کرنا ناپسندیدہ ہے اور اسے قرض دے کر اسے مہلت دینا یا معاف کر دینا نہایت پسندیدہ عمل ہے جس کی بہترین جزاء قیامت کے روز ملے گی۔ جعلنا الله منهم۔

١٣٧٥ ـ وَعَنْ جابِرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، اشْتَرَى مِنْهُ بَعِيراً فَوَزَنَ لَهُ، فَأَرْجَحَ. مُتفقٌ عليهِ.

٨/ ١٣٧٥۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان سے ایک اونٹ خریدا تو اس کی قیمت جھکتی ہوئی تول کر دی۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب شراء الدواب والحمير ـ وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب من استسلف شيئا فقضى خيرا منه.

فوائد: عہد رسالت اور اس کے بہت بعد تک دینار و درہم کے ذریعے سے خرید و فروخت ہوتی تھی۔ دینار سونے کا اور درہم چاندی کا ہوتا تھا' اونٹ کی جو قیمت سونے یا چاندی میں طے ہوئی تھی' نبی ﷺ نے وہ تول کر دی اور طے شدہ وزن سے زیادہ دی۔

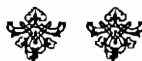
١٣٧٦ ـ وَعَنْ أَبِي صَفْوَانَ سُوَيْدِ بنِ قَيْسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرَمَةُ الْعَبْدِيُّ بَزًّا مِنْ هَجَرَ، فَجَاءَنَا النَّبِيُّ ﷺ، فَسَاوَمَنَا بِسَرَاوِيلَ، وَعِنْدِي وَزَّانٌ يَزِنُ بِالأَجْرِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ، لِلْوَزَّانِ: «زِنْ وَأَرْجِحْ» رواهُ أَبو داود، والترمذيُّ وقالَ: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

٩/ ١٣٧٦۔ حضرت ابو صفوان سوید بن قیس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں اور مخرمہ عبدی ہجر جگہ سے کچھ کپڑا (فروخت کرنے کے لئے) لے کر آئے تو نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے ایک پائجامہ کا بھاؤ کیا' میرے پاس ایک وزن کرنے والا تھا جو معاوضے کا وزن کرتا تھا' تو نبی ﷺ نے وزن کرنے والے سے فرمایا' تول اور جھکتا ہوا تول۔ (ابو داوَد' ترمذی' امام ترمذی

نے کہا' یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب البيوع، باب في الرجحان ۔ وسنن ترمذي، أبواب البيوع، باب ما جاء في الرجحان في الوزن.

فوائد: اس میں اس امر کی ترغیب ہے کہ خریدنے والا طے شدہ قیمت سے زیادہ دے اور اسی طرح بیچنے والا' سودا زیادہ دے۔ یہ انصاف سے بڑھ کر احسان کی صورت ہے' جس سے معاشرے میں نہایت خوش گوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس ایک دوسرے کے حق میں کمی کرنے سے بغض و عداوت کے جذبات نشوونما پاتے ہیں جو معاشرے کے لئے نہایت مہلک ہیں۔



۱۲ ـ كِتَابُ الْعِلْمِ

۲۴۱ - باب فضل العلم

۲۴۱ ـ علم کی فضیلت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ [طه: ١١٤] وقَالَ تَعَالَى: ﴿هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [الزمر: ٩] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ ءَامَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾ [المجادلة: ١١] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ [فاطر: ٢٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' اے پیغمبر! کہہ' اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ کر۔ (سورۂ طہ' ۱۱۴)

نیز فرمایا: کہہ دے' کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟ (سورۂ زمر' ۹)

اور فرمایا: اللہ تم میں سے اہل ایمان کو اور ان لوگوں کو جن کو علم سے نوازا گیا' درجات میں بلند فرماتا ہے۔ (مجادلہ' ۱۱)

اور فرمایا: اللہ سے' اس کے بندوں میں سے' صرف علما ہی ڈرتے ہیں۔ (فاطر' ۲۸)

فوائد آیات: پہلی آیت میں نبی ﷺ کو اضافہ علم کے لئے دعاء بتلائی گئی ہے جس سے ایک تو علم کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔ دوسرے' یہ کہ علم کا منبع صرف اللہ کی ذات ہے' وہی سب کو علم عطا کرنے والا ہے' جس کو جتنا چاہے دے۔ اس لئے اسی سے علم طلب کیا جائے۔ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں ہے۔ انبیاء علیہم السلام بھی اسی سے علم کا مطالبہ کرتے ہیں۔ دوسری آیت میں استفہام انکاری ہے جو نفی کا معنی دیتا ہے یعنی عالم اور غیر عالم برابر نہیں۔ تیسری آیت میں اہل ایمان اور اہل علم کے رفع درجات کا ذکر ہے۔ چوتھی آیت میں اس حقیقت کا بیان ہے کہ اللہ کا خوف صرف علماء کے دلوں میں ہی ہوتا ہے' کیونکہ وہ علم کی بدولت اللہ کی عظیم قدرت و عظمت اور اس کی صفات سے آگاہ ہوتے ہیں۔ اب احادیث ملاحظہ ہوں۔

١٣٧٧ ـ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ يُرِدِ اللهُ

۱۳۷۷/۱ ۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا

بِهِ خَيْراً يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ». مُتَّفَقٌ عَلَيهِ.

ارادہ فرماتا ہے' اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب العلم، باب من یرد اللہ به خیرا... - وصحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب النهی عن المسألة.

فوائد: دین کی سمجھ (فقاہت) سے مراد' قرآن و حدیث کا فہم' دین کے احکام و مسائل کا علم اور حلال و حرام کی تمیز ہے' وہ فقاہت مراد نہیں ہے جسے آج کل عام طور پر سمجھا' یا سمجھایا جاتا ہے کہ ائمہ کے اقوال اور ان پر مبنی استنباطات و استخراجات کو سمجھنا فقاہت ہے اور مدونہ کتب فقہ کے ماہر کو ہی فقیہ باور کیا اور کرایا جاتا ہے اور ستم ظریفی کی انتہاء ہے کہ اسی نقطہ نظر کے مطابق ایسے لوگ محدثین کو بھی (نعوذ باللہ) فقاہت سے عاری سمجھتے اور انہیں صرف عطار قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ اصل فقیہ یہی لوگ ہیں' انہوں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں زندگی کے تمام مسائل پر مجموعے مرتب کئے اور الگ الگ ابواب و فصول کے مطابق احادیث رسول ؐ درج کیں۔ تاہم اپنی رائے سے اجتناب کیا' جو غایت درجہ تقویٰ اور احتیاط کی بات ہے۔ لیکن یاران سرپل نے اسی احتیاط و تقویٰ کی وجہ سے انہیں فقہاء کی فہرست سے ہی خارج کر دیا اور فقہاء صرف انہیں قرار دیا جو قرآن و حدیث کی تصریحات سے صرف نظر کر کے صرف اقوال ائمہ اور ان پر مبنی تفریع در تفریع مسائل کا علم رکھتے ہوں۔ ؎

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

١٣٧٨ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالاً فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الحَقِّ. وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا، وَيُعَلِّمُهَا» مُتَّفَقٌ عَلَيهِ. والمرادُ بالحَسَدِ الغِبْطَةُ، وَهُوَ أَنْ يَتَمَنَّى مِثْلَهُ.

٢/ ١٣٧٨ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' رشک کے قابل صرف دو آدمی ہیں۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا' پھر اسے حق کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق بھی دی اور دوسرا وہ آدمی' جس کو اللہ نے دانائی سے نوازا' پس وہ اس کے ساتھ (لوگوں کے معاملات کے) فیصلے کرتا اور دوسروں کو بھی سکھاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

یہاں حسد سے مراد' رشک ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی اس جیسی چیز کی آرزو کرے (جب کہ حسد میں یہ جذبہ کار فرما ہوتا ہے کہ فلاں کو جو فلاں نعمت حاصل ہے' وہ اس سے محروم ہو جائے)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب العلم، باب الاغتباط في العلم والحکمة - وصحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلمه.

فوائد: یہاں حسد' غبطہ (رشک) کے معنی میں ہے' جیسا کہ خود امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی وضاحت فرمائی

ہے۔ حسد کرنا ممنوع اور حرام ہے' کیونکہ اس میں حاسد کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ فلاں کو جو نعمت حاصل ہے' وہ چھن جائے۔ جب کہ رشک کرنا جائز ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان یہ دیکھے کہ فلاں پر اللہ کا انعام و اکرام ہو رہا ہے تو یہ آرزو کرے' کاش مجھے بھی اللہ کی طرف سے یہ نعمتیں حاصل ہوں۔ وہ حاسد کی طرح جلے کڑھے نہیں' بلکہ خوش ہو کر اللہ سے دعاء کرے۔ حکمت سے مراد قرآن و حدیث کا علم ہے' کیونکہ یہی انسان کے لئے نافع ہے اور اس کے ذریعے سے ہی لوگوں کے درمیان صحیح فیصلے کئے جا سکتے ہیں۔ اس میں مال کے ساتھ علم نافع کے حاصل کرنے کی بھی ترغیب ہے۔

١٣٧٩ ـ وَعَنْ أَبِي مُوسَى، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللهُ بِهِ مِنَ الهُدَى والعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَصَابَ أَرْضاً؛ فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتِ المَاءَ فَأَنْبَتَتِ الكَلأَ، وَالعُشْبَ الكَثِيرَ، وَكَانَ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ المَاءَ، فَنَفَعَ اللهُ بِهَا النَّاسَ؛ فَشَرِبُوا مِنْهَا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا، وَأَصَابَ طَائِفَةً مِنْهَا أُخْرَى إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ، لَا تُمْسِكُ مَاءً، وَلا تُنْبِتُ كَلأً، فَذلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِينِ اللهِ، وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِي اللهُ بِهِ، فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَأْساً، وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ» مُتفقٌ عليهِ.

٣ / ١٣٧٩۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا' اس ہدایت اور علم کی مثال' جس کے ساتھ اللہ نے مجھے بھیجا' اس بارش کی مانند ہے جو کسی زمین پر برسی۔ پس اس کا ایک حصہ عمدہ تھا' اس نے پانی کو اپنے اندر جذب کیا اور گھاس اور دیگر جڑی بوٹیاں اگائیں اور اس کا ایک حصہ سخت تھا (جو پانی کو فوری طور پر جذب نہیں کرتا) اس نے پانی کو اکٹھا کر لیا' تو اس کے ذریعے سے اللہ نے لوگوں کو نفع دیا' انہوں نے خود بھی پیا' جانوروں کو بھی پلایا اور کھیتوں کو سیراب کیا اور وہ بارش زمین کے ایک اور حصے کو بھی پہنچی جو چٹیل تھا (ایسا ہموار اور صاف جہاں پانی ہی نہ ٹھہرے) جس نے پانی اکٹھا کیا اور نہ کوئی گھاس اگائی۔ پس یہی مثال اس شخص کی ہے جس نے دین میں سمجھ حاصل کی اور اس ہدایت سے اللہ نے اسے نفع پہنچایا جس کے ساتھ اللہ نے مجھے بھیجا' پس اس نے خود بھی علم حاصل کیا اور دوسروں کو بھی سکھلایا اور اس شخص کی مثال' جس نے اس کی طرف سر اٹھا کر بھی نہ دیکھا (اعراض و گریز کیا) اور نہ اللہ کی اس ہدایت کو قبول کیا جس کے ساتھ اللہ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري وصحيح مسلم.

فوائد: یہ حدیث اس سے قبل باب الامر بالمحافظة على السنة ' رقم ۷ / ۱۶۲ میں گزر چکی ہے۔ یہاں اسے علم کی فضیلت اور ترغیب کے بیان کے لئے دوبارہ ذکر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم کے اعتبار سے لوگوں کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ لوگ ہیں جو قرآن و حدیث کا علم حاصل کرتے ہیں اور اس پر عمل کرنے

اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دینے کے علاوہ اس علم سے مزید استنباط و استخراج کر کے قرآن و حدیث کے فیض کو زیادہ سے زیادہ عام کرتے ہیں' یہ سب سے بہتر لوگ ہیں۔ دوسرے' وہ لوگ ہیں جو علم تو حاصل کرتے ہیں لیکن اس سے استنباط و استخراج کی استعداد نہیں رکھتے' اس علم سے اگرچہ ان کو خود بھی اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچتا ہے' تاہم ان کا فیض پہلی قسم کی بہ نسبت کم ہے۔ اس اعتبار سے یہ دونوں قسمیں محمود ہیں۔ (جیسا کہ مثال کا بھی فحویٰ ہے) تیسرے وہ لوگ ہیں جو قرآن و حدیث کے علم سے اعراض و گریز کا راستہ اپناتے ہیں' نہ خود اسے سنتے اور پڑھتے ہیں جس سے انہیں فائدہ ہو اور نہ اسے سیکھ کر دوسروں تک پہنچاتے ہیں کہ وہ فائدہ اٹھا سکیں۔ یہ لوگوں کی بدترین قسم ہے۔ ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہئے کہ اس کا شمار پہلی دو قسموں میں سے کسی ایک قسم میں ہو۔

١٣٨٠ ـ وَعَنْ سَهْلِ بنِ سَعْدٍ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ لِعَلِيٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ: «فَواللهِ لأَنْ يَهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلاً وَاحِداً خَيْرٌ لَكَ مِن حُمْرِ النَّعَمِ» مُتَّفَقٌ عليهِ.

۴/ ۱۳۸۰۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا' اللہ کی قسم' تیرے ذریعے سے کسی ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ کا ہدایت دے دینا' تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب المغازي، باب غزوة خيبر ـ وصحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل على بن أبى طالب رضى الله عنه.

فوائد: سرخ اونٹوں سے بہتر ہے' یہ ایک تمثیل ہے' ہر بہتر چیز کے لئے۔ سرخ اونٹ عرب میں بہت بیش قیمت ہوتا تھا۔ اس میں دعوت الی اللہ کی فضیلت اور لوگوں کو ہدایت کی طرف بلانے کی ترغیب ہے۔ تاہم اس کے لئے پہلے ضروری ہے کہ انسان خود بھی ہدایت کے راستے سے آگاہ اور واقف ہو' اس لئے قرآن و حدیث کا علم حاصل کرنا نہایت ضروری ہے کہ اس کے بغیر ہدایت و رہنمائی کا فریضہ انجام ہی نہیں دیا جا سکتا۔

١٣٨١ ـ وَعَنْ عبدِ اللهِ بنِ عمرِو بنِ العاصِ، رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً، وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلا حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ» رواه البخاريُّ.

۵/ ۱۳۸۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میری طرف سے لوگوں کو (احکام الٰہی) پہنچا دو' اگرچہ ایک آیت ہی ہو اور بنی اسرائیل سے بیان کرو' اس میں کوئی حرج نہیں اور جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے' وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب أحاديث الانبياء، باب ما ذكر عن بنى إسرائيل.

فوائد: اس میں ایک تو قرآن و حدیث کا علم حاصل کرنے اور پھر اسے آگے پھیلانے کی تاکید ہے' جس کو تھوڑا یا زیادہ جتنا بھی علم ہو' وہ اس کی تبلیغ ضرور کرے اور لوگوں تک احکام الٰہی پہنچائے۔ یہ نہ سمجھا جائے کہ تبلیغ و دعوت تو صرف علماء اور سند یافتہ لوگوں کا ہی کام ہے' بلکہ ہر شخص اپنے علم کی حد تک اس کا مکلف ہے' حتیٰ کہ

کسی کو کسی ایک آیت کا ہی علم ہے یعنی کسی ایک ہی حکم الٰہی سے وہ آگاہ ہے تو اس کی ذمے داری ہے کہ لوگوں کو بھی اس سے آگاہ کرے۔ دوسرے' اس میں بنو اسرائیل سے بیان کرنے کی جو اجازت ہے' اس سے مراد صرف بعض وہ واقعات اور قصے ہیں جو نبی ﷺ نے بیان فرمائے ہیں اور وہ صحیح احادیث میں موجود ہیں۔ اس کا مقصد ہر قسم کی اسرائیلی روایات بیان کرنے کی عام اجازت دینا نہیں ہے' جیسا کہ عام طور پر اس سے یہ مفہوم اخذ کیا جاتا ہے۔ تیسرے' نبی ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے پر سخت وعید ہے۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ احادیث کی تحقیق اور چھان پھٹک نہایت ضروری ہے اور جو حدیث بے سند ہو یا اس کے سلسلہ سند میں متہم یا کاذب راوی ہوں یعنی شدید ضعف کی حامل ہو' تو ایسی روایت کو' حدیث رسول کے طور پر پیش کرنا' سخت جرم ہے۔ ضُعفِ روایات کے مختلف درجے ہیں۔ لیکن ان درجات کا علم اسماء رجال اور اصول حدیث پر گہری اور وسیع نظر کے بغیر ممکن نہیں اور ایسے اصحاب علم' جو علوم حدیث پر ماہرانہ نظر رکھتے ہوں' بہت ہی قلیل ہوتے ہیں۔ اس لئے عام علماء کے لئے احوط اور اسلم (زیادہ بہتر اور محتاط) راستہ یہی ہے کہ وہ ضعیف حدیث بیان کرنے سے گریز کریں' چاہے ضعف شدید ہو یا خفیف' کیونکہ خفیف ضعف والی روایات کو اگرچہ محدثین کی اکثریت قابل عمل سمجھتی ہے' لیکن اس کی پہچان ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ جس روایت پر ضعف کا حکم لگایا گیا ہو' اسے بیان نہ کیا جائے۔ ہمارے اس دور میں شیخ ناصر الدین البانی حفظہ اللہ تعالیٰ نے اس میدان میں ایک بڑا وقیع کام یہ کیا ہے کہ سنن اربعہ (سنن ابو داؤد' ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ) میں جو ضعیف روایات تھیں' ان کو صحیح روایات سے الگ کر دیا ہے اور صحیح اور ضعیف دونوں کے الگ الگ مجموعے بنا دئے ہیں' جس سے عام علماء کے لیے ضعیف روایات کا پہچاننا آسان ہو گیا ہے' فجزاہ اللہ احسن الجزاء' ان کے اس کام میں اگرچہ یہ احتمال ہے کہ کسی صحیح روایت کو انہوں نے ضعیف اور کسی ضعیف کو صحیح قرار دے دیا ہو۔ لیکن یہ تحقیق صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو شیخ البانی ہی کی طرح علل حدیث (حدیث کی کمزوریوں) پر گہری' وسیع اور ماہرانہ نظر رکھتا ہو۔ لیکن دنیائے اسلام کے عام علماء پر ان کا یہ احسان عظیم ہے کہ انہوں نے اپنے علم اور مطالعے کی حد تک تحقیق کر کے سنن اربعہ کے ان مجموعوں سے' جو متداول (مروج) ہیں' ضعیف روایات کو صحیح روایات سے الگ (جدا) کر کے صحیح روایات اور ضعیف روایات کے الگ الگ مجموعے بنا دیئے ہیں' علماء کو چاہئے کہ وہ ان کتابوں کو سامنے رکھیں اور ان کے مطابق صرف صحیح روایات کو بیان کریں اور ضعیف روایات کو بیان کرنے سے گریز کریں۔ محض یہ کہہ کر کہ البانی کی رائے حرف آخر نہیں ہے' ان کی خدمات کو نظرانداز کر دینا اور اس سے استفادہ نہ کرنا غیر صحیح بات ہے۔ بلاشبہ' ان کی رائے غلط ہو سکتی ہے' ان کا فیصلہ خطاء و زلل (ٹھوکر' لغزش) سے محفوظ نہیں' کیونکہ بہرحال وہ ایک انسانی کاوش ہے۔ لیکن اس امکان خطا کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کی کاوش بے کار اور بے حیثیت ہے۔ اسی امکانی غلطیوں کے دعوے پر بہت سے لوگ تو صحیحین کی احادیث کی اصحیت (سب سے زیادہ صحیح ہونے) سے بھی انکار کرتے ہیں۔ کیا ان کی بات بھی صحیح مان لی جائے؟ نہیں' یقیناً نہیں۔ اسی طرح شیخ البانی کی بے نظیر خدمات سے عدم استفادہ کی بھی کوئی دلیل نہیں' جس طرح محدثین نے احادیث کی جمع و تدوین کا کام سرانجام دے کر امت پر ایک احسان عظیم فرمایا ہے' اسی طرح محدثین ہی کے طرز اور اصول پر انہی کے مجموعوں کی چھان پھٹک اور نقد و تحقیق کر کے صحیح و ضعیف روایات کو

ممتاز کر دینا بھی محدثین ہی کے مشن کی تکمیل ہے' جس کی توفیق اللہ نے اس دور میں شیخ ناصرالدین البانی کو عطا فرمائی ہے۔ حفظہ اللہ تعالی واجزل جزاءہ وبارک فی عمرہ

بہرحال یہ بات تو ضمناً آگئی' بات یہ ہو رہی تھی کہ نبی ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب نہ کی جائے جس کی نسبت آپ کی طرف مشکوک ہو' اسی لئے ضعیف احادیث بھی بیان نہیں کرنی چاہئیں۔ لیکن بدقسمتی سے اتنی سخت وعید کے باوجود بہت سے علماء اس معاملے میں غیر محتاط ہیں' وہ ضعیف تو کجا' موضوع احادیث تک زیب داستان اور گرمی محفل کے لئے بیان کرنے سے نہیں چوکتے۔ اللہ تعالیٰ ان علماء کو ہدایت دے جو ایسا کرتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر علماء کی ایک جماعت ایسی ہے جو اپنے فقہی مذہب کی حمایت میں مستند اور قوی روایات کی تو تغلیط و تردید اور اس کے برعکس ضعیف و بے سروپا روایات کی تصحیح و تثبیت (درست اور صحیح ثابت کرنے) کی مذموم سعی کرتی ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

١٣٨٢ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: «وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقاً يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْماً، سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقاً إِلَى الجَنَّةِ» رواهُ مسلمٌ.

۶ / ۱۳۸۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو علم (دین) کی تلاش کے لئے کسی راستے پر چلے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل اس سے زیادہ مفصل باب قضاء حوائج المسلمین' رقم ۲ / ۲۴۵ میں گزر چکی ہے۔ یہاں علم کی فضیلت سے متعلق اس کا حصہ نقل کیا گیا ہے' علم سے مراد' دین کا یعنی قرآن و حدیث کا صحیح علم ہے جو فقہی عینک کے بغیر حاصل کیا جائے' ورنہ فقہی تعصب علم کو بھی حجاب اکبر بنا دیتا ہے۔ الا من رحمہ اللہ تعالی وعصمہ

١٣٨٣ ـ وَعَنهُ، أَيضاً، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قال: «مَنْ دَعَا إِلى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئاً» رواهُ مسلمٌ.

۷ / ۱۳۸۳۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو ہدایت کی طرف بلائے گا' اس کو ان تمام لوگوں کے برابر اجر ملے گا جو اس ہدایت کی پیروی کریں گے اور یہ پیروی کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم.

فوائد: یہ روایت باب الدلالۃ علی خیر' رقم ۱ / ۱۷۴ میں گزر چکی ہے۔ اس کا اگلا حصہ یہ ہے کہ "جو گمراہی کی دعوت دے گا تو اس کو ان تمام لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہو گا جو اس گمراہی کی پیروی کریں گے اور یہ ان گمراہی کی پیروی کرنے والوں کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں کرے گا"۔ اس میں خیر کی دعوت دینے والوں کے لئے بڑی خوش خبری اور شر کی دعوت دینے والوں کے لئے سخت وعید ہے۔

١٣٨٤ ـ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ

۸ / ۱۳۸۴۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ» رواهُ مسلمٌ.

اللہ ﷺ نے فرمایا' جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے' مگر تین چیزوں کا ثواب اسے ملتا رہتا ہے' ایک صدقہ جاریہ' یا وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعائے خیر کرتی رہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الوصیة، باب ما یلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته.

فوائد: عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے' کا مطلب ہے کہ اس پر اجر و ثواب ملنا بند ہو جاتا ہے۔ تاہم تین عمل ایسے ہیں کہ موت کے بعد بھی ان کا ثواب میت کو پہنچتا رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ' جیسے مرنے والا مسجد و مدرسہ' ہسپتال اور سرائے وغیرہ بنا جائے تو جب تک لوگ ان سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے' میت کو ثواب پہنچتا رہے گا۔ علم' جس سے فائدہ اٹھایا جائے' کا مطلب ہے' دوسروں کو علم سکھانا' یا تالیفات و تصنیفات کے ذریعے سے علم پھیلانا۔ جب تک اس کا سلسلہ تلمذ قائم اور کتابیں محفوظ و موجود رہیں گی اور لوگ ان سے برابر فائدہ اٹھاتے رہیں گے تو ان کا اجر بھی استاذ یا مصنف کتاب کو ملتا رہے گا۔ اولاد کی نیک تربیت بڑی ضروری ہے تاکہ وہ مرنے کے بعد صحیح طریقے سے اپنے والدین کے حق میں دعائے خیر کرتی رہے' کیونکہ اولاد کی دعاء والدین کے حق میں مفید ہے۔

١٣٨٥ - وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَقُولُ: «الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ، مَلْعُونٌ مَا فِيهَا، إِلَّا ذِكْرَ اللهِ تَعَالَى، وَمَا وَالاهُ، وَعَالِماً، أَوْ مُتَعَلِّماً» رواهُ الترمذيُّ وَقَالَ: حديثٌ حسنٌ. قولهُ «وَمَا وَالاهُ» أي: طَاعَةُ اللهِ.

٩/ ١٣٨٥۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' دنیا ملعون ہے اور جو کچھ سامان اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے' سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے متعلقات کے اور عالم یا متعلم کے۔ (ترمذی' حدیث حسن)

قولہ وما والاہ' کا مطلب ہے' اللہ کی اطاعت (یعنی ایسے امور بجا لانا جن میں اللہ کی اطاعت و فرماں برداری اور اس کی قربت کا پہلو ہو)

تخریج: سنن ترمذي وقال: حديث حسن

فوائد: یہ حدیث باب فضل الزھد فی الدنیا' رقم ۲۲/ ۴۷۸ میں بھی گزر چکی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ واقعی دنیا اور اس کا ساز و سامان ملعون ہے' بلکہ دنیا کا وہ مال و متاع ملعون ہے جو انسان کو اللہ کی یاد سے غافل کر دے۔ یا اس کے لئے ملعون ہے جس کو دنیا میں اللہ یاد ہی نہ آئے۔ اسے کتاب العلم میں اس لئے بیان کیا ہے کہ علم دین کا حاصل کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ انسان کو علم ہو کہ فلاں بات یا کام اللہ کی رضا کا اور فلاں اس کی ناراضی کا باعث ہے' اسی لئے اس میں عالم اور متعلم کو مستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔

١٣٨٦ - وَعَنْ أَنسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ١٠/ ١٣٨٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ العِلمِ، فَهو فِي سَبِيلِ اللهِ حتى يَرجِعَ» رواهُ التِّرمذيُّ وَقَالَ: حديثٌ حَسَنٌ.

اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص علم کی جستجو میں نکلتا ہے تو وہ لوٹنے تک اللہ کی راہ میں (شمار) ہو گا۔

(ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب العلم، باب فضل طلب العلم.

فوائد: اس میں طلب علم کو جہاد فی سبیل اللہ کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ لیکن شیخ البانی نے کہا ہے کہ یہ حدیث سنداً ضعیف ہے جسے انہوں نے "تخریج فقہ السیرۃ" میں بیان کیا ہے۔ (دیکھئے ریاض الصالحین بہ تحقیق شیخ البانی حفظہ اللہ)

١٣٨٧ ـ وَعَنْ أَبي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَنْ يَشْبَعَ مُؤْمِنٌ مِنْ خَيرٍ حَتَّى يَكُونَ مُنْتَهَاهُ الجَنَّةَ» رواهُ الترمذيُّ وَقَالَ: حديثٌ حَسَنٌ.

۱۱ / ۱۳۸۷۔ حضرت ابو سعید خدری بٹاٹھ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مومن بھلائی سے ہرگز سیر نہیں ہوتا' یہاں تک کہ وہ اپنے آخری انجام جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ (ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة.

فوائد: اس میں مومن کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ نیکی کے کاموں کا بڑا حریص ہوتا ہے اور ان سے اس کی طبیعت نہیں اکتاتی' حتیٰ کہ اسے موت آجاتی ہے اور جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ اسے کتاب العلم میں بیان کر کے واضح کر دیا کہ نیکی کے کاموں میں سب سے افضل کام علم دین کا سیکھنا اور سکھانا ہے' اس لئے کہ یہ علم ہی انسان کو خیر اور شر کے درمیان تمیز کرنا سکھاتا ہے۔

١٣٨٨ ـ وَعَنْ أَبي أُمَامَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «فَضْلُ الْعَالِمِ عَلى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلى أَدْنَاكُمْ» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ وَمَلائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الحُوتَ لَيُصَلُّونَ عَلى مُعَلِّمِي النَّاسِ الخَيْرَ» رواهُ الترمذي وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۲ / ۱۳۸۸۔ حضرت ابو امامہ بٹاٹھ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' عابد پر عالم کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ایک ادنیٰ آدمی پر۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بے شک اللہ تعالیٰ' اس کے فرشتے اور آسمان و زمین کی مخلوق' حتیٰ کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی تک (پانی میں)' لوگوں کو بھلائی سکھلانے والوں پر (اپنے اپنے انداز میں) رحمت بھیجتی اور دعائیں کرتی ہیں۔

(ترمذی' یہ حدیث حسن ہے) (کتاب و باب مذکور)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة.

فوائد: عالم سے مراد قرآن و حدیث کا عالم ہے جو فرائض و سنن کی پابندی کے ساتھ تعلیم و تعلم میں مصروف رہتا ہے اور عابد سے مراد وہ شخص ہے جو اپنا زیادہ وقت عبادت الٰہی میں گزارتا ہے۔ اس کے نوافل اور کثرت ذکر کا فائدہ چونکہ اس کی اپنی ذات تک محدود رہتا ہے' جب کہ عالم کے علم کا فیض دوسرے لوگوں تک بھی پہنچتا

ہے، اس لئے وہ عابد پر بہت زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ صلوٰۃ کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو معنی ہوتے ہیں رحمت بھیجنا، فرشتوں کی طرف ہو تو معنی ہیں، مغفرت کی دعاء کرنا اور دوسری مخلوق، انسان و حیوان کی طرف ہو تو معنی ہیں دعاء و التجا کرنا۔ گویا معلم خیر پر اللہ تعالیٰ رحمت بھیجتا ہے، فرشتے اس کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں اور دوسری مخلوق اس کے حق میں خیر کی دعائیں کرتی ہے۔ اس میں عالم کی فضیلت اور علماء کی توقیر و تکریم کا بیان ہے۔

١٣٨٩ - وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ سَلَكَ طَرِيقاً يَبْتَغِي فِيهِ عِلْماً سَهَّلَ اللهُ لَهُ طَرِيقاً إِلى الجَنَّةِ، وَإِنَّ المَلائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ العِلْمِ رِضاً بِمَا يَصْنَعُ، وَإِنَّ العَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الأَرْضِ حَتَّى الحِيتَانُ فِي المَاءِ، وَفَضْلُ العَالِمِ عَلى العَابِدِ كَفَضْلِ القَمَرِ عَلى سَائِرِ الكَوَاكِبِ، وَإِنَّ العُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَاراً وَلا دِرْهَماً وَإِنَّمَا وَرَّثُوا العِلْمَ. فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ» رَوَاهُ أَبو داود والتِّرمذيُّ.

١٣ / ١٣٨٩۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جو شخص ایسے راستے پر چلے جس میں وہ (دین کا) علم تلاش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور فرشتے طالب علم کے لئے اس کے اس عمل سے خوش ہو کر اپنے پر رکھ دیتے ہیں اور عالم کے لئے آسمان و زمین کی ہر مخلوق، حتیٰ کہ مچھلیاں پانی میں مغفرت کی دعاء کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہے جیسے چاند کو سارے ستاروں پر فضیلت حاصل ہے اور علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء نے اپنے ورثے میں دینار اور درہم نہیں چھوڑے، وہ تو (دین کا) علم ہی ورثے میں چھوڑ کر جاتے ہیں، پس جس نے وہ علم حاصل کیا، اس نے (شرف و فضل کا) ایک بڑا حصہ حاصل کر لیا۔ (ابو داؤد، ترمذی)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب العلم، باب الحث على طلب العلم - وسنن ترمذي، أبواب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة.

فوائد: اس میں بھی گزشتہ حدیث کی طرح علم دین حاصل کرنے کی فضیلت اور علماء کے شرف و احترام کا بیان ہے۔ فرشتوں کے پر رکھ دینے کا مطلب ہے کہ وہ اپنے پروں کو بند کر کے بیٹھ جاتے ہیں، جیسے علم و ذکر کی دوسری محفلوں کو وہ گھیر لیتے ہیں۔

١٣٩٠ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «نَضَّرَ اللهُ امْرَءاً سَمِعَ مِنَّا شَيْئاً، فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ». رواهُ الترمذيُّ وقَالَ: حديثٌ

١٤ / ١٣٩٠۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، اللہ تعالیٰ اس آدمی کو تر و تازہ رکھے جو ہم سے کوئی بات سنے، پھر اسے اسی طرح دوسروں تک پہنچا دے جس طرح اس نے سنا۔ اس لئے کہ بہت سے ایسے لوگ،

حَسَنٌ صحيحٌ.

جن کو بات پہنچائی جائے' سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔ (ترمذی' حسن صحیح)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب العلم، باب ما جاء في الحث على تبليغ السماع.

فوائد: اس میں جہاں علم کی فضیلت کا بیان ہے' وہاں دعوت و تبلیغ کی ترغیب بھی ہے۔

١٣٩١ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ، أُلْجِمَ يَوْمَ القِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ» رَوَاهُ أَبو داودَ والترمذيُّ وَقَالَ: حديثٌ حَسَنٌ.

۱۵ / ۱۳۹۱ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس سے علم دین کی کوئی بات پوچھی جائے' پھر وہ اسے چھپائے تو قیامت والے دن اس کو آگ کی لگام دی جائے گی۔

(ابو داؤد' ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب العلم، باب كراهية منع العلم ـ وسنن ترمذي، أبواب العلم، باب ما جاء في كتمان العلم.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ سائل کو دین کی صحیح بات نہ بتلانا' سخت کبیرہ گناہ ہے جس پر جہنم کی شدید وعید ہے۔ بدقسمتی سے فقہی جمود اور حزبی تعصب میں مبتلا حضرات اور اہل علم' کتمان علم کے اس جرم عظیم کا عام ارتکاب کرتے ہیں۔ هداهم الله تعالى

١٣٩٢ ـ وعنهُ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَعَلَّمَ عِلْماً مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ لا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضاً مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الجَنَّةِ يَوْمَ القِيَامَةِ» يَعْنِي: رِيحَهَا. رواهُ أبو داودَ بإسنادٍ صَحيحٍ.

۱۶ / ۱۳۹۲ ۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص وہ علم' جس سے اللہ کی رضا مندی طلب کی جاتی ہے' اس لئے حاصل کرے تاکہ اس کے ذریعے سے دنیا کا ساز و سامان حاصل کیا جائے تو وہ قیامت کے روز جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔

(اسے ابو داؤد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب العلم، باب طلب العلم لغير الله تعالى.

فوائد: اس میں اس امر کی ترغیب ہے کہ علم دین صرف اللہ کی رضا کے لئے حاصل کیا جائے۔ اگر دنیا حاصل کرنے کا مقصد پیش نظر ہو گا' تو یہ بڑا جرم ہے کہ دین کا عالم جنت کی خوشبو تک سے محروم رہے گا۔ اعاذنا الله منه۔ ہاں بغیر قصد و نیت کے دنیا مل جائے تو اور بات ہے' وہ انسان کے لئے نقصان دہ نہیں۔

١٣٩٣ ـ وَعَنْ عبدِ اللهِ بنِ عَمْرِو بنِ العاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رسولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ لا يَقْبِضُ العِلْمَ انْتِزَاعاً يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ، وَلٰكِنْ

۱۷ / ۱۳۹۳ ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ علم اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اسے لوگوں کے سینوں سے کھینچ لے' لیکن وہ علم کو علماء

يَقْبِضُ العِلْمَ بِقَبْضِ العُلَمَاءِ حَتَّى إذا لَمْ يُبْقِ عالماً، اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوساً جُهَّالًا، فَسُئِلُوْا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا»

کی وفات کے ذریعے سے اٹھائے گا یہاں تک کہ جب وہ کسی عالم کو باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنا لیں گے' پس ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے اور (یوں) خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب العلم، باب كيف يقبض العلم؟ - وصحيح مسلم، كتاب العلم، باب رفع العلم وقبضه.

فوائد: یہ قرب قیامت کی ایک علامت کا بیان ہے کہ علمائے دین ناپید ہو جائیں گے اور جاہل لوگ سردار' پیشوا اور امام بن جائیں گے' جن کو قرآن و حدیث کا علم ہی نہیں ہو گا' اس کے باوجود وہ مفتی اور مجتہد بنے ہوں گے اور اپنے فتووں اور خود ساختہ مسئلوں سے' اپنے ساتھ' دوسرے لوگوں کی بھی گمراہی کا باعث بنیں گے۔ اس میں جہاں اس امر کی ترغیب ہے کہ علمائے دین زیادہ سے زیادہ تیار کئے جائیں' وہاں اس کی بھی تاکید ہے کہ جاہلوں کو دین کا پیشوا بنانے سے اجتناب کیا جائے۔



۱۳۔ کِتَابُ حَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَشُکْرِہِ

٢٤٢- باب فضل الحمد والشكر

قال الله تعالى: ﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ﴾ [البقرة: ١٥٢] قال الله تعالى: ﴿لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ [إبراهيم: ٧] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾ [الإسراء: ١١١] وقَالَ تَعَالَى: ﴿وَءَاخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [يونس: ١٠].

۲۴۲۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکر کرنے کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس تم مجھے یاد کرو' میں تمہیں یاد کروں گا' تم میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔ (سورۂ بقرہ' ۱۵۲)

نیز فرمایا: اگر تم شکر کرو گے تو یقیناً میں تمہیں اور زیادہ (نعمتیں) دوں گا (سورۂ ابراہیم' ۷)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے پیغمبر کہہ دیجئے! تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ (سورۂ بنی اسرائیل' ۱۱۱)

نیز فرمایا: اور ان کی آخری پکار یہی ہو گی کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے۔ (سورۂ یونس' ۱۰)

فوائد آیات: اللہ کو یاد کرنے کا مطلب' اس کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ اسی طرح خوش حالی میں بھی اسے یاد رکھنا اور حالات کی شدتوں میں بھی کسی اور کے در پر جبہ سائی کرنے سے گریز کرنا ہے۔ اور اللہ کے یاد کرنے کا مطلب' انسان کی قدر افزائی اور اسے اپنی مغفرت و رحمت سے شاد کام فرمانا اور سختیوں میں اس کی چارہ سازی کرنا ہے۔ شکر' یہ ہے کہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ سب کچھ دینے والا صرف ایک اللہ ہے' پھر اللہ کی نعمتوں پر زبان سے اللہ کی حمد کرنا قولی شکر ہے اور اس کے حکموں کی اطاعت کرنا عملی شکر ہے۔ اور عدم شکر' کفران نعمت ہے جو بہت بڑا گناہ ہے۔ حمد کا مطلب ہے' زبان سے تعظیم کے طور پر منعم کی ثناء و تعریف کرنا۔ اہل ایمان کی زبانوں پر جنت میں بھی اللہ کی حمد کے ترانے ہوں گے۔ جعلنا الله منهم ۔

١٣٩٤ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ، فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ، فَقَالَ جبريلُ ﷺ: «الحَمْدُ للهِ الَّذِي هَدَاكَ لِلفِطْرَةِ لَوْ أَخَذْتَ الخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ» رواهُ مسلم.

۱/ ۱۳۹۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس' جس رات آپ کو معراج کرائی گئی' شراب اور دودھ کے دو پیالے لائے گئے' پس آپ نے ان دونوں کی طرف دیکھا اور دودھ (والا پیالہ) پکڑ لیا' تو جبرئیل نے کہا' تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے آپ کی رہنمائی فطرت کی طرف فرمائی' اگر آپ شراب (والا پیالہ) لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الإسراء برسول الله ﷺ.

فوائد: اسلام دین فطرت ہے جسے ہر وہ نفس قبول کرلیتا ہے جو فطرت سلیمہ پر قائم اور اس کی فہم صحیح ہو۔ (۲) اللہ تعالیٰ جس کو خیر اور فضل کی توفیق دے' اسے اللہ کی حمد کرنی چاہئے۔ (۳) شراب' تمام خرابیوں کی جڑ ہے' اسی لئے اسے ام الخبائث کہا جاتا ہے۔ (۴) اچھی علامات سے تفاؤل پکڑنا مستحب ہے۔

١٣٩٥ ـ وعَنْهُ عَنْ رسولِ اللهِ ﷺ قالَ: «كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لا يُبْدَأُ فِيهِ بـ: الحَمْدُ للهِ فَهُوَ أَقْطَعُ» حديثٌ حَسَنٌ، رواهُ أَبو داود وغيرُهُ.

۲/ ۱۳۹۵۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہر اہم کام' جو اللہ کی حمد و ثناء سے شروع نہ کیا جائے' وہ ناقص اور بے برکت ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

(ابو داؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب الهدى في الكلام ـ وسنن ابن ماجة، كتاب النكاح، باب خطبة النكاح.

فوائد: ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس اہم کام کی ابتداء بسم اللہ سے نہ کی جائے' وہ بے برکت ہے۔ شیخ البانی نے ان دونوں حدیثوں کو متناً مضطرب اور سنداً ضعیف قرار دیا ہے۔ البتہ مرسلاً اسے صحیح تسلیم کیا ہے۔ دیکھئے۔ ارواء الغلیل' رقم ا' ۲ جلد اول۔ بہرحال ہر کام کے آغاز میں اللہ کا نام لینا یا اس کی حمد کرنا مستحب ہے۔

١٣٩٦ ـ وَعَنْ أَبِي مُوسى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا مَاتَ وَلَدُ العَبْدِ قَالَ اللهُ تَعَالى لِمَلائِكَتِهِ: قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَقُولُ: قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَقُولُ: فَمَاذَا قَالَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ: حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ، فَيَقُولُ اللهُ

۳/ ۱۳۹۶۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جب کسی بندے کی اولاد فوت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے' تم نے میرے بندے کی اولاد (کی روح) کو قبض کیا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں' ہاں۔ پس اللہ فرماتا ہے' تم نے اس کے دل کا پھل قبض کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں' ہاں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' پس میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے

تَعَالٰی: ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتاً فِي الجَنَّةِ، وَسَمُّوهُ بَيْتَ الحَمْدِ» رواهُ الترمذي وقالَ: حديثٌ حسنٌ.

ہیں' اس نے تیری حمد بیان کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' تم میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔

(ترمذی' امام ترمذی نے کہا' یہ حدیث حسن ہے۔)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الجنائز، باب فضل المصيبة إذا احتسب.

فوائد: اس میں مصیبت کے وقت صبر کرنے اور اللہ کی حمد کرنے کی فضیلت کا بیان ہے۔ خاص طور پر اولاد کی دائمی جدائی کے صدمے پر جزع فزع اور بے صبری کا مظاہرہ کرنے کی بجائے اللہ کی رضاء و تقدیر پر صبر و شکر کرنا' بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔

١٣٩٧ ـ وعنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ لَيَرْضَى عَنِ العَبْدِ يَأْكُلُ الأَكْلَةَ فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا، وَيَشْرَبُ الشَّرْبَةَ، فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا» رواهُ مسلم.

۴/ ۱۳۹۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ اس بندے سے خوش ہوتا ہے جو کھانا کھاتا ہے تو اس پر اللہ کی حمد کرتا ہے اور کچھ پیتا ہے تو اس پر بھی حمد کرتا ہے۔ (مسلم)

فوائد: یہ حدیث باب بیان کثرۃ طرق الخیر' رقم ۱۲۴/ ۱۴۰ میں گزر چکی ہے۔ اکلۃ کے معنی ہیں ایک مرتبہ کھانا' یعنی صبح یا شام یا کسی اور وقت کھانا۔ اسی طرح شربۃ کے معنی ہیں ایک مرتبہ پینا۔ مطلب ہوا' ہر کھانے اور پینے پر اللہ کی حمد کرنا' اللہ کی رضا مندی کا باعث ہے چاہے کھانا پینا تھوڑا ہو یا زیادہ۔



١٤- كِتَابُ الصَّلٰوةِ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

٢٤٣- باب فضل الصلاة على رسول الله ﷺ

٢٤٣۔ نبی ﷺ پر درود پڑھنے کی فضیلت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى ٱلنَّبِيِّ ۚ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ صَلُّوا۟ عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا۟ تَسْلِيمًا﴾ [الأحزاب: ٥٦].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں‘ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجو۔ (سورۂ احزاب‘ ٥٦)

فائدۂ آیت: یہ پہلے گزر چکا ہے کہ صلاۃ کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو معنی ہیں رحمت و کرم گستری‘ فرشتوں کی طرف ہو تو استغفار اور انسانوں کی طرف ہو تو دعاء کرنا۔ اس میں مسلمانوں کو صلاۃ اور سلام دونوں کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کی وضاحت آگے حدیث ١٤٠٦ میں آئے گی۔

١٣٩٨ ـ وعنْ عَبْدِ اللهِ بنِ عَمرِو بنِ العاصِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يقُولُ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلاةً، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْراً» مسلم

١/ ١٣٩٨۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا‘ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے‘ اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب ما جاء في فضل الصلاة على النبي ﷺ.

فوائد: درود پڑھنے کا مطلب‘ اللهم صل علی محمد آخر تک پڑھنا ہے۔ یہ نبی ﷺ کے لئے رحمت اور رفع درجات کی دعاء ہے۔ جس کی بڑی فضیلت ہے۔ اس حدیث سے بھی اس کی فضیلت واضح ہے۔

١٣٩٩ ـ وعَن ابنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ القِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلاةً» رواه الترمذي وقالَ: حديثٌ حسنٌ.

٢/ ١٣٩٩۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا‘ قیامت والے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہو گا جو لوگوں میں سے مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھنے والا ہو گا۔

(ترمذی' حدیث حسن ہے۔)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء في فضل الصلاة على النبي ﷺ.

فوائد: سب سے زیادہ قریب کا مطلب' میری شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔ اس میں بھی کثرت سے درود پڑھنے کی ترغیب ہے۔

١٤٠٠ ـ وعن أَوس بن أَوسٍ رَضيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إنَّ مِنْ أَفضلِ أيَّامِكُم يَومَ الجُمُعَةِ، فَأَكثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلاةِ فِيهِ، فَإنَّ صَلاتَكُمْ مَعرُوضَةٌ عَلَيَّ» فقالوا: يا رَسُولَ اللهِ! وَكَيفَ تُعرَضُ صَلاتُنا عَلَيكَ وَقَدْ أَرَمتَ؟! ـ قَالَ: يَقولُ: بَلِيتَ ـ قالَ: «إنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الأَرضِ أَجسَادَ الأَنبيَاءِ». رواهُ أبو داود بإسنادٍ صَحيحٍ.

۳ / ۱۴۰۰۔ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے' پس تم اس میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو' اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔ صحابہ نے پوچھا' یا رسول اللہ! آپ پر ہمارا درود کس طرح پیش کیا جائے گا' جب کہ آپ کا جسم بوسیدہ ہو چکا ہو گا' آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے مبارک جسموں کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔ (ابو داوُد' باسناد صحیح۔)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة.

فوائد: ارمت اور بلیت' دونوں کے معنی بوسیدہ ہونے کے ہیں۔ جسموں کے زمین پر حرام ہونے کا مطلب ہے کہ زمین ان کو نہیں کھاتی اور ان کے جسم بوسیدہ نہیں ہوتے۔ درود پیش کئے جانے کا مطلب ہے کہ فرشتے آپ تک درود پہنچاتے ہیں' جیسا کہ دوسری احادیث میں صراحت ہے۔ علاوہ ازیں اس وقت آپ پر آپ کی روح بھی لوٹائی جاتی ہے اور آپ اس کا جواب مرحمت فرماتے ہیں۔ (محدثین کے نزدیک ردِ روح والی روایت حسن درجے کی یعنی قابل قبول ہے) اس روایت کا پہلا حصہ' باب فضل یوم الجمعہ' رقم ۱۱۵۹ میں بھی گزر چکا ہے۔

١٤٠١ ـ وَعَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَغِمَ أَنفُ رَجُلٍ ذُكِرتُ عِندَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ» رواه الترمذي وقالَ: حديثٌ حسنٌ.

۴ / ۱۴۰۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (ترمذی' یہ حدیث حسن ہے۔)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب قول رسول الله ﷺ رغم أنف رجل . . .

فوائد: ناک خاک آلود ہو' کنایہ ہے ذلت و حقارت سے۔ یعنی ایسا شخص ذلیل و خوار ہو کہ میرا نام سنے اور پھر درود نہ پڑھے۔ جو لوگ نام سن کر صرف انگوٹھا چوم لیتے ہیں' وہ بھی اس کی زد میں آسکتے ہیں' کیونکہ وہ درود نہیں پڑھتے' جب کہ حکم درود پڑھنے کا ہے اور انگوٹھا چومنے کا حکم کسی صحیح حدیث میں بیان نہیں ہوا۔ بعض علماء کے نزدیک درود پڑھنے کا یہ حکم وجوب پر محمول ہے اور بعض کے نزدیک استحباب پر۔

١٤٠٢ ـ وعَنهُ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ

۵ / ۱۴۰۲۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيداً، وَصَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّ صَلاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ» رواهُ أَبو داود بإِسنادٍ صحيحٍ.

اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میری قبر کو عید مت بناؤ' اور مجھ پر درود پڑھو' اس لئے کہ تم جہاں کہیں بھی ہو' تمہارا درود مجھے پہنچ جاتا ہے۔ (ابو داوَد' باسناد صحیح)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب المناسك، باب زيارة القبور.

فوائد: عید مت بناؤ' کا مطلب' عید کی طرح میری قبر پر اجتماع نہ کرو' جیسے بدقسمتی سے ایک بدعت پسند گروہ بزرگوں کی قبروں پر سالانہ میلوں ٹھیلوں کو بہت اچھا سمجھتا ہے۔ حالانکہ جب نبی ﷺ نے اپنی قبر مبارک پر جمگھٹا کرنے کو پسند نہیں فرمایا ہے تو کسی اور کی قبر پر سالانہ عرس کے نام پر لوگوں کا اجتماع کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ بعض لوگ اس حدیث میں معنوی تحریف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ تم عید کی طرح میری قبر پر نہ آیا کرو' بلکہ جلدی جلدی اور ہر وقت آیا کرو۔ حالانکہ اس کا اصل مفہوم وہی ہے جو ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ میری قبر پر جمع ہونے کی ضرورت نہیں ہے' جیسے تم عید کے موقعے پر جمع ہوتے ہو۔ اگلے جملے سے اسی مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ جمع ہونے کی ضرورت اس لئے نہیں ہے کہ تم جہاں کہیں سے بھی درود پڑھو گے' مجھے فرشتوں کے ذریعے سے پہنچ جائے گا۔ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کا شوق ہر مسلمان کو ہوتا ہے اور اس کے استحباب میں بھی کوئی شک نہیں ہے۔ لیکن صرف قبر کی زیارت یا وہاں جاکر درود پڑھنے کی نیت سے سفر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ مدینہ جاتے وقت اصل نیت مسجد نبوی کی زیارت کی ہونی چاہیے۔ مسجد نبوی کی زیارت میں ہی روضہ مبارک کی زیارت بھی بالتبع آجائے گی اور یہی اس حدیث اور حدیث لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد کا مفاد و مطلب ہے۔

١٤٠٣ ـ وعنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلامَ» رواهُ أَبو داود بإِسنادٍ صحيحٍ.

۶/ ۱۴۰۳۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اسے جواب دیتا ہوں۔ (ابو داوَد' باسناد صحیح)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب المناسك، باب زيارة القبور.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ ہر سلام بھیجنے والے کو جواب دیتے ہیں۔ لیکن یہ زندگی برزخ کی زندگی ہے' جس کی حقیقت کا ہمیں علم نہیں۔ اس لئے حیات الانبیاء کا مسئلہ تو اپنی جگہ صحیح ہے' لیکن اس کی بابت یہ دعویٰ کرنا غیر صحیح ہے کہ یہ حیات' دنیوی حیات ہی کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ قوی ہے۔ یہ بے بنیاد دعویٰ ہے جو قرآن و حدیث کی تصریحات کے خلاف ہے۔ اگر آپ دنیا کی طرح ہی زندہ ہوتے تو پھر ردّ روح کی ضرورت ہی پیش نہ آتی' اس کے بغیر ہی آپ جواب دینے پر قادر ہوتے۔ باقی رہا یہ اشکال کہ کروڑوں مسلمانوں میں سے بے شمار مسلمان ہر وقت ہی آپ پر درود و سلام بھیجتے رہتے ہیں تو وقفے وقفے سے یہ ردّ روح کس طرح ممکن ہے؟ تو یہ اشکال اللہ کی قدرت پر عدم یقین کا نتیجہ ہے۔ جب آپ کا یہ فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح لوٹا دیتا ہے تو ہمیں صرف اس حقیقت پر ایمان رکھنا چاہیے' کیونکہ اللہ

ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کی کیفیت و نوعیت کیا ہے؟ ہمیں اس کا علم نہیں ہے نہ ہو ہی سکتا ہے۔ اس ردِّ روح کو بھی ان متشابہات میں سے سمجھنا چاہئے جن پر ایمان رکھنا تو ضروری ہے لیکن ان کی پوری حقیقت کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ بہرحال اس حدیث میں کثرت سے درود و سلام پڑھنے کی ترغیب ہے تاکہ مسلمان نبی کریم ﷺ کے جواب سے زیادہ سے زیادہ بہرہ ور ہو۔ یہ یقیناً ایک بہت بڑی سعادت ہے جو ہر مسلمان کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

١٤٠٤ ـ وعن عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْبَخِيلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ، فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ». رواهُ الترمذي وقَالَ: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۷/ ۱۴۰۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

(ترمذی' حسن صحیح)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب قول رسول الله ﷺ رغم أنف رجل.

فوائد: بخل' کا مطلب ہے کہ مستحق کو اس کا حق نہ دیا جائے۔ جب نبی کریم ﷺ مسلمانوں کے لئے دین و دنیا کی سعادت کا ذریعہ ہیں تو ضروری ہے کہ ہر مسلمان آپ کی خدمت میں درود و سلام کی سوغات بھیجتا رہے۔ بالخصوص جب کہ ایسا کرنے میں کچھ خرچ بھی نہیں ہوتا' نہ زیادہ محنت و مشقت ہی برداشت کرنی پڑتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اگر کوئی مسلمان آپ کا نام سن کر درود نہیں پڑھتا' تو یہ شخص یقیناً بخیل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا اسم گرامی سن کر درود پڑھنا چاہئے اور اس کے لئے "ﷺ" کہہ لینا بھی کافی ہے۔ کیونکہ اس مختصر سے جملے میں درود اور سلام دونوں موجود ہیں۔

١٤٠٥ ـ وَعَنْ فَضَالَةَ بنِ عُبَيْدٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلاً يَدْعُو فِي صَلاتِهِ لَمْ يُمَجِّدِ اللهَ تَعَالى، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فقالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «عَجِلَ هذا» ثُمَّ دَعَاهُ فقالَ لَهُ ـ أَوْ لِغَيْرِهِ ـ: «إِذا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيدِ رَبِّهِ سُبْحَانَهُ، وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ يَدْعُو بَعْدُ بِمَا شَاءَ». رواهُ أَبو داودَ والترمذي وقال: حديثٌ حسن صحيحٌ.

۸/ ۱۴۰۵۔ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز میں دعا مانگتے ہوئے سنا جب کہ اس نے اللہ کی حمد بیان کی اور نہ نبی ﷺ پر درود پڑھا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اس نے جلد بازی کی ہے' پھر آپ نے اسے بلایا اور اس سے یا کسی اور شخص سے (راوی کو شک ہے) فرمایا' جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے (پھر اس کے بعد دعا مانگے) تو اسے چاہئے کہ پہلے اپنے رب کی حمد و ثناء کرے' پھر نبی ﷺ پر درود پڑھے' پھر اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے۔

(ابو داوٗد' ترمذی' دونوں کے نزدیک حدیث صحیح ہے۔)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الدعاء ـ وسنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب ادع تجب.

فوائد: فی صلاۃ (نماز میں دعاء مانگتے ہوئے) کا مطلب ہے کہ نماز کے بعد یا نماز کے آخر میں دعاء مانگتے ہوئے سنا۔ اسی طرح اذا صلی احدکم کا مطلب ہے اذا صلی وفرغ وقعد للدعاء جب نماز پڑھ کر فارغ ہو جائے اور دعاء مانگنے لگے' یا نماز کے آخری تشہد میں بیٹھ جائے۔ کیونکہ سلام پھیرنے سے قبل تشہد و درود کے بعد بھی دعاء مانگنی جائز ہے بلکہ دعائیں پڑھنے کا حکم ہے۔ لیکن پہلا مفہوم زیادہ صحیح ہے۔ بہرحال دعاء مانگنے سے پہلے حمد و ثناء اور درود پڑھنا ضروری ہے۔

١٤٠٦ - وعَنْ أَبِي محمدٍ كَعْبِ بن عُجْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا اللَّهُمَّ! صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. اللَّهُمَّ! بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ» متفقٌ عليهِ.

۹ / ۱۴۰۶ - حضرت ابو محمد کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ! ہم نے آپ پر سلام پڑھنے کا طریقہ جان لیا ہے' پس ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ آپ نے فرمایا' یہ پڑھا کرو۔ اے اللہ! محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما' جس طرح تو نے آل ابراہیم پر رحمت نازل کی' بے شک تو تعریف کے قابل اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ' محمد اور آل محمد پر برکت نازل فرما' جیسے تو نے آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی۔ بے شک تو تعریف کے قابل اور شرف و مجد کا مالک ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التفسير، باب قوله تعالى ﴿إن الله وملائكته..﴾ الاية - وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد.

فوائد: اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جس سلام کے پڑھنے کا ذکر ہے' اس سے مراد وہ سلام ہے جو التحیات میں السلام علیک ایھا النبی پڑھا جاتا ہے۔ جو نبی کریم ﷺ کی تعلیم اور حکم سے ہی صحابہ نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ جب اللہ نے قرآن کریم میں اہل ایمان کو حکم فرمایا' کہ تم نبی کریم ﷺ پر درود اور سلام پڑھو۔ تو ان کے ذہن میں آیا' سلام تو ہم پڑھ لیتے ہیں لیکن درود' کون سا پڑھیں؟ تو آپ نے اس حدیث میں اس کی وضاحت فرمادی۔ گویا حکم قرآنی پر نماز میں مکمل عمل ہو جاتا ہے اور ایک مسلمان نبی کریم ﷺ پر درود اور سلام دونوں پڑھ لیتا ہے۔ اس لئے اہل بدعت کا یہ کہنا کہ ہم الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ! اس لئے پڑھتے ہیں کہ درود ابراہیمی میں صرف درود ہے' سلام نہیں ہے۔ جب کہ ہمارے خود ساختہ الفاظ میں دونوں چیزیں موجود ہیں اور اس کے لئے انہوں نے طریقہ اور وقت بھی خود ایجاد کیا ہے اور وہ ہے اذان سے قبل۔ گویا ان کے نزدیک نبی کریم ﷺ کے ارشاد فرمودہ الفاظ بھی ناکافی ہیں اور آپ کا طریقہ بھی انہیں ناپسند ہے۔ جب کہ خیر' برکت اور ثواب سنت نبوی کی پیروی میں ہے نہ کہ اپنی طرف سے بدعات گھڑنے میں۔ اللہ تعالی اتباع کی توفیق دے اور ابتداع (بدعت سازی) سے محفوظ رکھے' کیونکہ بدعت کو آپ نے بدترین کام اور

مردود قرار دیا ہے۔

١٤٠٧ - وعَنْ أبي مَسْعُودٍ البَدْرِيِّ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ، قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسِ سعدِ بن عُبَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ، فقالَ لَهُ بَشِيرُ بنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا اللهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رسولَ الله ﷺ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، حَتَّى تَمَنَّيْنَا أَنَّه لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ رسولُ الله ﷺ: «قولُوا: اللَّهمَّ صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ، وَعلى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلى إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلى مُحَمَّدٍ، وَعَلى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلى إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ؛ وَالسَّلامُ كَمَا قَدْ عَلِمتم» رواهُ مسلمٌ.

١٠/ ١٤٠٧۔ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے' جبکہ ہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے' تو آپ سے بشیر بن سعد نے پوچھا' یا رسول اللہ! اللہ نے ہمیں آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہے' تو ہم آپ پر کیسے درود پڑھیں؟ پس رسول اللہ ﷺ خاموش رہے' یہاں تک کہ ہم نے آرزو کی کہ بشیر بن سعد آپ سے سوال ہی نہ کرتے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یہ پڑھا کرو۔ اے اللہ! محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما' جیسے تو نے آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی اور محمد اور آل محمد پر برکت نازل فرما' جیسے تو نے آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی' بے شک تو تعریف کے لائق اور بزرگی والا ہے اور سلام (اسی طرح پڑھنا ہے) جیسے تم جانتے ہو۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد.

فوائد: اس میں بھی نبی ﷺ نے وضاحت فرما دی ہے کہ سلام کا طریقہ وہی ہے جو تم پہلے ہی جانتے ہو' کیونکہ وہ میرا ہی بتلایا اور سکھلایا ہوا ہے اور وہ ہے التحیات میں السلام علیک ایھا النبی۔ آل سے مراد ازواج مطہرات اور وہ اہل قرابت ہیں جو بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب میں سے مسلمان ہوئے اور بعض کے نزدیک یہ عام ہے اور اس میں نبی کریم ﷺ کے تمام پیروکار شامل ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس بات کا علم نہ ہو' وہ اہل علم سے پوچھ لی جائے۔ اپنی طرف سے کوئی بات اور طریقہ نہ گھڑا جائے۔ اور اہل علم سے مراد بھی وہ اہل علم ہیں جو قرآن و حدیث کے علوم سے بہرہ ور ہوں اور وہ دین سے متعلق سوالات کا جواب قرآن و حدیث سے دیں' نہ کہ محض اپنی سمجھ یا دوسروں کے اقوال سے۔

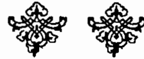
١٤٠٨ - وَعَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قَالُوا يَا رَسولَ الله! كَيفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قولُوا: اللَّهُمَّ! صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ، وَعَلى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلى إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلى إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ

١١/ ١٤٠٨۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ صحابہ نے پوچھا' یا رسول اللہ! ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا' یہ پڑھا کرو۔ اے اللہ! محمد اور آپ کی ازواج اور اولاد پر رحمت نازل فرما' جیسے تو نے ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی اور محمد اور آپ کی ازواج اور اولاد پر برکت نازل فرما' جیسے تو نے ابراہیم پر برکت نازل فرمائی' بے شک تو تعریف کے قابل اور

حَمِيدٌ مَجِيدٌ» متفقٌ عليهِ. بزرگی والا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب يزفّون: النسلان في المشى - وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد.

فوائد: ازواج' زوج کی جمع ہے بمعنی جوڑا۔ اسی لئے عربی میں مذکر اور مؤنث دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے' کیونکہ مرد' عورت کا زوج ہے اور عورت' مرد کا زوج ہے۔ بہرحال یہاں اس سے مراد نبی کریم ﷺ کی بیویاں ہیں' جن کی تعداد گیارہ ہے۔ دو کا انتقال آپ کی زندگی میں ہو گیا تھا اور آپ کی وفات کے وقت نو بیویاں زندہ تھیں۔ اسلام میں ایک مرد کے لئے بیک وقت چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے بیک وقت گیارہ عورتوں کو اپنے حرم کی زینت بنایا' تو یہ آپ کی امتیازی خصوصیت تھی جس کی اللہ نے آپ کو اجازت دی تھی اور اس اجازت میں متعدد حکمتیں تھیں جو علمائے اسلام نے تفصیل سے بیان فرمائی ہیں (دیکھئے فتح الباری' کتاب النکاح' باب کثرۃ النساء میں حدیث ثالث کی شرح) اس حدیث سے ان لوگوں کی بھی واضح تردید ہو گئی جو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو آل میں شامل نہیں کرتے۔ حالانکہ قرآنی نصوص سے بیویوں کا انسان کی آل میں سے ہونا ثابت ہے۔ نبی ﷺ کی ذریت میں آپ کی اولاد ذکور و اناث اور پھر ان کی اولاد شامل ہے۔ لیکن آپ کی وفات کے بعد آپ کی اولاد میں سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد کے سوا کوئی باقی نہیں رہا۔ بہرحال آپ کی ازواج اور ذریت بھی آپ کی آل میں شامل ہے۔



١٥ـ كِتَابُ الأَذْكَارِ

٢٤٤ ـ بَابُ فَضْلِ الذِّكْرِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ ۲۴۴۔ ذکر کی فضیلت اور اس کی ترغیب کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَلَذِكْرُ ٱللَّهِ أَكْبَرُ﴾ [العنكبوت: ٤٥] وقالَ تَعالَى: ﴿فَٱذْكُرُونِىٓ أَذْكُرْكُمْ﴾ [البقرة: ١٥٢] وقالَ تَعالَى: ﴿وَٱذْكُر رَّبَّكَ فِى نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ ٱلْجَهْرِ مِنَ ٱلْقَوْلِ بِٱلْغُدُوِّ وَٱلْآصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ ٱلْغَٰفِلِينَ﴾ [الأعراف: ٢٠٥] وقالَ تَعالَى: ﴿وَٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [الجمعة: ١٠]، وقالَ تَعالَى: ﴿إِنَّ ٱلْمُسْلِمِينَ وَٱلْمُسْلِمَٰتِ﴾ إلى قوله تعالى: ﴿وَٱلذَّٰكِرِينَ ٱللَّهَ كَثِيرًا وَٱلذَّٰكِرَٰتِ أَعَدَّ ٱللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ [الأحزاب: ٣٥]. وقالَ تَعالَى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿٤١﴾ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾ [الأحزاب: ٤١، ٤٢] والآيات في الباب كثيرة معلومة.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اللہ کا ذکر ہر چیز سے بڑا (افضل) ہے۔ (سورۂ عنکبوت' ۴۵)

نیز فرمایا: پس تم مجھے یاد کرو' میں تمہیں یاد کروں گا۔ (سورۂ بقرہ' ۱۵۲)

اور فرمایا: اپنے رب کو اپنے جی میں صبح و شام گڑ گڑاتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے یاد کرو' نہ کہ اونچی آواز سے' اور غافلوں سے مت ہوؤ۔ (الاعراف' ۲۰۵)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اللہ کو کثرت سے یاد کرو' تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (سورۂ جمعہ' ۱۰)

اور فرمایا: بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں...... اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ' اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں' اللہ نے ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ (سورۂ احزاب' ۳۵)

نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے ایمان والو' اللہ کو کثرت سے یاد کرو اور صبح و شام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔ (احزاب' ۴۱' ۴۲)

اس باب میں آیات بہت ہیں اور مشہور ہیں۔

فوائد آیات: ان تمام مذکورہ آیات میں اللہ کے ذکر کی تاکید اور حکم ہے۔ ذکر سے مراد ایسے اعمال کی پابندی ہے' جن کو اللہ نے انسان کے لئے ضروری قرار دیا ہے یا جن سے اس کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ یہ ذکر زبانی بھی ہے' جیسے اللہ کی تسبیح و تحمید اور اس کی جلالت و عظمت کا ذکر۔ یہ ذکر دل سے بھی ہوتا ہے یعنی انسان کائنات کے ذرے ذرے میں پھیلی ہوئی ان نشانیوں اور دلائل پر غور و فکر کرے جن سے اللہ کی ذات و صفات کی معرفت اور ان کا ادراک حاصل ہوتا ہے اور یہ ذکر اعضاء کے ذریعے سے بھی ہوتا ہے' جیسے انسان اللہ کی طاعت میں اپنے کو مشغول رکھے' نماز پڑھے' روزے رکھے' حج کرے' زکوۃ دے' صدقہ و خیرات کرے وغیرہ۔ اللہ کے یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان اپنی زبان' قلب اور اعضاء و جوارح سے اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نازل فرماتا' مشکلات میں اس کی چارہ سازی کرتا اور اس کی کوتاہیوں سے درگزر فرماتا ہے۔

١٤٠٩ ـ وعَنْ أَبي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ في المِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلى الرَّحْمٰنِ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللهِ العَظِيمِ» متفقٌ عليهِ.

۱۴۰۹/۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' دو کلمے ہیں' زبان پر ہلکے' میزان میں بھاری اور رحمٰن کو بہت پیارے ' (اور وہ ہیں) سبحان اللہ وبحمدہ' سبحان اللہ العظیم۔ اللہ پاک ہے اپنی تعریفوں اور خوبیوں کے ساتھ۔ اللہ پاک ہے' عظمتوں والا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب إذا قال: والله أتكلم اليوم، وكتاب الدعوات، باب فضل التسبيح ـ وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء.

فوائد: اس میں وزن اعمال کا اثبات ہے۔ قیامت والے دن جب انسان کے اعمال تولے جائیں گے' جن کو اللہ تعالیٰ جسم عطا فرمائے گا یا بقول بعض ان صحیفوں کو تولا جائے گا جن میں اعمال درج ہوں گے اور اللہ تعالیٰ تو اجسام کے بغیر اعراض کو بھی تولنے پر قادر ہے' بہرحال ان مباحث سے قطع نظر وزن اعمال کے وقت مذکورہ جملے' جن کی ادائیگی نہایت آسان ہے' بڑے وزنی ثابت ہوں گے۔ اس لئے ہر مسلمان کو کثرت سے ان کا ورد کرتے رہنا چاہیے۔

١٤١٠ ـ وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قال: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لأَنْ أَقُولَ: سُبْحَانَ اللهِ، وَالحَمْدُ للهِ، وَلا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ؛ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ» رواه مسلم.

۱۴۱۰/۲۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مجھے سبحان اللہ' والحمدللہ' ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر' کہنا' ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ یہ کلمات' جن میں اللہ کی تسبیح و تحمید اور اس کی عظمت و توحید کا بیان ہے' دنیا بھر کی چیزوں سے زیادہ محبوب ہیں' کیونکہ یہ باقیات صالحات میں سے ہیں' ان کا اجر و ثواب ملے گا' جب کہ دنیا اپنے تمام ساز و سامان سمیت فنا سے دوچار ہو جائے گی۔ اس لئے باقی رہنے والی چیز ہی اس لائق ہے کہ انسان اس سے محبت کرے اور اس کو فانی چیزوں پر ترجیح دے۔

١٤١١ ـ وعنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، في يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزاً مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتَّى يُمْسِيَ، وَلَم يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ» وقال: «من قَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، في يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ، حُطَّتْ خَطَايَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ البَحْرِ» متفقٌ عليه.

۳/۱۴۱۱۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص دن میں سو مرتبہ یہ کلمات کہے' لا اله الا الله وحده لا شريك له' له الملك وله الحمد وهو على كل شئى قدير' اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا' اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی سو برائیاں مٹا دی جائیں گی۔ اور یہ کلمات اس کے لئے اس دن شام تک شیطان سے بچاؤ کا ذریعہ ہوں گے۔ اور (قیامت والے دن) کوئی شخص اس سے زیادہ فضیلت والا عمل لے کر حاضر نہیں ہو گا' سوائے اس شخص کے جس نے اس سے زیادہ یہ عمل کیا ہو گا۔ اور (ایک اور حدیث میں) آپ نے فرمایا' جس شخص نے ایک دن میں سو مرتبہ یہ کلمات پڑھے۔ سبحان الله وبحمده ' تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے' اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب فضل التهليل، وباب فضل التسبيح، وكتاب بدء الخلق، باب صفة إبليس - وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء.

فوائد: گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں۔ نیز ان کا تعلق حقوق العباد سے بھی نہ ہو جیسا کہ پہلے کئی جگہ وضاحت کی جا چکی ہے۔

١٤١٢ ـ وعَنْ أَبِي أَيوبَ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَنْ قَالَ لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ

۴/۱۴۱۲۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جس شخص نے دس مرتبہ یہ کلمات کہے' لا اله الا الله وحده لا شريك

الْمُلْكُ، وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، عَشْرَ مَرَّاتٍ: كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ أَرْبَعَةَ أَنْفُسٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ» متفقٌ عليهِ.

له' له الملك وله الحمد وهو على كل شئی قدیر' تو اس کا یہ عمل اس شخص کی طرح ہے جس نے حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کئے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب فضل التهليل ـ وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعا، باب فضل التسبيح والتهليل والدعاء.

فوائد: حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سے غلام' بطور تمثیل کے ہے' یعنی نہایت بیش قیمت غلام آزاد کرنے کا ثواب۔

١٤١٣ ـ وعنْ أَبي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلا أُخْبِرُكَ بِأَحَبِّ الكَلامِ إلى اللهِ؟ إنَّ أَحَبَّ الكَلامِ إلَى اللهِ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ» رواه مسلم.

۵ / ۱۴۱۳۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا میں تجھے ایسا کلام نہ بتلاؤں جو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ بے شک اللہ کو سب سے زیادہ محبوب کلام سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل سبحان الله وبحمده.

١٤١٤ ـ وعَنْ أَبي مالكٍ الأشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الطُّهُورُ شَطْرُ الإِيمَانِ، وَالحَمْدُ للهِ تَمْلأُ المِيزَانَ، وَسُبْحَانَ اللهِ، وَالحَمْدُ للهِ تَمْلآنِ ـ أَوْ تَمْلأُ ـ مَا بَيْنَ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ» رواهُ مسلم.

۶ / ۱۴۱۴۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' پاکیزگی آدھا ایمان ہے اور الحمدللہ' ترازو کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ' والحمدللہ' ترازو کو بھر دیتے ہیں یا (فرمایا) آسمانوں اور زمین کے درمیانی حصے کو بھر دیتے ہیں۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء.

فوائد: طہور (طاء پر پیش کے ساتھ) پاکیزگی یا وضوء کو کہتے ہیں اور طہور (طاء پر زبر کے ساتھ) اس پانی یا شے کو کہا جاتا ہے جس سے طہارت حاصل کی جائے۔ ایمان سے مراد بعض کے نزدیک نماز ہے۔ جیسے قرآن کریم میں بھی نماز کو ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ وما کان اللہ لیضیع ایمانکم (البقرۃ ' ۱۴۳) "اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان یعنی نماز کو ضائع کرنے والا نہیں ہے"۔ جب نماز' ایمان ہے تو پاکیزگی اور وضوء آدھا ایمان ہوا' کیونکہ طہارت نماز کے لئے شرط ہے' طہارت کے بغیر نماز ہی نہیں ہو گی۔ اور بعض کے نزدیک ایمان سے مراد عرفی اور شرعی ایمان ہے یعنی اللہ اور اس کے رسول کو دل سے ماننا' اور طہارت کے نصف ایمان ہونے کا مطلب' طہارت کا ایمان کے ارکان میں سے اہم ترین رکن ہونا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ الحج' عرفۃ ' حج عرفے کا نام ہے۔ یعنی عرفات میں وقوف حج کا اہم ترین رکن ہے۔ بہرحال اس

حدیث میں طہارت و پاکیزگی کی فضیلت اور اس کی ترغیب ہے۔ نیز مذکورہ اذکار کی فضیلت اور اجر کا بیان ہے کہ ان کلمات کو اگر جسم عطا کیا جائے تو ترازو اور آسمان اور زمین کے درمیانی فاصلے کو بھر دیں۔ یہ گویا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی وسعت اور اس کی بے پایاں رحمت کا بیان ہے۔

١٤١٥ ـ وعَنْ سَعْدِ بن أَبي وَقَّاصٍ رَضيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إلى رَسُولِ اللهِ ﷺ فقَالَ: عَلِّمْني كَلاماً أَقُولُهُ. قالَ: «قُلْ: لا إلٰهَ إلَّا اللهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، اللهُ أَكْبَرُ كَبيراً، وَالحَمْدُ للهِ كَثِيراً، وَسُبْحَانَ اللهِ رَبِّ العَالَمِينَ، وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إلَّا بِاللهِ العَزِيزِ الحَكِيمِ» قَالَ: فَهٰؤُلاءِ لِرَبِّي، فَمَا لِي؟ قَالَ: «قُلِ: اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي، وَارْزُقْنِي» رواهُ مسلم.

۷ / ۱۴۱۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا' مجھے ایسی بات سکھلا دیں' جسے میں کہتا رہوں' آپ نے فرمایا' یہ کہا کر۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' اللہ سب سے بڑا ہے' اس کی کبریائی ہے' اللہ کیلئے سب سے زیادہ تعریفیں ہیں' اللہ کے لئے پاکیزگی ہے جو جہانوں کا رب ہے' گناہ سے پھرنے کی توفیق اور نیکی کرنے کی قوت اللہ ہی سے حاصل ہوتی ہے جو غالب' حکمتوں والا ہے۔ اس نے کہا' یہ سب باتیں تو میرے رب کے لئے ہیں' میرے لئے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا' یہ کہا کر۔ اے اللہ مجھے بخش دے' مجھ پر رحم فرما' مجھے ہدایت سے نواز اور مجھے اپنی عطا سے سرفراز فرما۔ (مسلم)۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل التسبيح والتهليل والدعاء.

١٤١٦ ـ وعَنْ ثَوبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلاثاً، وقال: «اللَّهُمَّ! أَنْتَ السَّلامُ وَمِنْكَ السَّلامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذا الجَلالِ وَالإكْرَامِ» قِيلَ لِلأَوْزَاعِيِّ، وَهُوَ أَحَدُ رُواة الحديث: كَيْفَ الاسْتِغْفَارُ؟ قال: تقول: أَسْتَغْفِرُ اللهَ، أَسْتَغْفِرُ اللهَ. رواهُ مسلمٌ.

۸ / ۱۴۱۶۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار کرتے اور اس کے بعد پڑھتے' اللھم انت السلام ومنک السلام' تبارکت یا ذاالجلال والاکرام امام اوزاعی' حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی۔ سے پوچھا گیا' استغفار کیسے فرماتے تھے؟ انہوں نے کہا' آپ استغفراللہ' استغفراللہ' پڑھتے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته.

١٤١٧ ـ وعَنِ المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ

۹ / ۱۴۱۷۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلاةِ وَسَلَّمَ قال: «لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. اللَّهُمَّ! لا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلا يَنْفَعُ ذَا الجَدِّ مِنْكَ الجَدُّ» متفقٌ عليهِ.

کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہو جاتے اور سلام پھیر لیتے' تو فرماتے تھے' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لئے بادشاہی اور اسی کے لئے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے' اے اللہ! تو جو عطا کرے' اس کو کوئی روکنے والا نہیں' اور جس کو تو روک لے' اس کو کوئی دینے والا نہیں اور کسی صاحب حیثیت کو اس کی حیثیت فائدہ نہیں پہنچا سکتی اور تجھ سے بچا نہیں سکتی۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب الذكر بعد الصلاة - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة.

فوائد: الجد' کے معنی ہیں' خوش بختی اور تونگری' یعنی دنیاوی خوش بختی اور تونگری اللہ کے ہاں انسان کے کام نہیں آئے گی بلکہ وہاں تو صرف ایمان اور عمل صالح کام آئے گا' اس دعاء میں اللہ کی توحید کا خصوصی بیان ہے۔

١٤١٨ - وعَنْ عبدِ اللهِ بنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ تَعالَى عنهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ دُبُرَ كُلِّ صَلاةٍ، حِينَ يُسَلِّمُ: «لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. لا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلَّا باللهِ، لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَلا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ، وَلَهُ الفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الحَسَنُ. لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الكَافِرُونَ». قَالَ ابنُ الزُّبَيْرِ: وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلاةٍ مَكْتُوبَةٍ. رواه مسلم.

۱۰ / ۱۴۱۸ - حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ' ہر نماز کے بعد' جس وقت سلام پھیر دیتے' یہ پڑھا کرتے تھے' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لئے بادشاہی اور اسی کے لئے تعریف ہے' اور وہ ہر چیز پر قادر ہے' گناہ سے بچنے کی توفیق اور نیکی کرنے کی قوت اللہ ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' ہم صرف اسی ایک کی عبادت کرتے ہیں' اسی کے لئے نعمت' اسی کے لئے فضل اور اسی کے لئے اچھی حمد و ثناء سزاوار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' ہم اس کے لئے اپنی اطاعت کو خالص کرنے والے ہیں' اگرچہ کافروں کو ناگوار گزرے۔ حضرت ابن زبیرؓ نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ذریعے سے ہر نماز کے بعد اللہ کی توحید و عظمت بیان فرماتے تھے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة.

فوائد: نماز کے بعد یہ ذکر مسنون ہے جو اس حدیث میں بیان ہوا۔ نماز کے فوراً بعد صرف کلمہ طیبہ کے ورد اور

خود ساختہ صلاۃ و سلام کا اجتماعی طریقہ' غیر مسنون اور بدعی طریقہ ہے جس میں کوئی ثواب نہیں۔ اس لئے کہ مسلمان اتباع کا پابند ہے' ابتداع (دین میں نئی باتیں ایجاد کرنا) اس کا حق نہیں ہے۔

١٤١٩ ـ وعَنْ أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ فُقَرَاءَ المُهَاجِرِينَ أَتَوا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالدَّرَجَاتِ العُلَى، وَالنَّعِيمِ المُقِيمِ: يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَلَهُمْ فَضْلٌ مِنْ أَمْوَالٍ: يَحُجُّونَ، وَيَعْتَمِرُونَ، وَيُجَاهِدُونَ، وَيَتَصَدَّقُونَ. فقالَ: «أَلا أُعَلِّمُكُمْ شَيْئاً تُدْرِكُونَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ، وَتَسْبِقُونَ بِهِ مَنْ بَعْدَكُمْ، وَلا يَكُونُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُم؟» قالوا: بَلَى يا رسولَ اللهِ! قَالَ: «تُسَبِّحُونَ، وَتَحْمَدُونَ، وَتُكَبِّرُونَ، خَلْفَ كُلِّ صَلاةٍ ثَلاثاً وَثَلاثِينَ» قَالَ أَبُو صَالِح الرَّاوِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، لَمَّا سُئِلَ عَنْ كَيْفِيَّةِ ذِكْرِهِنَّ، قال: يقولُ: سُبْحَانَ اللهِ، وَالحَمْدُ للهِ، وَاللهُ أَكْبَرُ، حَتَّى يَكُونَ مِنْهُنَّ كُلِّهِنَّ ثَلاثاً وَثَلاثِينَ. متفقٌ عليه.

وزادَ مُسْلِمٌ في روايتِهِ: فَرَجَعَ فُقَرَاءُ المُهَاجِرِينَ إلى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالُوا: سَمِعَ إخْوَانُنَا أَهْلُ الأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا، فَفَعَلُوا مِثْلَهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ». «الدُّثُورُ»: جَمْعُ دَثْر، بفتحِ الدّالِ وإسكانِ الثاءِ المثلثَةِ، وهو المَالُ الكثيرُ.

١١ / ١٤١٩ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فقرائے مہاجرین رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ بلند درجے اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں تو مال دار لوگ لے گئے' وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں' ہماری طرح روزے رکھتے ہیں اور ان کے لئے مالوں سے حاصل ہونے والی فضیلت (زیادہ) ہے' وہ حج و عمرہ کرتے' جہاد کرتے اور صدقہ کرتے ہیں (جو ہم نہیں کر سکتے) تو آپ نے فرمایا' کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ جس کے ذریعے سے تم اپنے سے پہلوں کو پالو اور اپنے بعد آنے والوں سے آگے بڑھ جاؤ' اور (پھر) تم سے زیادہ افضل کوئی نہ ہو' مگر وہی شخص جو تمہاری ہی کی طرح کا عمل کرے؟ انہوں نے کہا۔ کیوں نہیں یا رسول اللہ! (ضرور بتلائیے) آپ نے فرمایا' تم ہر نماز کے بعد ۳۳' ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ' الحمدللہ اور اللہ اکبر پڑھا کرو۔ ابو صالح سے' جو اس حدیث کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے ہیں' جب اس کے پڑھنے کی کیفیت کی بابت پوچھا گیا' تو انہوں نے جواب دیا' کہ وہ کہے۔ سبحان اللہ' والحمدللہ' واللہ اکبر' یہاں تک کہ ہر ایک ان میں سے تینتیس مرتبہ ہو جائے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم نے اپنی روایت میں یہ زیادہ بیان کیا ہے۔ پس فقرائے مہاجرین رسول اللہ ﷺ کے پاس دوبارہ آئے اور عرض کیا' کہ (آپ کا بتلایا ہوا وظیفہ) ہمارے مال دار بھائیوں نے بھی سن لیا جس پر ہم نے عمل شروع کیا' پس انہوں نے بھی اسی طرح عمل کر لیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے وہ دے۔

الدثور' دثر کی جمع ہے۔ دال پر زبر اور ثاء ساکن۔
بہت مال۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب الذكر بعد الصلاة ـ وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة.

فوائد: یہ روایت باب بیان کثرۃ طرق الخیر' رقم ۴ / ۱۲۰ میں صحیح مسلم کے حوالے سے قدرے مختلف الفاظ میں گزر چکی ہے۔ اس میں ابو صالح کی وضاحت سے بظاہر یہ مفہوم معلوم ہوتا ہے کہ تینوں کلمات کو ملا کر پڑھا جائے۔ تاہم دوسرے اہل علم نے انہیں علیحدہ علیحدہ پڑھنے کو زیادہ پسند کیا ہے۔ اصل مقصود دونوں طرح حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ان میں سے ہر کلمے کو ۳۳' ۳۳ مرتبہ پڑھا جائے یا کل تعداد ۳۳ کافی ہے؟ حدیث کے الفاظ کسی ایک مفہوم کے لئے واضح نہیں ہیں۔ تاہم دوسری روایات کی رو سے (جو آگے آرہی ہیں) ہر ایک کو ۳۳' ۳۳ مرتبہ پڑھنا چاہئے۔ اس طرح کل تعداد ۹۹ مرتبہ ہو جائے گی۔ ذیل کی حدیث سے اس کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔

١٤٢٠ ـ وعَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ سَبَّحَ اللهَ في دُبُرِ كُلِّ صلاةٍ ثلاثاً وثَلاثِينَ، وَحَمِدَ اللهَ ثَلاثاً وَثَلاثِينَ، وَكَبَّرَ اللهَ ثَلاثاً وَثَلاثِينَ، وقالَ تَمَامَ المِائَةِ: لا إلـهَ إلَّا اللهُ وَحْـدَهُ لَا شَـرِيـكَ لَـهُ، لَهُ المُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، غُفِرَت خَطَايَاهُ وَإن كَانَتْ مِثلَ زَبَدِ البَحْرِ» رواه مسلم.

۱۲ / ۱۴۲۰۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمدللہ اور تینتیس مرتبہ اللہ اکبر کہتا ہے اور پھر سو کی گنتی پوری کرتے ہوئے پڑھتا ہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ' لہ الملک ولہ الحمد' وھو علی کل شئی قدیر۔ تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں' اگرچہ سمندر کی جھاگ کی طرح ہوں۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل التسبيح والتهليل.

١٤٢١ ـ وعنْ كَعْبِ بنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنـهُ عَـنْ رَسُـولِ اللهِ ﷺ قَـالَ: «مُعَقِّبَـاتٌ لا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ ـ أوْ فَاعِلُهُنَّ ـ دُبُرَ كُلِّ صَلاةٍ مَكْتُوبَةٍ: ثَلاثاً وَثَلاثِينَ تَسْبِيحَةً، وَثَلاثاً وَثَلاثِينَ تَحْمِيدَةً، وَأَرْبَعاً وَثَلاثِينَ تَكْبِيرَةً» رواه مسلم.

۱۳ / ۱۴۲۱۔ حضرت کعب بن مالک بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' نماز کے بعد پڑھے جانے والے کچھ کلمات ایسے ہیں کہ ان کا پڑھنے والا یا ان کو کرنے والا نامراد نہیں ہوتا' وہ ہر فرض نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ' تینتیس مرتبہ الحمدللہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر' کہنا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة.

فوائد: معقبات کے معنی ہیں تسبیحات تقال اعقاب الصلاۃ ' اللہ کی حمد و تسبیح کے وہ کلمات جو نماز کے بعد پڑھے جائیں۔ اس میں اللہ اکبر کو چونتیس مرتبہ پڑھنے کی صراحت ہے۔

١٤٢٢ ـ وعنْ سعدِ بن أبي وقاص رَضيَ اللهُ عَنهُ أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَتعَوَّذُ دُبُرَ الصَّلَوَاتِ بِهٰؤُلاءِ الكَلِمَاتِ: «اللَّهُمَّ! إنِّي أعُوذُ بِكَ مِنَ الجُبْنِ وَالبُخْلِ، وَأعُوذُ بِكَ مِنْ أنْ أُرَدَّ إلى أرْذَلِ العُمُرِ، وَأعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنيَا، وَأعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ القَبْرِ» رواه البخاري.

۱۴ / ۱۴۲۲ ۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازوں کے بعد ان کلمات کے ذریعے سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں بزدلی اور بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس بات سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں کہ میں ناکارہ عمر کی طرف لوٹایا جاؤں اور دنیا کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور قبر کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب التعوذ من البخل، وكتاب الجهاد، باب ما يتعوذ من الجبن.

فوائد: بعض علماء کے نزدیک ہر فرض نماز کے بعد مذکورہ تسبیحات کے ساتھ یہ دعاء بھی پڑھی جائے' جس میں کئی چیزوں سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ مذکورہ تسبیحات تو سلام پھیرنے کے بعد پڑھی جائیں اور یہ دعائے استعاذہ نماز کے آخر میں سلام پھیرنے سے قبل پڑھی جائے۔ نبی ﷺ کا معمول یہی تھا۔ (نزھۃ المتقین) واللہ اعلم۔

١٤٢٣ ـ وعنْ معاذٍ رضيَ اللهُ عَنهُ أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أخَذَ بِيَدِهِ وقَالَ: «يَا مُعَاذُ! واللهِ إنِّي لَأُحِبُّكَ» فقَالَ: «أُوصِيكَ يَا مُعَاذُ لا تَدَعَنَّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلاةٍ تَقُولُ: اللَّهُمَّ! أعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ» رواهُ أبو داود بإسنادٍ صحيحٍ.

۱۵ / ۱۴۲۳ ۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔ اے معاذ' اللہ کی قسم' میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ پھر فرمایا' اے معاذ' میں تجھ کو وصیت (تلقین) کرتا ہوں' تو ہر نماز کے بعد ان کلمات کا کہنا ترک نہ کرنا۔ اے اللہ' تو اپنے ذکر' شکر اور اچھے طریقے سے اپنی عبادت کرنے پر میری مدد فرما۔ (ابو داؤد' باسناد صحیح)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الوتر، باب الاستغفار.

فوائد: اس میں ذکر و شکر اور عبادت کے لئے اللہ کی مدد حاصل کرنے کی تاکید ہے' کیونکہ اس کی مدد اور توفیق کے بغیر انسان کچھ نہیں کر سکتا۔

١٤٢٤ ـ عَنْ أبي هُرَيْرَةَ رَضيَ اللهُ عَنهُ أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إذا تَشَهَّدَ أحَدُكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ باللهِ من أرْبَعٍ؛ يقولُ: اللَّهُمَّ! إنِّي أعُوذُ بِكَ مِنْ عَذابِ جَهَنَّمَ،

۱۶ / ۱۴۲۴ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تم میں سے کوئی شخص تشہد پڑھ چکے تو چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے' وہ کہے۔ اے اللہ' میں تجھ سے جہنم کے عذاب

وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ». رواه مسلم.

سے' قبر کے عذاب سے' زندگی اور موت کے فتنے اور مسیح دجال کے فتنے کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التعوذ من شر الفتن.

فوائد: زندگی کے فتنے سے مراد' زندگی میں پیش آنے والی آزمائشیں ہیں جن سے انسان کے دین یا جسم کو نقصان پہنچے اور موت کے فتنے سے وہ تکلیفیں مراد ہیں' جو وفات سے قبل موت کے وقت انسانوں کو پیش آتی یا آسکتی ہیں۔ مسیح' ممسوح العین کے معنی میں ہے (بھینگی آنکھ والا) قیامت کے قریب جس دجال کا ظہور ہو گا' اس کی ایک آنکھ کانی ہو گی' اس لئے اسے مسیح الدجال کہا گیا ہے۔ یہ شخص الوہیت کا مدعی ہو گا اور لوگوں کی آزمائش کے لئے اللہ تعالیٰ اس سے کچھ خرق عادت کام بھی کروائے گا' جس سے بہت سے لوگ فتنوں میں پڑ جائیں گے' تاہم نیک لوگ اللہ کی توفیق سے اسے پہچان لیں گے' اس لئے اس کے دام میں پھنسنے سے بچ جائیں گے' بہرحال یہ ایک بہت بڑا فتنہ ہو گا' جس سے پناہ طلب کرنا ضروری ہے۔

١٤٢٥ ـ وعنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ إذا قَامَ إلى الصَّلاةِ يكُونُ مِنْ آخِرِ ما يقولُ بينَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ: «اللَّهُمَّ! اغفِرْ لي مَا قَدَّمتُ وَمَا أَخَّرتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وما أَسْرَفْتُ، وما أَنتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لا إلهَ إلَّا أَنْتَ» رواه مسلم.

۱۷ / ۱۴۲۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تشہد اور سلام کے مابین آخر میں یہ کلمات پڑھتے تھے۔ اے اللہ! میرے وہ گناہ معاف فرما دے جو میں نے پہلے کئے اور وہ بھی جو بعد میں کئے' جو چھپ کر کئے اور جو علانیہ کئے اور جو میں نے زیادتی کی اور وہ گناہ جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے' توہی آگے بڑھانے والا اور توہی پیچھے کرنے والا ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه.

١٤٢٦ ـ وعَنْ عائشةَ رَضِيَ الله عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبيُّ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يقولَ في رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغفِرْ لي» متفقٌ عليه.

۱۸ / ۱۴۲۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں اکثر یہ کلمات پڑھتے تھے' اے اللہ! تو پاک ہے' اے ہمارے رب! تمام خوبیاں تیرے لئے ہیں' اے اللہ! مجھے بخش دے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب التسبيح والدعاء في السجود - وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع...

١٤٢٧ ـ وعَنْها أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ في رُكُوعِهِ وَسُجودِهِ: «سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ المَلائِكَةِ وَالرُّوحِ» رواه

۱۹ / ۱۴۲۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں یہ پڑھا کرتے تھے۔ (میرا رکوع اور سجدہ) اس ذات کے

مسلم.

لئے ہے جو بہت پاک اور بڑا مقدس ہے، فرشتوں اور جبرئیل کا رب ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب ما یقال في الرکوع والسجود.

فوائد: سبوح اور قدوس، دونوں اللہ کے صفاتی نام ہیں جو اس کی پاکیزگی اور طہارت کو بیان کرنے والے ہیں۔ روح سے مراد حضرت جبرئیل ہیں۔ فرشتوں میں اگرچہ وہ بھی آجاتے ہیں۔ لیکن عموم کے بعد خصوصی طور پر ان کے نام کی صراحت ان کی عظمت و توقیر کے لئے ہے۔ بہرحال رکوع اور سجدے میں یہ دعائیں پڑھنی بھی مسنون ہیں۔

١٤٢٨ ـ وَعَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُما أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا فِيهِ الرَّبَّ، وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ، فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُم» رواه مسلم.

۲۰ / ۱۴۲۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پس لیکن رکوع، اس میں اپنے رب کی عظمت بیان کرو اور لیکن سجدہ، پس اس میں پوری کوشش سے (خوب گڑگڑا کر) دعاء کرو۔ تو زیادہ امید ہے کہ تمہاری دعائیں قبول کی جائیں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب النهی عن قراءة القرآن فی الرکوع والسجود.

١٤٢٩ ـ وعن أَبي هريرةَ رضيَ اللهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَقرَبُ مَا يَكونُ العَبْدُ مِن رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ؛ فَأَكثِرُوا الدُّعَاءَ» رواهُ مسلم.

۲۱ / ۱۴۲۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہوتا ہے پس تم (سجدے میں) خوب دعاء کیا کرو۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب ما یقال في الرکوع والسجود.

فوائد: دونوں حدیثوں سے واضح ہے کہ حالت سجدہ میں قبولیت دعاء کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ نفلی نماز میں اس کا اہتمام کیا جائے۔

١٤٣٠ ـ وعنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ: «اللَّهُمَّ اغفِرْ لي ذَنْبي كُلَّهُ: دِقَّهُ وَجِلَّهُ، وأَوَّله وَآخِرَهُ، وَعلانِيَتَه وَسِرَّهُ» رواهُ مسلم.

۲۲ / ۱۴۳۰۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ سجدے میں یہ دعاء پڑھا کرتے تھے، اے اللہ! میرے تمام گناہ، چھوٹے اور بڑے، پہلے اور پچھلے، علانیہ اور پوشیدہ معاف فرما دے۔ (مسلم۔ باب مذکور)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب ما یقال في الرکوع والسجود.

فوائد: نبی کریم ﷺ کے اللہ نے اگرچہ اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے تھے۔ لیکن پھر بھی اللہ کی عظمت و

جلالت کے پیش نظر اس سے اپنی کوتاہیوں کی مغفرت طلب فرماتے رہتے تھے۔ اس میں ہمارے لئے بڑا سبق ہے۔ وہ پاک ہونے کے باوجود اللہ کے عذاب سے خوف زدہ تھے اور ہم سر تا پا گناہوں میں غرق ہیں لیکن اللہ کے خوف اور اس کی گرفت سے بے خوف ہیں۔

١٤٣١ ـ وعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: افتَقَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَتَحَسَّسْتُ، فَإِذَا هُوَ رَاكِعٌ ـ أَوْ سَاجِدٌ ـ يَقولُ: «سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، لا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ» وفي روايةٍ: فَوَقَعَتْ يَدِي عَلى بَطْنِ قَدَمَيهِ، وَهُوَ في المَسْجِدِ، وَهما مَنْصُوبَتَانِ، وَهُوَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ على نَفْسِكَ» رواه مسلم.

۲۳ / ۱۴۳۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں' ایک رات میں نے نبی ﷺ کو (بستر سے) گم پایا' پس میں نے تلاش کیا تو (دیکھا) کہ آپ رکوع یا سجدے کی حالت میں یہ فرما رہے ہیں۔ اے اللہ! تو پاک ہے اپنی خوبیوں کے ساتھ' تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور ایک اور روایت میں ہے کہ (تلاش کرتے ہوئے) میرا ہاتھ آپ کے پیروں کے تلوؤں میں جا لگا' جب کہ آپ سجدے میں تھے' آپ کے دونوں پیر کھڑے تھے اور آپ یہ دعا پڑھ رہے تھے' اے اللہ! میں تیری رضا کے ذریعے سے تیری ناراضی سے اور تیری عافیت کے ذریعے سے تیری سزا سے اور تیری ذات کے ذریعے سے تیرے قہر و غضب سے پناہ مانگتا ہوں' میں تیری تعریف کا شمار نہیں کر سکتا' تو ویسا ہی ہے جیسے تونے خود اپنی تعریف بیان کی ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود.

١٤٣٢ ـ وعَنْ سعدِ بن أبي وقاص رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ فَقالَ: «أَيعجزُ أَحَدُكمْ أَنْ يَكْسِبَ في كلِّ يَوْمٍ أَلفَ حَسَنَةٍ!» فَسَأَلَهُ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ: كَيْفَ يَكْسِبُ أَلفَ حَسَنَةٍ؟ قالَ: «يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ، فَيُكْتَبُ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ، أَوْ يُحَطُّ عَنْهُ أَلفُ خَطِيئَةٍ» رواه مسلم. قالَ الحُمَيْدِيُّ: كذا هُوَ في كِتَابِ مسلمٍ: «أَوْ يُحَطُّ» قَالَ البَرْقَانِيُّ: ورواه شُعْبَةُ، وأبو عَوَانَة، وَيَحيى القَطَّانُ، عَنْ مُوسى الذي رواه مسلم مِنْ جِهَتِهِ فقالُوا:

۲۴ / ۱۴۳۲۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا۔ کیا تمہارا ایک آدمی روزانہ ہزار نیکیاں کمانے سے عاجز ہے؟ تو آپ کے ہم نشینوں میں ایک سائل نے پوچھا' وہ ایک ہزار نیکیاں کیسے کمائے؟ آپ نے فرمایا' سو دفعہ سبحان اللہ کی تسبیح پڑھے تو اس کے لئے ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں یا ہزار غلطیاں معاف کر دی جاتی ہیں۔ (مسلم)

امام حمیدی نے فرمایا' مسلم کی کتاب میں اسی طرح ہے او یحط۔ امام برقانی کہتے ہیں کہ اس کو شعبہ' ابو عوانہ اور یحییٰ قطان نے موسیٰ (راوی) سے جس سے امام

«وَيحطُّ» بِغَيْرِ أَلِفٍ.

مسلم نے روایت کیا ہے' بغیر الف کے ویحط بیان کیا ہے۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء.

فوائد: سو مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے بدلے میں ہزار نیکیاں ملنا' یہ الحسنۃ بعشر امثالھا کے تحت کم از کم بدلہ ہے اور اویحط کے بیان میں راویوں کا اختلاف ہے' کسی نے اسے او (الف اور واؤ کے ساتھ) روایت کیا ہے۔ یعنی ہزار نیکیاں ملتی ہیں یا ہزار غلطیاں معاف کر دی جاتی ہیں اور بعض راویوں نے اسے ویحط بیان کیا ہے۔ یعنی ہزار نیکیاں ملتی ہیں اور ہزار غلطیاں معاف کر دی جاتی ہیں۔

١٤٣٣ ـ وعَنْ أَبي ذَرٍّ رضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يُصْبِحُ عَلى كُلِّ سُلامَى مِنْ أَحدِكُمْ صَدَقَةٌ: فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ، وكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ المُنْكَرِ صَدَقَةٌ. وَيُجْزِىءُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحَى» رواه مسلم.

۲۵ / ۱۴۳۳۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے ہر شخص کے ہر عضو پر صدقہ (واجب) ہے۔ پس ہر مرتبہ سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے اور ہر مرتبہ الحمدللہ کہنا صدقہ ہے' ہر مرتبہ لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے اور ہر مرتبہ اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے' نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان سب سے وہ دو رکعتیں کافی ہو جائیں گی جو کوئی شخص ان کو چاشت کے وقت ادا کرے گا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى وكتاب الزكوة.

فوائد: یہ روایت باب بیان کثرۃ طرق الخیر' رقم ۲ / ۱۱۸ میں بھی گزر چکی ہے۔ اس حدیث سے چاشت (اشراق) کی دو رکعتوں کی فضیلت واضح ہے کہ اس کے ذریعے سے انسان کے اندر تین سو ساٹھ جوڑوں کی سلامتی و عافیت کا شکر ادا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ کی تسبیح و تحمید اور تہلیل و تکبیر کے کلمات اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی اعضائے انسانی کا صدقہ بن جاتے ہیں۔

١٤٣٤ ـ وَعَنْ أُمِّ المُؤْمِنِينَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِينَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا، ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أَضْحى وَهِيَ جَالِسَةٌ فقالَ: «مَا زِلْتِ عَلى الحَالِ الَّتِي فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا؟» قَالَتْ: نَعَمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ

۲۶ / ۱۴۳۴۔ حضرت ام المومنین جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ صبح سویرے ہی صبح کی نماز پڑھ کر ان کے پاس سے چلے گئے' جب کہ ابھی وہ اپنی جائے نماز میں ہی بیٹھی ہوئی تھیں۔ پھر آپ چاشت کا وقت ہو جانے کے بعد واپس آئے تو وہ وہیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے فرمایا' تم اسی حالت میں ہو جس پر میں تمہیں چھوڑ کر گیا تھا؟ انہوں نے کہا' ہاں۔ تو

كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَاءَ نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ» رواه مسلم. وفي روايةٍ لَهُ: «سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَاءَ نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ». وفي روايةِ الترمذي: «أَلَا أُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ تَقُولِينَهَا؟ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَى نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَى نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَى نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ».

نبی ﷺ نے فرمایا' میں نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ کہے' اگر ان کا وزن ان کلمات سے کیا جائے جو تم شروع دن سے کہہ رہی ہو' تو وہ ان پر وزن میں بھاری ہوں گے۔ (اور وہ یہ ہیں) سبحان الله وبحمده عدد خلقه ورضی نفسه وزنة عرشه ومداد کلماته (ہم اللہ کی پاکیزگی اور حمد کرتے ہیں' اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر اور اس کے نفس کی رضا مندی کے موافق' اور اس کے عرش کے وزن کے مطابق اور اس کے کلمات کی سیاہی یا کثرت کے برابر)۔

(مسلم)

اور مسلم ہی کی ایک اور روایت ہے۔ میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں' اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر' اللہ کی پاکیزگی ہے اس کے نفس کی رضاء کے مطابق' اللہ کی پاکیزگی ہے اس کے عرش کے وزن کے مطابق' اللہ کی پاکیزگی ہے اس کے کلمات کی کثرت (یا سیاہی) کے برابر۔

اور ترمذی کی روایت میں ہے' کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دوں جنہیں تم پڑھتی رہو؟' اللہ کی پاکیزگی ہے اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر' اللہ کی پاکیزگی ہے اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر' اللہ کی پاکیزگی ہے اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر۔ اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کے نفس کی رضاء کے مطابق' اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کے نفس کی رضاء کے مطابق' اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کے نفس کی رضاء کے مطابق۔ اللہ کے لئے پاکیزگی ہے اس کے عرش کے وزن کے برابر' اللہ کے لئے پاکیزگی ہے اس کے عرش کے وزن کے برابر' اللہ کے لئے پاکیزگی ہے اس کے عرش

کے وزن کے برابر۔ اللہ کے لئے پاکیزگی ہے اس کے کلمات کی کثرت کے مطابق' اللہ کے لئے پاکیزگی ہے اس کے کلمات کی کثرت کے مطابق' اللہ کے لئے پاکیزگی ہے اس کے کلمات کی کثرت کے مطابق۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التسبیح أول النهار وعند النوم ۔ وسنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب من أدعیة المغفرة.

فوائد: یہ کلمات ذکر بھی بڑے اجر و ثواب والے ہیں' کیونکہ ان میں خوب اللہ کی تسبیح اور تحمید ہے۔

١٤٣٥ ۔ وعَنْ أَبِي مُوسَى الأشعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عنهُ عنِ النَّبيِّ ﷺ قَالَ: «مَثَلُ الَّذي يَذكُرُ رَبَّهُ وَالَّذي لَا يَذكُرُهُ، مَثَلُ الحَيِّ وَالمَيِّتِ» رواهُ البخاري. ورواه مسلم فقالَ: «مَثَلُ البَيْتِ الَّذي يُذكَرُ اللهُ فِيهِ، والبَيْتِ الَّذي لَا يُذكَرُ اللهُ فِيهِ، مَثَلُ الحَيِّ وَالمَيِّتِ».

۲۷ / ۱۴۳۵ ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا' اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو یاد نہیں کرتا' زندہ اور مردہ شخص کی مثال ہے۔ (بخاری)

اور مسلم نے اسے اس طرح روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا' اس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس کی جس میں اللہ کا ذکر نہیں کیا جاتا' زندہ اور مردہ کی مثال ہے۔

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر الله عزوجل ۔ وصحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب استحباب صلاة النافلة في بیته.

فوائد: اللہ کے ذکر کا ترک' موت کی طرح ہے۔ جس طرح انسان پر موت طاری ہو جائے تو اس کے بعد وہ کوئی عمل نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اللہ کی یاد سے غفلت برتنے والا' اللہ سے اتنا دور ہو جاتا ہے کہ وہ ایسا کوئی کام نہیں کر پاتا جس سے اسے نفع ہو اور اللہ اس سے خوش ہو جائے۔

١٤٣٦ ۔ وعَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَقُولُ اللهُ تَعالَى: أَنا عِنْدَ ظَنِّ عَبدي بي، وَأَنا مَعَهُ إذا ذَكَرَني، فَإنْ ذَكَرَني في نَفْسِهِ، ذَكَرْتُهُ في نَفْسي، وَإنْ ذَكَرَني فِي مَلَإٍ، ذَكَرْتُهُ في مَلَإٍ خَيرٍ مِنهُمْ» متفقٌ عليهِ.

۲۸ / ۱۴۳۶ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث قدسی بیان فرمائی' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جیسا وہ مجھ سے گمان رکھے' اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں' اگر وہ اپنے جی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ کسی مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں ایسی مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں جو ان سے بہتر ہوتی ہے (یعنی فرشتوں کی مجلس میں)۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب التوحید، باب ذکر النبي ﷺ وروایته عن ربه - وصحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب الحث علی ذکر الله تعالی.

فوائد: اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی بابت یہ یقین رکھا جائے کہ وہ توبہ قبول فرماتا ہے' مغفرت فرماتا' پریشان حال لوگوں کی چارہ سازی فرماتا اور مصیبتوں سے نجات عطا فرماتا ہے۔ اس یقین کے ساتھ انسان ایسے کام بھی کرے جن سے اللہ خوش ہوتا ہے اور ان کاموں سے اجتناب کرے جن سے اس نے منع فرمایا ہے' اس کے بعد انسان اللہ سے حسن ظن اور اچھی امید رکھے۔ جس طرح ایک کاشت کار زمین میں ہل چلا کر' اس میں بیج ڈالے' اسے پانی دے اور اس کی نگہداشت کرے اور اس کے بعد اچھی فصل کی امید رکھے۔ ایک شخص عالم فاضل بننا چاہے' ڈاکٹر یا انجینئر بننا چاہے تو اس کے لئے پہلے ضروری ہے کہ وہ اپنی خواہش کے مطابق وہ کتابیں پڑھے جن سے انسان کو علم حاصل ہوتا ہے' ڈاکٹری یا انجینئرنگ میں وہ کامیاب ہو سکتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ ہر کام کے لئے پہلے انسان کو ایک بنیاد اور پھر اس کے لوازمات مہیا کرنے پڑتے ہیں' اس کے بعد ہی اس کے بار آور ہونے کی امید کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح اللہ کے ساتھ حسن ظن اور اچھی امید وابستہ کرنے کا مسئلہ ہے۔ انسان جب تک اس کے لئے بھی ایمان اور عمل صالح کی بنیاد فراہم نہیں کرے گا' اللہ سے محض حسن ظن نادانشی ہی کا مظہر ہو گا۔ ایک غلام' جو اپنے آقا کی خدمت کرنے کی بجائے' بھاگ جائے اور اسے ایذا پہنچائے' اور پھر یہ امید رکھے کہ میرا آقا تو بہت مہربان قسم کا ہے' وہ مجھے کچھ نہیں کہے گا' دنیا ایسے غلام کو بے وقوف ہی کہے گی۔ اسی طرح اللہ کا معاملہ ہے جو یقیناً ارحم الراحمین ہے' بڑا بخشنہار ہے' لیکن کن لوگوں کے لئے؟ اپنے بندوں کے لئے۔ نہ کہ شیطان کے بندوں کے لئے۔ شیطان اور اس کے بندوں کے لئے تو اس کا فرمان ہے کہ "میں تجھ سے اور تیرے پیروکاروں سے جہنم کو بھر دوں گا"۔ (سورۂ ص' ۸۵)

١٤٣٧ - وعَنْـــهُ قَـــالَ: قَـــالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَبَقَ المُفَرِّدُونَ» قالوا: وَمَـا المُفَـرِّدُونَ يَـا رَسُـولَ اللهِ؟ قَـالَ: «الـذَّاكِـرُونَ اللهَ كَثِيـراً والـذَّاكِـرَاتُ» رواه مسلم. روي: «المُفَرِّدُونَ» بتشديد الراءِ وتخفيفهـا، وَالمَشْهُـورُ الَّـذي قَـالَـهُ الجمْهُورُ: التَّشْدِيدُ.

۲۹/۱۴۳۷۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مفردون سبقت لے گئے' صحابہ نے پوچھا' یا رسول اللہ! مفردون کون ہیں؟ آپ نے فرمایا' اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں۔

مفردون' راء کی تشدید کے ساتھ اور مفردون' راء کی تخفیف کے ساتھ دونوں طرح روایت کیا گیا ہے اور مشہور راء کی تشدید کے ساتھ ہے اور جمہور اسی کے قائل ہیں۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب الحث علی ذکر الله تعالی.

فوائد: اس میں ایک تو کثرت سے اللہ کو یاد کرنے کی فضیلت کا بیان ہے کہ ایسے لوگ قیامت والے دن اجر و ثواب میں سب سے آگے ہوں گے۔ دوسرے' اللہ کو یاد کرنے اور اس کی اطاعت کرنے والا مرد ہو یا عورت

دونوں کو برابر کا اجر ملے گا' ذکر و اطاعت الٰہی کے ثواب میں جنس کی بنیاد پر کمی بیشی نہیں کی جائے گی۔

١٤٣٨ ـ وعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يقولُ: «أَفْضَلُ الذِّكْرِ: لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ». رواه الترمذي وقَالَ: حديثٌ حسنٌ.

۳۰ / ۱۴۳۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' کہ سب سے افضل ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے۔

(ترمذی' یہ حدیث حسن ہے۔)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب ما جاء أن دعوة المسلم مستجابة.

فوائد: یہ کلمہ توحید ہی چونکہ اساس و مدار اسلام ہے۔ اس لئے اس کا ذکر افضل ہے۔ بعض علماء بطور ذکر صرف اسی کلمہ توحید کو افضل مانتے ہیں اور بعض کے نزدیک اس کا دوسرا جملہ محمد رسول اللہ' بھی اس میں شامل ہے اور یوں ان کے نزدیک بطور ذکر دونوں کو ملا کر پڑھا جائے گا۔

١٤٣٩ ـ وعَنْ عبدِ اللهِ بنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ شَرَائِعَ الإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ، فَأَخبِرْنِي بِشَيءٍ أَتَشَبَّثُ بِهِ قَالَ: «لَا يَزالُ لِسَانُكَ رَطْباً مِنْ ذِكْرِ اللهِ». رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

۳۱ / ۱۴۳۹۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا' یا رسول اللہ' اسلام کے احکام تو میرے لئے بہت ہیں' پس آپ مجھے ایسی بات بتلائیے جس کو میں مضبوطی سے پکڑ لوں۔ آپ نے فرمایا' تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے۔

(ترمذی' یہ حدیث حسن ہے۔)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب فضل الذكر.

فوائد: شرائع' شریعہ کی جمع ہے۔ شریعہ' مشروعہ کے معنی میں ہے یعنی اللہ کی طرف سے مقررہ احکام' جن میں بعض فرض ہیں' بعض مستحب اور بعض کی حیثیت نوافل کی ہے۔ فرائض کی ادائیگی تو بہرصورت ضروری ہے اور رضائے الٰہی کے لئے مستحبات کی بھی بڑی اہمیت ہے' اسی طرح نوافل بھی قرب الٰہی کا ایک بڑا ذریعہ ہیں۔ لیکن ان کی کثرت سے بعض دفعہ عام قسم کے لوگ گھبرا اٹھتے ہیں اور وہ صرف فرائض و سنن کی پابندی کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ اسی قسم کی خواہش کا اظہار اس حدیث میں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب دیا کہ تو ہمیشہ اپنی زبان کو اللہ کے ذکر سے تر رکھا کر' زبان کو تر رکھنے کا مطلب ہے' مداومت کرنا' یعنی اللہ کے ذکر کو اپنا مستقل دائمی معمول بنا لے۔ اس طرح نوافل کی کثرت' جس سے تو گھبرا گیا ہے' نہ بھی ہو گی تو ذکر الٰہی کی کثرت سے اس کا ازالہ ہو جائے گا۔

١٤٤٠ ـ وعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الجَنَّةِ». رواه الترمذي وقَالَ: حديثٌ حسنٌ.

۳۲ / ۱۴۴۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو شخص سبحان اللہ وبحمدہ کہے' اس کے لئے جنت میں ایک کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے۔ (ترمذی' یہ حدیث حسن ہے۔)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب فضل سبحان الله.

فوائد: اللہ کی جنت اتنی وسیع ہے کہ اس کا تصور بھی ہم نہیں کر سکتے۔ اس لئے اللہ کی تسبیح و تحمید پر درختوں کا لگنا' کوئی مشکل امر نہیں۔ اس لئے اسے حقیقت پر محمول کرنے میں کوئی امر مانع نہیں۔ البتہ بعض لوگ اسے مجاز پر محمول کرتے ہوئے اس سے مراد اجر کا اثبات اور اس کی کثرت لیتے ہیں۔

١٤٤١ ـ وعن ابنِ مَسْعُودٍ رضيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بي فقالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَقرِىء أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ، وَأَخبِرْهُم أنَّ الجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ، عَذْبَةُ الماءِ؛ وَأَنَّهَا قِيعانٌ وَأَنَّ غِرَاسَهَا: سُبْحَانَ اللهِ، والحَمْدُ للهِ، ولا إلٰهَ إلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ» رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

۳۳/۱۴۴۱۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جس رات مجھے معراج کرائی گئی' میری ملاقات حضرت ابراہیم سے ہوئی تو انہوں نے کہا' اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت کو میری طرف سے سلام پیش کیجئے اور ان کو بتلا دیجئے کہ جنت کی مٹی پاکیزہ اور عمدہ ہے' اس کا پانی میٹھا ہے اور وہ ایک چٹیل میدان ہے۔ اور سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہنا' وہاں درخت لگانا ہے۔ (ترمذی' یہ حدیث حسن ہے۔)

فوائد: قیعان' قاع کی جمع ہے' صاف' ہموار زمین' جس پر کوئی درخت نہ ہو۔ اللہ کی تسبیح و تحمید سے جنت کی چٹیل زمین میں درخت لگ جاتے ہیں' جو جتنا زیادہ اللہ کا ذکر کرے گا' اس کا حصہ زمین' جو اسے جنت میں ملے گا' اتنا ہی درختوں سے معمور اور شاداب ہو گا۔

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب غراس الجنة سبحان الله . . .

١٤٤٢ ـ وعَنْ أَبي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا أُنَبِّئُكُم بِخَيْرِ أَعْمَالِكُم، وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكم، وَأَرْفَعِهَا في دَرَجَاتِكم، وَخَيرٍ لَكُمْ مِنَ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ وَخَيرٍ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكم، فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُم، وَيَضْرِبوا أَعْنَاقَكُم؟» قَالُوا: بَلَى، قَالَ: «ذِكْرُ اللهِ تَعالَى». رواهُ التِّرمذيُّ، قَالَ الحاكمُ أبو عبدِ اللهِ: إسناده صحيح.

۳۴/۱۴۴۲۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کیا میں ایسے عمل کی خبر نہ دوں جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر' تمہارے آقا و مولیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں میں سب سے زیادہ اضافہ کرنے والا اور تمہارے لئے (اللہ کی راہ میں) سونا چاندی خرچ کرنے سے بھی بہتر اور اس سے بھی بہتر ہے کہ تم اپنے دشمن سے مقابلہ کرو اور تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں؟ صحابہ نے عرض کیا' کیوں نہیں۔ (ضرور بتلائیے) آپ نے فرمایا' وہ عمل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ (ترمذی' امام حاکم اور ابو عبداللہ نے کہا اس کی سند صحیح ہے۔)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب خير الأعمال.

فوائد: اس میں بھی اللہ کے ذکر کی فضیلت کا بیان ہے' کیونکہ ہر عمل خیر کی بنیاد اللہ کا ذکر اور اس کی بارگاہ میں اخلاص و نیاز مندی کا اظہار ہے۔ اس کے بغیر بڑا سے بڑا عمل بھی بیکار ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے اعلیٰ' ارفع اور افضل ہے۔

١٤٤٣ ـ وعن سَعْدِ بنِ أَبي وقَّاصٍ رضيَ اللهُ عَنهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رسولِ اللهِ ﷺ عَلى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى ـ أَوْ حَصىً ـ تُسَبِّحُ بِهِ فَقالَ: «أُخبِرُكَ بِمَا أَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هٰذا ـ أَوْ أَفْضَلُ» فَقالَ: «سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ في السَّماءِ، وسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ في الأرْضِ، وسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ، وسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ. واللهُ أَكْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَالحَمْدُ للهِ مِثْلَ ذلك، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا باللهِ مِثْلَ ذٰلِكَ». رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

۳۵ / ۱۴۴۳ ۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے پاس آئے' اس کے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں پڑی ہوئی تھیں جس کے ساتھ وہ (شمار کر کے) اللہ کی تسبیح کر رہی تھی۔ تو آپ نے فرمایا' میں تجھے ایسے کلمات نہ بتلاؤں جو تیرے لئے اس سے زیادہ آسان یا افضل ہیں؟ پس آپ نے فرمایا' (یہ پڑھا کر) میں اللہ کی تسبیح کرتا ہوں' ان تمام چیزوں کی تعداد کے برابر جو اس نے آسمان میں پیدا کیں' اور اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں ان تمام چیزوں کی تعداد کے برابر جو اس نے زمین میں پیدا کیں اور اللہ کے لئے پاکیزگی ہے اس مخلوق کی تعداد کے برابر جو آسمان و زمین کے مابین ہے اور اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں ان چیزوں کی تعداد کے برابر جو وہ (آئندہ) پیدا کرے گا۔ اور اللہ اکبر بھی اس کی مثل' الحمدللہ بھی اس کی مثل' لا الہ الا اللہ بھی اس کی مثل اور لاحول ولا قوۃ بھی اس کی مثل (پڑھنا) ہے۔

(ترمذی' یہ حدیث حسن ہے۔)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب في دعاء النبي ﷺ وتعوذه في دبر كل صلاة.

فوائد: شیخ البانی نے اس روایت کو اگرچہ "الضعیفہ" (ج ا' ص ۱۱۴) میں ضعیف کہا ہے۔ لیکن ریاض الصالحین کی تعلیقات میں اس کی سند میں جہالت کی صراحت کرنے کے باوجود امام ترمذی کی تحسین کو برقرار رکھا ہے' اسی طرح ابن حبان نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے تاہم شیخ البانی نے اس کے ساتھ یہ کہا ہے کہ اصل حدیث گٹھلیوں اور کنکریوں کے ذکر کے بغیر ہے اور وہ صحیح ہے جسے امام مسلم نے نے اپنی "صحیح" میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو' ریاض الصالحین' بہ تحقیق شیخ البانی و تعلیقہ علی' "الکلم الطیب")

١٤٤٤ ـ وعَنْ أَبي مُوسى رضِيَ اللهُ

۳۶ / ۱۴۴۴ ۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟» فقلتُ: بَلَى يا رسولَ اللهِ! قَالَ: «لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ» متفقٌ عليه.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کی خبر نہ دوں؟ تو میں نے کہا' کیوں نہیں' یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا' (یہ خزانہ) لا حول ولا قوۃ الا باللہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب لا حول ولا قوة... ـ وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب استحباب خفض الصوت بالذكر.

فوائد: اس میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ کو جنت کا ایک خزانہ یعنی وہاں کا ایک نہایت بیش قیمت اور نفیس ذخیرہ قرار دیا گیا ہے۔ اس کی فضیلت کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس میں انسان اپنی بے بسی اور لاچارگی کا اظہار اور ہر طرح کی قوت و اختیار کا سرچشمہ صرف اللہ کی ذات کو ماننے کا اعلان کرتا ہے' اور یہ بات اللہ کو بہت پسند ہے۔ اس کلمے کا مطلب یہ ہے کہ۔ انسان کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا' وہ کسی شر سے بچ سکتا یا کسی نیکی کی توفیق سے بہرہ ور ہو سکتا ہے تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ارادہ و مشیت سے ہی ہو سکتا ہے۔

٢٤٥ ـ بَابُ ذِكْرِ اللهِ تَعَالَى قَائِماً وَقَاعِداً وَمُضْطَجِعاً وَمُحْدِثاً وَجُنُباً وَحَائِضاً، إِلَّا الْقُرْآنَ فَلَا يَحِلُّ لِجُنُبٍ وَلَا حَائِضٍ

۲۴۵۔ کھڑے اور بیٹھے' لیٹے ہوئے اور حالت حدث و جنابت اور حیض میں اللہ کا ذکر کرنے کا بیان سوائے جنبی مرد اور حیض والی عورت کے کہ ان کے لئے قرآن پڑھنا جائز نہیں

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَٰفِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَٰتٍ لِّأُوْلِي الْأَلْبَٰبِ ﴿١٩٠﴾ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَٰمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ﴾ [آل عمران: ١٩٠، ١٩١].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے ادل بدل کر آنے جانے میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں' وہ جو کھڑے' بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر (سوتے ہوئے) اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ (سورۂ آل عمران' ۱۹۰' ۱۹۱)

فائدۂ آیات: انسان کی تین ہی حالتیں ہوتی ہیں' یا تو وہ کھڑا ہوتا ہے' چاہے چل رہا ہو یا کسی ایک جگہ کھڑا ہو' یا بیٹھا ہوا ہوتا ہے یا پھر لیٹا ہوا۔ عقل مند آدمی جن کو رب کی معرفت حاصل ہوتی ہے' وہ تینوں حالتوں میں یعنی ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

١٤٤٥ ـ وعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَذْكُرُ اللهَ تَعَالَى عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ. رواه مسلم.

۱ / ۱۴۴۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے تمام اوقات میں اللہ کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب ذكر الله تعالى في حال الجنابة.

فوائد: اس حدیث سے ان علماء نے استدلال کیا ہے جو جنابت اور حیض کی حالت میں بھی قرآن کریم کے پڑھنے کو جائز سمجھتے ہیں' جس میں امام بخاری جیسے لوگ بھی شامل ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ "ہر حالت میں" کا مطلب یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پاک ہوتے یا حدث اصغر یا اکبر کی حالت میں ہوتے' ہر حالت میں ذکر اللہ کا اہتمام فرماتے تھے اور ذکر اللہ میں قرآن کریم بھی شامل ہے۔ اسی لئے شیخ البانی حفظہ اللہ نے امام نووی کے باب میں استثنائے مذکور (کہ جنبی اور حائض کے لئے قرآن پڑھنا جائز نہیں) پر تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ اس استثناء کے لئے کوئی صحیح حدیث نہیں ہے' بلکہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے مخالف ہے (دیکھئے ریاض الصالحین' بہ تحقیق شیخ مذکور) اس مسلک کے حاملین کے نزدیک ممانعت کی حدیثیں سنداً ضعیف یا قابل تاویل ہیں۔ اس لئے ان سے قرأت قرآن کی ممانعت کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔ جبکہ دوسرے علماء کے نزدیک وہ روایات ضعف کے باوجود استدلال کے قابل ہیں' کیونکہ ان کے نزدیک ضعف شدید نہیں' بلکہ بعض کے نزدیک وہ روایات حسن درجے کی ہیں۔ دلائل کے اعتبار سے پہلا مسلک قوی ہے تاہم تعظیم قرآن کے نقطہ نظر سے دوسرا مسلک بھی صحت کا متقاضی ہے۔ ان میں تطبیق کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ناگزیر صورتوں میں پہلے مسلک پر عمل کر لیا جائے' تاہم عام حالات میں دوسرے مسلک پر عمل کیا جائے۔ واللہ اعلم۔

١٤٤٦ ـ وعنِ ابنِ عبَّاسٍ رضيَ اللهُ عَنهما عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «لو أَنَّ أَحَدَكُمْ إذا أَتَى أَهْلَهُ قَالَ: بِسْمِ الله، اللَّهُمَّ! جَنِّبْنَا الشَّيطَانَ، وَجنِّبِ الشَّيطَانَ ما رَزَقْتَنَا فَقُضِيَ بَينَهُمَا وَلَدٌ لم يَضُرَّهُ» متفقٌ عليه.

۲/۱۴۴۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اگر تمہارا ایک آدمی اپنی بیوی کے پاس (ہم بستری کے لئے) جائے تو یہ دعا پڑھے۔ شروع اللہ کے نام سے۔ اے اللہ! ہم کو شیطان سے دور کر دے اور (اس صحبت کے نتیجے میں) جو اولاد ہمیں عطا کرے' اسے بھی شیطان سے دور رکھ۔ پس ان کے درمیان جو اولاد بھی مقدر ہوئی' اسے شیطان نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب بدء الخلق، باب صفة إبليس ـ وصحيح مسلم، كتاب النكاح، باب ما يستحب أن يقوله عند الجماع.

فوائد: بیوی سے صحبت کرنے سے قبل مذکورہ دعاء پڑھ لینی چاہئے۔ تاکہ انسان خود بھی شیطان کے حملوں سے محفوظ رہے اور اس کی ہونے والی اولاد بھی۔

٢٤٦ ـ بَابُ مَا يَقُولُهُ عِنْدَ نَوْمِهِ وَاسْتِيقَاظِهِ

۲۴۶۔ سوتے وقت کی اور بیداری کے وقت کی دعاء

١٤٤٧ ـ عن حُذَيفَةَ، وأَبِي ذَرٍّ

۱/۱۴۴۷۔ حضرت حذیفہ اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہما سے

رضيَ اللهُ عَنهُمَا قالا: كانَ رسولُ اللهِ ﷺ إِذا أَوَى إلى فِرَاشِهِ قال: «باسمِكَ اللَّهُمَّ أَحْيَا وَأَمُوتُ» وَإِذا اسْتَيْقَظَ قالَ: «الحَمْدُ للهِ الَّذِي أَحْيَانَا بعدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ» رواه البخاري.

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر استراحت فرما ہوتے تو یہ دعاء پڑھتے تھے۔ تیرے نام سے' اے اللہ! میں زندہ ہوتا اور مرتا ہوں۔ اور جب بیدار ہوتے' تو فرماتے' تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف سب نے اکٹھا ہونا ہے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب ما يقوله إذا نام، وكتاب التوحيد، باب السؤال بأسماء الله تعالى.

فوائد: صبح و شام کے ان وظیفوں کی پابندی کا یہ بہت بڑا فائدہ ہے کہ انسان ہر وقت اللہ کو یاد کرتا اور رکھتا ہے۔

٢٤٧ ـ بَابُ فَضْلِ حِلَقِ الذِّكْرِ وَالنَّدْبِ إِلَى مُلَازَمَتِهَا وَالنَّهْيِ عَنْ مُفَارَقَتِهَا لِغَيْرِ عُذْرٍ

۲۴۷۔ ذکر کے حلقوں کی فضیلت اور ان میں شرکت کے استحباب اور بغیر عذر کے ان کو چھوڑ دینے کی ممانعت کا بیان

قالَ الله تَعالى: ﴿وَٱصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِٱلْغَدَوٰةِ وَٱلْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُۥ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ﴾ [الكهف: ٢٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ باندھے رکھ جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا مندی کے ارادے سے اور تیری آنکھیں ان سے تجاوز نہ کریں۔ (سورۂ کہف' ۲۸)

فائدۂ آیات: یعنی رب کی رضا مندی کے طالبوں کو نظر انداز کر کے' ان لوگوں کی طرف توجہ نہ کر جو اگرچہ صاحب حیثیت ہوں' لیکن اپنے رب کی یاد سے غافل ہوں۔

١٤٤٨ ـ وعنْ أَبي هُرَيْرَةَ رضيَ اللهُ عَنهُ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ للهِ تَعالى مَلائِكَةً يَطُوفُونَ في الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ، فَإِذا وَجَدُوا قَوْماً يَذْكُرُونَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، تَنَادَوْا: هَلُمُّوا إِلَى حَاجَتِكُمْ فَيَحُفُّونَهم بِأَجْنِحَتِهِم إِلى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَسْأَلُهم رَبُّهُم ـ وَهُوَ أَعْلَمُ ـ: ما يقولُ عِبَادِي؟ قال: يقولون: يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ، ويحْمَدُونَكَ، وَيُمَجِّدُونَكَ،

۱/ ۱۴۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہوئے راستوں میں گھومتے پھرتے ہیں۔ جب وہ کسی ایسی جماعت کو پاتے ہیں جو اللہ کے ذکر میں مصروف ہوتی ہے تو ایک دوسرے کو پکار کر کہتے ہیں کہ ادھر آؤ' یہاں تمہاری حاجت (مطلوبہ چیز) ہے' پس وہ ان کو آسمان دنیا تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں (جب وہ وہاں سے فارغ ہو کر اللہ کے پاس جاتے ہیں تو) ان کا رب ان

فيقولُ: هل رَأَوْني؟ فيقولون: لا وَاللهِ! ما رَأَوْكَ فيَقولُ: كيفَ لو رَأَوْني؟! قالَ: يَقُولُونَ لو رَأَوْكَ كانُوا أَشَدَّ لكَ عِبادَةً، وَأَشَدَّ لكَ تَمْجيداً، وَأَكْثَرَ لكَ تَسْبيحاً. فيَقُولُ: فماذا يَسأَلُونَ؟ قالَ: يَقُولونَ: يسأَلُونَكَ الجَنَّةَ. قالَ: يقولُ: وَهلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لا وَاللهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا. قالَ: يَقُولُ: فَكَيْفَ لو رَأَوْهَا؟! قالَ: يَقُولُونَ لو أَنَّهُم رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصاً، وَأَشَدَّ لهَا طَلَباً، وَأَعْظَم فِيها رَغْبَةً. قَالَ: فَمِمَّ يَتَعَوَّذُونَ؟ قالَ: يَتَعَوَّذُونَ مِنَ النَّارِ؛ قالَ: فَيَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يقولونَ: لا وَاللهِ! مَا رَأَوْها. فيَقُولُ: كَيْفَ لو رَأَوْهَا! قالَ: يَقُولُون: لو رأَوْها كانوا أَشَدَّ منها فِراراً، وَأَشَدَّ لها مَخافَةً. قَالَ فيقولُ: فَأُشْهِدُكم أَنِّي قَد غَفَرْتُ لهم، قَالَ: يقولُ مَلَكٌ مِنَ المَلائِكَةِ: فِيهم فُلانٌ لَيْسَ مِنهم، إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ، قالَ: هُمُ الجُلَسَاءُ لا يَشْقَى بِهِم جَلِيسُهم» متفقٌ عليه. وفي روايةٍ لمسلمٍ عَنْ أَبي هُريرةَ رَضيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النبيِّ ﷺ قالَ: «إنَّ لِلهِ مَلائكَةً سَيَّارَةً فُضُلاً يَتَتَبَّعُونَ مَجالِسَ الذِّكرِ، فَإذا وجَدُوا مَجلساً فِيهِ ذِكرٌ، قَعَدُوا مَعَهُم، وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضاً بِأَجْنِحَتِهِم حَتَّى يَمْلَؤُوا ما بَيْنَهُمْ وبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيا، فَإِذا تفَرَّقُوا عَرَجُوا وَصَعِدوا إِلى السَّمَاءِ، فَيَسْأَلُهُمُ اللهُ عَزَّ وَجلَّ ـ وَهُوَ أَعْلَمُ ـ: مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبادٍ لَكَ في

سے پوچھتا ہے' حالانکہ وہ خوب جانتا ہے' میرے بندے کیا کہتے تھے؟ آپ نے فرمایا' فرشتے جواب دیتے ہیں' وہ تیری تسبیح و تکبیر اور تیری تحمید و تمجید کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں۔ اللہ کی قسم' انہوں نے تجھے دیکھا تو نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟ آپ نے فرمایا' فرشتے عرض کرتے ہیں' اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو وہ تیری اس سے بھی زیادہ عبادت کرتے' اس سے بھی زیادہ تیری بزرگی اور اس سے بھی زیادہ تیری پاکیزگی بیان کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے' وہ کیا مانگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا' فرشتے جواب دیتے ہیں' وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کہتا ہے' کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ نہیں' اللہ کی قسم' اے رب! انہوں نے جنت تو نہیں دیکھی۔ آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟ فرمایا' فرشتے کہتے ہیں' اگر وہ اس کو دیکھ لیں تو اس کے لئے ان کی حرص اور طلب اور زیادہ شدید ہو جائے اور اس میں ان کی رغبت اور زیادہ بڑھ جائے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے۔ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں' وہ جہنم کی آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرمایا' اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے' کیا انہوں نے اسے دیکھا ہے؟ فرمایا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں' نہیں' اللہ کی قسم' انہوں نے اسے دیکھا تو نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اگر وہ اسے دیکھ لیں تو کیا حال ہو؟ فرمایا' فرشتے عرض کرتے ہیں' اگر وہ اسے دیکھ لیں تو اس سے کہیں زیادہ دور بھاگیں اور اس سے کہیں زیادہ ڈریں۔ فرمایا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' پس میں تمہیں اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا' فرمایا۔ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے۔

الأرْضِ: يُسَبِّحُونَكَ، وَيُكَبِّرُونَكَ، وَيُهَلِّلُونَكَ، وَيَحْمَدُونَكَ، وَيَسْأَلُونَكَ. قالَ: وَمَاذا يَسْأَلُوني؟ قَالُوا: يَسْأَلُونَكَ جَنَّتَكَ. قالَ: وَهَلْ رَأَوْا جَنَّتي؟ قالوا: لا، أَيْ رَبِّ! قالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا جَنَّتي؟! قالُوا: وَيَسْتَجِيرُونَكَ. قال: وَمِمَّ يَسْتَجِيرُوني؟ قالوا: منْ نَارِكَ يَا رَبِّ! قالَ: وَهَلْ رَأَوْا نَارِي؟ قالوا: لا، قال: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا نَارِي؟! قالُوا: وَيَسْتَغْفِرُونَكَ، فيقولُ: قَدْ غَفَرْتُ لهُمْ، وَأَعْطَيْتُهُمْ ما سَأَلُوا، وَأَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوا. قَال: فَيَقُولُونَ: ربِّ فيهمْ فُلانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ إنَّمَا مَرَّ، فَجَلَسَ مَعَهُمْ، فيقولُ: ولهُ غَفَرْتُ، هُمُ القَوْمُ لا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ».

ان میں فلاں آدمی جو تھا' وہ ان میں سے نہیں تھا' وہ تو صرف ایک کام کے لئے آیا تھا (کہ ان کے ساتھ مجلس ذکر میں بیٹھ گیا) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ اللہ کو یاد کرنے والے ایسے ہم نشیں ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔

(بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں' گھومنے پھرنے والے' اور حفاظت کرنے والے فرشتوں سے الگ' وہ ذکر کی مجلسوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں' جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں اللہ کا ذکر ہو رہا ہو' تو ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور بعض فرشتے بعض کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں یہاں تک کہ وہ ان کے اور آسمان دنیا کے درمیان فاصلے کو (اپنے وجود سے) بھر دیتے ہیں۔ پس جب لوگ منتشر ہو جاتے ہیں تو یہ فرشتے آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں' پس اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے' وہ مجھ سے کیا سوال کر رہے تھے؟ وہ کہتے ہیں' وہ تجھ سے تیری جنت کا سوال کر رہے تھے' اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے' کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں' نہیں اے پروردگار۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اگر وہ میری جنت دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اور وہ تجھ سے پناہ بھی طلب کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے' وہ کس چیز کی بابت مجھ سے پناہ طلب کر رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں' اے پروردگار! تیری آگ سے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے' کیا انہوں نے میری آگ دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں' نہیں۔ اللہ فرماتا ہے' اگر وہ میری آگ دیکھ لیں تو کیا

حال ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں' وہ تجھ سے بخشش بھی مانگ رہے تھے' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' میں نے ان کو بخش دیا اور جس چیز کا وہ سوال کر رہے تھے' وہ میں نے ان کو عطا کر دی اور جس سے پناہ طلب کر رہے تھے' اس سے میں نے ان کو پناہ دے دی۔ آپ نے فرمایا' فرشتے عرض کرتے ہیں' پروردگار! ان میں فلاں آدمی بھی تھا جو بہت گناہ گار بندہ ہے' جو صرف وہاں سے گزرتا ہوا ان کے ساتھ بیٹھ گیا تھا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' میں نے اس کو بھی بخش دیا' یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والے بھی محروم نہیں ہوتے۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب فضل ذكر الله عزوجل - وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل مجالس الذكر.

فوائد: ان مجالس ذکر اور حلقہ ہائے ذکر سے مراد کون سی مجلسیں اور حلقے ہیں؟ ظاہر بات ہے کہ ان سے مراد وہ حلقہ ہائے ذکر تو نہیں ہو سکتے جو خود ساختہ ہیں اور جن میں اپنے گھڑے ہوئے الفاظ یا طریقوں سے ذکر ہوتا ہے۔ جیسے اللہ ہو' یا ہو حق وغیرہ کا ورد۔ جو کسی حدیث میں بیان نہیں ہوئے۔ یا بتیاں بجھا کر اور گردنیں مار مار کر کسی مخصوص لفظ کی ضربیں لگانا وغیرہ۔ یہ طریقہ بھی نبی ﷺ یا صحابہ سے ثابت نہیں۔ اس سے مراد وہ حلقے اور مجلسیں ہیں جن میں کوئی ایجاد بندہ طریقہ اختیار نہیں کیا جاتا' نہ خانہ ساز الفاظ کا ورد ہوتا ہے' بلکہ مسنون الفاظ میں یعنی سبحان اللہ' الحمدللہ' لا الہ الا اللہ' واللہ اکبر وغیرہ کا ورد سادہ انداز میں کیا جاتا ہے۔ جیسے نماز کے فوراً بعد تسبیح و تحمید اور تکبیر کا حکم ہے' جمع والے دن مسجد میں بیٹھے لوگ اس طرح ذکر الٰہی و تلاوت قرآن وغیرہ میں مصروف ہوں' یا وعظ اور درس و تذکیر کی مجلس ہو۔ اس حدیث میں ذکر الٰہی اور ذاکرین کی فضیلت کا بیان ہے۔ سیارۃ' سیاحین (گھومنے والے) کے معنی میں ہے اور فضلاً سے مراد وہ فرشتے ہیں جو حفاظت کرنے والے فرشتوں سے زائد اور ان کے علاوہ ہیں۔

١٤٤٩ - وعنه وعن أبي سعيد رضي الله عنهما قالا: قال رسول الله ﷺ: «لا يقعد قوم يذكرون الله إلا حفتهم الملائكة، وغشيتهم الرحمة ونزلت عليهم السكينة؛ وذكرهم الله فيمن عنده» رواه مسلم.

۲/ ۱۴۴۹۔ سابق راوی اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو لوگ بھی اللہ کا ذکر کرنے بیٹھتے ہیں تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان پر چھا جاتی ہے اور سکینت (اللہ کی خاص مدد) ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ ان کا ذکر ان لوگوں میں فرماتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن

وعلى الذكر.

فوائد: اس میں بھی اللہ کے ذکر کی فضیلت اور ذکر کرنے والوں کے عنداللہ شرف و مقام کا بیان ہے۔

١٤٥٠ ـ وعن أَبي واقِدِ الحارِثِ بْنِ عَوْفٍ رَضيَ اللهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَيْنَما هُوَ جَالِسٌ في المَسْجِدِ، وَالنَّاسُ مَعَهُ، إِذ أَقْبَلَ ثَلاثَةُ نَفَرٍ، فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَذَهَبَ وَاحِدٌ، فَوَقَفَا عَلى رسولِ اللهِ ﷺ. فَأَمَّا أَحَدُهُما فرأى فُرجَةً في الحَلْقَةِ، فَجَلَسَ فيها وأَمَّا الآخَرُ، فَجَلَسَ خَلْفَهُم، وَأَمَّا الثالثُ فَأَدبَرَ ذاهِباً. فَلَمَّا فَرَغَ رسُول اللهِ ﷺ قال: «أَلا أُخبِرُكم عَنِ النَّفَرِ الثَّلاثَةِ: أَمَّا أَحدُهم، فَأَوى إِلى اللهِ، فَآوَاهُ اللهُ، وأَمَّا الآخرُ فَاسْتَحْيَا فاستحيا اللهُ مِنهُ، وأَمَّا الآخرُ، فَأَعْرَضَ، فَأَعْرَضَ اللهُ عَنهُ» متفقٌ عليه.

۳/ ۱۴۵۰۔ حضرت ابو واقد حارث بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور لوگ بھی آپ کے پاس موجود تھے، اتنے میں تین آدمی آئے، پس دو تو رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے اور ایک چلا گیا۔ پس وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑے ہو گئے، ان میں سے ایک نے حلقے میں کشادگی دیکھی تو اس میں بیٹھ گیا اور دوسرا ان کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا، کیا میں تمہیں ان تین آدمیوں کی بابت نہ بتلاؤں؟ ان میں سے ایک نے تو اللہ کی طرف ٹھکانا پکڑا، تو اللہ نے اس کو اچھا ٹھکانا عطا کر دیا اور دوسرے نے (بیچ میں گھس کر بیٹھنے میں) شرم محسوس کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے شرم کا معاملہ فرمایا اور تیسرے آدمی نے بے رخی برتی، پس اللہ نے بھی اس سے بے رخی اختیار فرمالی۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب العلم، باب من قعد حيث ينتهي به المجلس ـ وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب من أتى مجلسا فوجد...

فوائد: اس میں ایک تو مجالس ذکر میں شرکت کرنے کی ترغیب ہے۔ دوسرے، لوگوں کو تنگ نہ کرنے کی اور شرم و حیاء کی فضیلت ہے۔ تیسرے، بغیر عذر کے علم دین اور ذکر الٰہی کی مجلسوں سے اعراض کی مذمت اور اس کے انجام بد کا بیان ہے۔

١٤٥١ ـ وعن أَبي سعيدٍ الخُدْريِّ رضيَ اللهُ عَنهُ قالَ: خرجَ مُعاوِيَةُ رضيَ اللهُ عنهُ عَلَى حَلْقَةٍ في المَسْجِدِ، فقال: ما أَجلَسَكُمْ؟ قالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللهَ. قالَ آللهِ ما أَجْلَسَكُم إِلّا ذاكَ؟ قالوا: ما أَجلَسَنَا إِلَّا ذاكَ، قال: أَمَا إِنِّي لم أَسْتَحْلِفكُمْ تُهْمَةً لَكُم، وما كانَ أحدٌ بمَنْزِلَتِي مِنْ رسُولِ

۴/ ۱۴۵۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں حاضرین کے ایک حلقے پر آئے۔ اور ان سے پوچھا، تم یہاں کیسے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا، ہم اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا، اللہ کی قسم! تم اسی مقصد کے لئے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا (ہاں) ہم صرف اسی مقصد کے لئے بیٹھے ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا، میں نے تم

الله ﷺ أقلَّ عَنهُ حَدِيثاً مِنِّي: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ خَرَجَ عَلى حَلْقَةٍ مِن أَصحابه: فقال: «ما أَجْلَسَكُمْ؟» قالوا: جَلَسْنا نَذكُرُ الله، وَنحمَدُهُ عَلى ما هَدَانَا لِلإِسْلام؛ وَمَنَّ بِهِ عَلَينا. قالَ: «آللهِ ما أَجْلَسَكُمْ إلَّا ذاكَ» قالوا: واللهِ! ما أَجْلَسَنَا إلّا ذاك. قالَ: «أَمَا إنِّي لَمْ أَستَحْلِفكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ، ولكنَّهُ أَتَانِي جِبرِيلُ فَأخبرَني أَنَّ الله يُباهِي بِكُمُ المَلائِكَةَ». رواه مسلم.

سے اس لئے قسم نہیں اٹھوائی کہ میں تمہیں جھوٹ سے متہم سمجھتاہوں' (یاد رکھو) کوئی شخص ایسا نہیں ہے جسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مجھ جیسا قرب حاصل ہو اور پھر وہ مجھ سے کم حدیثیں بیان کرنے والا ہو۔ بے شک رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ایک حلقے پر تشریف لائے تو ان سے پوچھا' تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا' ہم بیٹھے ہوئے اللہ کا ذکر اور اس بات پر اس کی حمد کر رہے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت سے نوازا اور اس کے ذریعے سے ہم پر احسان فرمایا۔ آپ نے فرمایا' اللہ کی قسم۔ تمہیں اسی چیز نے بٹھایا ہے؟ انہوں نے کہا' اللہ کی قسم' اسی مقصد نے ہم کو بٹھایا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ خبردار' میں نے تم سے قسم اس لئے نہیں اٹھوائی کہ میں تمہیں جھوٹ سے متہم سمجھتا ہوں' لیکن بات یہ ہے کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن وعلی الذکر.

فوائد: اس میں بھی گزشتہ حدیثوں کی طرح مجالس ذکر اور ذاکرین کی فضیلت اور شرف کا بیان ہے۔

٢٤٨ ـ بَابُ الذِّكرِ عِندَ الصَّبَاحِ وَالمَسَاءِ

۲۴۸۔ صبح و شام اللہ کا ذکر کرنے کا بیان

قالَ اللهُ تعالى: ﴿وَٱذْكُر رَّبَّكَ فِى نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ ٱلْجَهْرِ مِنَ ٱلْقَوْلِ بِٱلْغُدُوِّ وَٱلْآصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ ٱلْغَٰفِلِينَ﴾ [الأعراف: ٢٠٥] قال أَهلُ اللُّغَةِ: «الآصَالُ»: جَمْعُ أَصِيلٍ، وَهُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ وَالمَغْرِبِ. وَقال تعالى: ﴿وَسَبِّحْ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنے رب کو اپنے جی میں یاد کرو' گڑگڑاتے اور ڈرتے ہوئے' نہ کہ اونچی آواز سے' صبح و شام اور غفلت کرنے والوں میں سے نہ ہوو۔ (سورۂ اعراف' ۲۰۵)

اہل لغت نے کہا ہے کہ آصال' اصیل کی جمع ہے۔ یہ عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت ہے۔

اور فرمایا: اور اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ

بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ ٱلشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا ﴾ [طه: ١٣٠] وقال تعالى: ﴿ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِٱلْعَشِيِّ وَٱلْإِبْكَـٰرِ ﴾ [غافر: ٥٥] قال أهلُ اللُّغة: «الْعَشِيُّ»: مَا بَيْنَ زَوال الشَّمس وغُرُوبِها. وقال تعالى: ﴿ فِى بُيُوتٍ أَذِنَ ٱللَّهُ أَن تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا ٱسْمُهُۥ يُسَبِّحُ لَهُۥ فِيهَا بِٱلْغُدُوِّ وَٱلْـَٔاصَالِ ﴿٣٦﴾ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَـٰرَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ ٱللَّهِ ﴾ الآية [النور: ٣٦، ٣٧]. وقال تعالى: ﴿ إِنَّا سَخَّرْنَا ٱلْجِبَالَ مَعَهُۥ يُسَبِّحْنَ بِٱلْعَشِيِّ وَٱلْإِشْرَاقِ ﴾ [ص: ١٨].

پاکیزگی بیان کرو' سورج کے طلوع اور غروب ہونے سے قبل۔ (سورۂ طٰہٰ' ۱۳۰)

نیز فرمایا: صبح و شام اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرو۔ (سورۂ غافر' ۵۵)

اہل لغت نے کہا ہے کہ عشی' سورج کے زوال سے اس کے غروب ہونے تک کا درمیانی وقت ہے۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: (اللہ کا نور) ایسے گھروں میں ملے گا جن کی بابت اللہ نے حکم دیا ہے کہ انہیں بلند کیا جائے اور ان میں اس کا ذکر کیا جائے' وہ اس میں صبح و شام اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ ان میں ایسے لوگ ہیں کہ انہیں کاروبار اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔ (سورۂ نور' ۳۶' ۳۷)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: بے شک ہم نے پہاڑوں کو ان کے زیر فرمان کر دیا تھا وہ صبح و شام (حضرت داؤد کے ساتھ) اللہ کی پاکیزگی بیان کرتے تھے۔

فوائد: ان تمام آیات میں صبح و شام اللہ کا ذکر کرنے کا بیان ہے' جس سے اس امر کی ترغیب معلوم ہوتی ہے کہ صبح و شام بالخصوص اللہ کا ذکر کرنا نہایت مستحب ہے۔

١٤٥٢ ـ وعنْ أَبي هريرةَ رضيَ اللهُ عنهُ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قالَ حِينَ يُصْبِحُ وحينَ يُمسي: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ، لَم يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ القِيَامَةِ بِأفضلَ مِمَّا جَاءَ به، إلَّا أَحَدٌ قال مِثْلَ مَا قالَ أَوْ زَادَ» رواهُ مسلم.

۱/ ۱۴۵۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص صبح و شام سبحان اللہ وبحمدہ سو مرتبہ پڑھے' قیامت والے دن اس سے افضل کوئی شخص نہیں آئے گا' مگر وہ شخص جس نے اس کی مثل یا اس سے زیادہ یہ کلمات کہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح.

١٤٥٣ ـ وعنهُ قالَ: جاءَ رجُلٌ إلى النَّبيِّ ﷺ فَقالَ: يارسُولَ اللهِ! مَالَقِيتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَغَتني البَارِحَةَ! قال: «أمَا لَو قُلْتَ

۲/ ۱۴۵۳۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا' مجھے گزشتہ رات بچھو کے کاٹنے سے کس قدر

حِينَ أَمْسَيتَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لم تَضُرَّكَ». رواه مسلم.

تکلیف پہنچی (شدت تکلیف کو تعجب کے طور پر بیان کیا) آپ نے فرمایا' اگر تو شام کے وقت یہ پڑھ لیتا' اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق 'تو بچھو تجھے نقصان نہ پہنچاتا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء

فوائد: کلمات سے مراد' اللہ کا کلام' اس کے فیصلے اور قدرت ہے' تامات سے مراد' ہر نقص اور عیب سے پاک۔ مطلب یہ ہوا۔ میں اللہ کے بے عیب کلام' فیصلے اور قدرت کے ذریعے سے ہر مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ موذی جانوروں اور انسانوں کے شر سے پناہ مانگنے کے لئے یہ بہترین دعاء ہے۔

١٤٥٤ ـ وعَنْهُ عَنِ النَّبيِّ ﷺ، أَنَّهُ كان يقولُ إذَا أَصْبَحَ: «اللَّهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا، وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ النُّشُورُ» وإذَا أَمْسَى قال: «اللَّهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ النُّشُورُ». رواه أبو داود، والترمذي وقال: حديث حسن.

۳ / ۱۴۵۴ ۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صبح کرتے تو یہ فرمایا کرتے تھے' اے اللہ! تیری قدرت سے ہم نے صبح اور شام کی' تیری قدرت سے ہی ہم جی رہے ہیں اور تیری قدرت سے ہی مریں گے' اور تیری ہی طرف اکٹھے ہونا ہے۔ (ابو داوٗد' ترمذی۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح - وسنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب ما جاء في الدعاء إذا أصبح وإذا أمسى.

١٤٥٥ ـ وعنهُ أنَّ أبا بكرٍ الصِّدِّيقَ، رضيَ اللهُ عنهُ قال: يارَسُولَ اللهِ! مُرْنِي بِكَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ إِذَا أَصْبَحْتُ وإِذَا أَمْسَيتُ، قال: «قُلِ: اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالأَرضِ عَالِمَ الغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبَّ كُلِّ شَيءٍ وَمَلِيكَهُ. أَشْهَدُ أَن لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنتَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ» قال: «قُلْها إذا أَصْبَحْتَ، وَإِذَا أَمْسَيْتَ، وإذا أخذْتَ مَضْجعَكَ» رواه أبو داود والترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۴ / ۱۴۵۵ ۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! مجھے ایسے کلمات ارشاد فرمایئے جنہیں میں صبح و شام پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا' یہ پڑھا کرو۔ اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے' چھپی اور ظاہر چیزوں کو جاننے والے' اور ہر چیز کے پروردگار اور مالک' میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں' میں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر اور اس کی دعوت شرک سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا' تم یہ کلمات صبح و شام اور جب اپنے بستر پر لیٹو' پڑھا کرو۔

(ابو داوٗد' ترمذی' یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح - وسنن ترمذي، أبواب

الدعوات، باب رقم ٩٤.

١٤٥٦ ـ وعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضي اللهُ عنهُ قالَ: كانَ نَبيُّ اللهِ ﷺ إذا أمْسَى قالَ: «أَمْسَيْنَا وأمْسَى المُلْكُ للهِ، والحَمْدُ للهِ، لا إلهَ إلّا اللهُ وَحْدَهُ لا شَريكَ لَه» قالَ الراوي: أُرَاهُ قالَ فيهنَّ: «لَهُ المُلكُ وَلَه الحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيءٍ قَديرٌ، رَبِّ أسْألُكَ خَيْرَ مَا في هذِهِ اللَّيلةِ، وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وأعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا في هذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ ما بَعْدَهَا، رَبِّ أعُوذُ بِكَ مِنَ الكَسَلِ، وسُوءِ الكِبَرِ، ربِّ أعوذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ في النَّار، وَعَذَابٍ في القَبر» وَإذَا أَصْبحَ قالَ ذلكَ أيضاً: «أَصْبَحْنَا وَأَصْبحَ المُلْكُ للهِ» رواه مسلم.

۵ / ۱۴۵۶۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ' جب شام ہوتی' تو یہ پڑھا کرتے تھے۔ ہم نے شام کی اور اس وقت بھی بادشاہی اللہ ہی کی ہے' تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے اگلے کلمات بھی ان کے ساتھ ہی پڑھنے کے لئے ارشاد فرمائے' اسی کے لئے بادشاہی اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے پروردگار' میں تجھ سے اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں جو اس رات میں ہے اور اس بھلائی کا جو اس کے بعد ہے اور میں اس شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو اس رات میں ہے اور اس شر سے جو اس کے بعد ہے' اے پروردگار! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی سے' بڑھاپے کی تکلیف سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس عذاب سے جو جہنم کی آگ میں ہو گا اور اس عذاب سے جو قبر میں ہو گا اور جب صبح ہوتی' تب بھی آپ یہ کلمات پڑھتے (البتہ' صبح' امسینا کی جگہ) اصبحنا واصبح الملک للہ ہم نے صبح کی اور اس وقت بھی بادشاہی اللہ ہی کی ہے' پڑھتے تھے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر ما لم یعمل.

فوائد: ان کلمات مذکورہ کا صبح و شام اور سوتے جاگتے وقت پڑھنا مستحب ہے تاکہ ایک تو ہر وقت اللہ کی ربوبیت اور الوہیت کا تصور ذہن میں مستحضر رہے۔ دوسرے' اللہ سے خیر و عافیت کا سوال اور دنیا و آخرت میں نقصان پہنچانے والی چیزوں سے بچنے کی درخواست ہے' جس کی ہر وقت انسان کو ضرورت ہے۔

١٤٥٧ ـ وعَنْ عبدِ اللهِ بنِ خُبَيْبٍ ـ بضَمِّ الْخاءِ المُعْجَمَةِ ـ رضيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ لي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اقْرَأْ: قُلْ

۶ / ۱۴۵۷۔ حضرت عبداللہ بن خبیب (خاء پر پیش) رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کہ تم صبح و شام تین تین مرتبہ قل ھو اللہ

هُوَ اللهُ أَحَدٌ، والمُعَوِّذَتَيْنِ حِينَ تُمْسِي وَحِينَ تُصْبِحُ، ثَلاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيكَ مِنْ كلِّ شَيْءٍ» رواهُ أبو داود والترمذي وقال: حديثٌ حسن صحيح.

احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہیں ہر چیز سے کافی ہو جائیں گی۔ (ابو داؤد' ترمذی' حسن صحیح)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح ـ وسنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب١١٦.

فوائد: مراد ان تینوں سے سورتوں کا مکمل طور پر پڑھنا ہے۔ ہر صورت تین مرتبہ پڑھی جائے۔ کافی ہو جانے کا مطلب ہے دیگر اذکار و وظائف کی ضرورت نہیں رہے گی' علاوہ ازیں ان کی وجہ سے اللہ موذی چیزوں سے حفاظت فرمائے گا۔ دوسری روایات میں آتا ہے کہ نبی ﷺ رات کو بستر پر لیٹ جانے کے بعد یہ سورتیں پڑھتے اور اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے اور پھر جہاں تک آپ کے ہاتھ پہنچتے' انہیں اپنے جسم پر پھیرتے۔

١٤٥٨ ـ وعنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفانَ رضيَ اللهُ عنهُ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُولُ فِي صَبَاحِ كلِّ يَوْمٍ وَمَسَاءِ كلِّ لَيْلَةٍ: بِسْمِ اللهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيءٌ فِي الأرضِ وَلا في السماءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، إلَّا لَمْ يَضُرَّهُ شَيءٌ» رواه أبو داود والتِّرمذي وقال: حديث حسن صحيح.

۷ / ۱۴۵۸۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو بندہ ہر روز کی صبح اور ہر رات کی شام کو تین مرتبہ یہ دعاء پڑھے بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم' تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔
(ابو داؤد' ترمذی' حسن صحیح)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح ـ وسنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب ما جاء في الدعاء إذا أصبح وإذا أمسٰى.

فوائد: اس دعاء کا مطلب ہے۔ میں اس اللہ کے نام کے ذریعے سے پناہ مانگتا ہوں جس کے ذریعے سے ہی ہر چیز کی برائی سے بچا جاتا ہے' وہ کوئی جانور ہو یا انسان' جن ہو یا شیطان۔ اس لئے کہ وہ ہر ایک کے احوال سے واقف بھی ہے اور ہر ایک کی فریاد سننے پر قادر بھی۔ جو اس کی پناہ میں آجائے' اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا' الآیہ کہ اسی کی تقدیر و مشیت ہو۔

ہر مسلمان کو چاہئے کہ صبح و شام کے ان وظیفوں کو اپنا معمول بنائے جو اس باب میں مذکور ہوئے۔ انسانوں کے اپنے بنائے ہوئے وظیفوں اور طریقوں سے یہ ہر لحاظ سے بہتر' بابرکت اور عافیت و نجات کا باعث ہیں۔

٢٤٩ ـ بَابُ مَا يَقُولُهُ عِنْدَ النَّوْمِ

۲۴۹۔ سونے کے وقت پڑھنے کی دعاؤں کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' بے شک آسمانوں اور زمین کی

ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ وَٱخۡتِلَٰفِ ٱلَّيۡلِ وَٱلنَّهَارِ لَأٓيَٰتٖ لِّأُوْلِي ٱلۡأَلۡبَٰبِ ﴿١٩٠﴾ ٱلَّذِينَ يَذۡكُرُونَ ٱللَّهَ قِيَٰمٗا وَقُعُودٗا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمۡ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلۡقِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ﴾ [آل عمران: ١٩٠، ١٩١].

پیدائش میں اور رات اور دن کے ادل بدل کر آنے جانے میں، عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں، وہ جو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے (پہلوؤں پر) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں۔ (سورۂ آل عمران، ۱۹۰، ۱۹۱)

١٤٥٩ ـ وعنْ حُذيفةَ وأبي ذرٍّ رضي اللهُ عَنهما أنَّ رسُولَ اللهِ ﷺ كانَ إذَا أوَى إلى فِراشِهِ قالَ: «باسْمِكَ اللَّهُمَّ أحْيَا وَأمُوتُ» رواه البخاري.

۱/ ۱۴۵۹۔ حضرت حذیفہ اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر آرام فرما ہو جاتے تو پڑھتے تھے، تیرے نام سے اے اللہ، میں زندہ ہوتا اور مرتا ہوں۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاري.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل باب ما یقولہ عند نومہ رقم ۱/ ۱۴۴۷ میں گزری ہے۔ انسان ہر رات کو سوتا اور صبح کو بیدار ہوتا ہے، سونا ایک طرح سے موت ہے اور بیدار ہونا، زندہ ہونا ہے اور زندگی اور موت اللہ کے اختیار میں ہے۔ اس دعاء میں اسی تصور کو راسخ کیا گیا ہے اور ہر رات کو انسان جب اس کا استحضار کرتا ہے تو اس کے ذہن میں یہ بات ہروقت تازہ رہتی ہے کہ یہ زندگی اللہ ہی کی ہے، اسی کی مشیت سے میں جی رہا ہوں، وہ جب چاہے گا میرا چراغ زندگی گل ہو جائے گا۔ اس لئے مجھے زندگی مستعار کے یہ ایام اللہ کی رضا کے مطابق گزارنے چاہئیں اور اس کی نافرمانی میں بسر نہیں کرنے چاہئیں۔

١٤٦٠ ـ وعَنْ عليٍّ رضيَ اللهُ عَنهُ أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ له ولِفاطِمةَ، رَضِيَ اللهُ عنهما: «إذَا أوَيْتُمَا إلَى فِراشِكُمَا ـ أوْ: إذَا أخَذْتُمَا مَضاجِعَكُما ـ فَكَبِّرَا ثَلاثاً وَثلاثِينَ، وَسَبِّحَا ثَلاثاً وَثَلاثِين، وَاحْمَدا ثَلاثاً وثَلاثِين» وفي روايةٍ: التَّسْبِيحُ أربعاً وَثلاثِينَ. وفي روايةٍ: التَّكبيرُ أربعاً وثَلاثِينَ. متفقٌ عليه.

۲/ ۱۴۶۰۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، جب تم اپنے بستروں پر لیٹ جاؤ، تو تینتیس مرتبہ اللہ اکبر کہو، تینتیس مرتبہ سبحان اللہ کہو اور تینتیس مرتبہ الحمدللہ کہو۔ اور ایک روایت میں سبحان اللہ چونتیس مرتبہ اور ایک روایت میں اللہ اکبر چونتیس مرتبہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب النفقات، باب عمل المرأة في بیت زوجها، وکتاب الدعوات، باب التکبیر والتسبیح عند المنام ـ وصحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التسبیح أول النهار وعند النوم.

فوائد: روایات کے اختلاف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ کلمات کی تعداد سو پوری کرنی ہے، اس کے لئے ایک کلمہ ایک مرتبہ زیادہ پڑھنا چاہئے۔ وہ ایک مرتبہ زائد سبحان اللہ یا الحمدللہ یا اللہ اکبر پڑھ لیا جائے تو ہر ایک کا پڑھنا جائز ہے، کیونکہ روایات میں ہر ایک کے لئے چونتیس مرتبہ کا لفظ آیا ہے، جیسے دو روایات کا ذکر تو

امام صاحب نے فرمایا ہے اور التحمید. اربعا و ثلاثین ۔ کے الفاظ نسائی میں آتے ہیں۔ یہ تسبیح و تحمید اور تکبیرات اتنی ہی تعداد میں ہر فرض نماز کے بعد بھی پڑھنے کا حکم ہے اور سونے سے قبل بستر پر لیٹنے کے بعد بھی۔

١٤٦١ ـ وعن أبي هُريرةَ، رَضِي الله عنهُ قالَ: قالَ رسولُ الله ﷺ: «إذا أوَى أحدُكُم إلَى فِرَاشِهِ، فَلْيَنْفُض فِرَاشَهُ بداخِلَةِ إزَارِهِ فإنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خلَفَهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ: باسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي، وَبِكَ أرْفَعُهُ؛ إنْ أمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وإنْ أرْسَلْتَهَا، فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ» متفقٌ عليه.

۳ / ۱۴۶۱ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بستر کی طرف قرار پکڑے تو وہ اپنے بستر کو اپنے تہ بند کے اندرونی حصے کے ساتھ جھاڑ لے' اس لئے کہ اسے معلوم نہیں کہ اس پر کون اس کے پیچھے آیا' پھر یہ دعاء پڑھے۔ تیرے نام کے ساتھ ہی اے میرے پروردگار! میں نے اپنا پہلو بستر پر رکھا ہے اور تیرے نام کے ساتھ ہی اسے اٹھاؤں گا' اگر تو نے میری روح (اسی دوران) قبض کر لی تو اس پر رحم فرمانا اور اگر تو اس کو چھوڑ دے (قبض نہ کرے) تو اس کی اس طریقے سے حفاظت فرما جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب التعوذ والقراءة عند المنام - وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب ما يقول عند النوم وأخذ المضجع.

فوائد: اس میں ایک بڑی اہم بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ رات کو بستر پر لیٹنے سے قبل چادر یا گدے وغیرہ کو جھاڑ لینا چاہئے' کیونکہ ممکن ہے کہ اس کی غیر موجودگی میں وہاں کسی موذی جانور نے بسیرا کر لیا ہو اور سونے کے بعد وہ نقصان پہنچا دے اور اس کے ساتھ ہی دعاء پڑھے' تاکہ وہ اللہ کی حفاظت میں آجائے۔

١٤٦٢ ـ وعَن عائشةَ، رَضيَ اللهُ عَنها، أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ، كان إذا أخَذَ مَضْجَعَهُ نَفَثَ في يَدَيْهِ، وَقَرَأَ بالْمُعَوِّذاتِ وَمَسَحَ بهِما جَسَدَهُ. متفقٌ عليه. وفي روايةٍ لَهما: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ، كَانَ إذَا أَوَى إلى فِراشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ نَفَثَ فيهِما فَقرَأَ فِيهِمَا: قُلْ هُوَ اللهُ أحَدٌ، وقُلْ أعُوذُ بِرَبِّ الفَلَقِ، وَقُلْ أعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، ثُمَّ مَسَحَ بِهِما ما اسْتَطاعَ مِن جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجهِهِ، وَمَا أقبلَ مِنْ

۴ / ۱۴۶۲ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر آرام فرما ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں میں پھونکتے اور معوذات پڑھتے اور ان کو اپنے جسم پر پھیر لیتے۔ (بخاری و مسلم)

اور بخاری و مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ نبی ﷺ ہر رات کو جب اپنے بستر کی طرف قرار پکڑتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اکٹھا کرتے' پھر ان میں پھونکتے اور ان میں یہ سورتیں پڑھتے قل ھو اللہ احد' قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔ پھر حسب طاقت ان ہتھیلیوں کو جسم

جَسَدِهِ، يَفْعَلُ ذلكَ ثَلاثَ مَرَّاتٍ. متفقٌ عَليهِ. قالَ أَهلُ اللُّغَةِ: «النَّفثُ»: نَفخٌ لَطِيفٌ بِلاَ رِيقٍ.

پر پھیر لیتے‘ اپنے سر‘ چہرے اور جسم کے اگلے حصے سے ان کو پھیرنا شروع کرتے‘ ایسا تین مرتبہ کرتے۔ (بخاری و مسلم)

اہل لغت نے کہا ہے۔ نفث‘ بغیر تھوک کے لطیف انداز سے پھونک مارنے کو کہتے ہیں۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب التعوذ والقراءة عند المنام، وكتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوّذتين - وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب رقية المريض بالمعوّذات والنفث.

فوائد: معوذات‘ (پناہ دینے والی سورتیں) مذکورہ تینوں سورتوں کو کہا جاتا ہے‘ کیونکہ ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پناہ کی درخواست کی جاتی ہے اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کو مُعَوِّذَتَین (دو پناہ دینے والی سورتیں) کہا جاتا ہے۔ بہرحال سوتے وقت ان سورتوں کو پڑھنا چاہیئے تاکہ ایک طرف سنت پر عمل ہو جائے اور دوسری طرف انسان کو اللہ کی پناہ حاصل ہو جائے۔

١٤٦٣ - وَعَنِ البَرَاءِ بنِ عَازِبٍ، رَضِيَ اللهُ عَنهما قَالَ: قَالَ لِي رَسولُ اللهِ ﷺ: «إذا أَتَيتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وضُوءَكَ لِلصَّلاةِ، ثُمَّ اضطَجِعْ عَلى شِقِّكَ الأَيمَنِ، وَقلْ: اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفسِي إِلَيكَ، وَفَوَّضتُ أَمرِي إِلَيْكَ، وَأَلجَأْتُ ظَهرِي إِلَيْكَ، رَغبَةً ورهبَةً إِلَيكَ، لا مَلجَأَ ولا مَنجى مِنكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمنتُ بِكِتَابِكَ الذِي أَنزلْتَ، وَبِنَبِيِّكَ الذِي أَرسَلْتَ، فَإِنْ مِتَّ مِتَّ على الفِطرةِ، واجعَلْهُنَّ آخِرَ ما تَقُولُ» مُتَّفَقٌ عليهِ.

۵ / ۱۴۶۳۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا‘ جب تو اپنے بستر کی طرف آنے کا ارادہ کرے تو اس طرح وضو کر‘ جیسے نماز کے لئے کیا جاتا ہے‘ پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جا اور یہ دعاء پڑھ۔ اے اللہ! میں نے اپنا نفس تیری طرف سونپ دیا اور اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا اور میں نے اپنی ٹیک تیری طرف لگا دی‘ تیری رحمت کی امید رکھتے ہوئے اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے‘ تیری گرفت سے بچنے کے لئے تیرے سوا کوئی ٹھکانہ اور جائے پناہ نہیں‘ میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی اور اس نبی پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا۔ پس اگر تو (یہ کلمات پڑھ کر) فوت ہوا تو فطرت (اسلام) پر تیری وفات ہو گی اور ان کلمات کو (سوتے وقت) اپنی گفتگو کا آخری حصہ بنا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري وصحيح مسلم.

فوائد: یہ حدیث اس سے قبل باب الیقین والتوکل‘ رقم ۷ / ۸۰ میں گزر چکی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سوتے

وقت وضوء کرنا مستحب ہے' اسی طرح پسندیدہ ہے کہ یہ دعاء پڑھنے کے بعد کوئی گفتگو نہ کی جائے۔

١٤٦٤ ـ وَعَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إذا أَوَى إلى فِرَاشِهِ قَالَ: «الحَمْدُ للهِ الَّذي أَطْعَمَنَا وسَقَانَا؛ وكفَانَا وآوانَا، فَكَمْ مِمَّنْ لاكافيَ لَهُ وَلامُؤْوِيَ» رواهُ مسلمٌ.

۶/ ۱۴۶۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر قرار پکڑتے تو فرماتے' تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا' پلایا اور ہماری کفایت کی اور ہمیں ٹھکانہ دیا' پس کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جن کا کوئی کفایت کرنے والا اور ٹھکانا دینے والا نہیں۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب ما يقول عند النوم وأخذ المضجع.

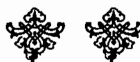
فوائد: اللہ تعالٰی ہی انسانوں کے لئے کافی ہے' یعنی وہی لوگوں سے بچانے والا اور روزی دینے والا ہے اور وہی مووی یعنی رہنے سہنے کی سہولتیں مہیا کرنے والا ہے۔

١٤٦٥ ـ وَعَنْ حُذَيْفَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، كَانَ إذا أَرَادَ أَنْ يَرْقُدَ، وَضَعَ يَدَهُ اليُمنَى تَحتَ خَدِّهِ، ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهمَّ قِني عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ» رَوَاهُ التِّرمذيُّ وقال: حَديثٌ حَسَنٌ. وَرَوَاهُ أبو داودَ مِنْ رِوَايَةِ حَفْصَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنها؛ وَفِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولهُ ثَلاثَ مَرَّاتٍ.

۷/ ۱۴۶۵۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ فرماتے تھے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھ لیتے' پھر یہ دعا پڑھتے۔ اے اللہ! مجھے اس دن اپنے عذاب سے بچانا جس دن تو اپنے بندوں کو (زندہ کر کے) اٹھائے گا۔ ترمذی' اور کہا یہ حسن ہے۔ ابو داؤد نے اسے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور اس میں ہے' کہ یہ کلمات آپ تین مرتبہ پڑھتے۔

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب من الأدعية عند النوم ـ وسنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما يقول عند النوم.

فوائد: اس میں تنبیہ ہے کہ انسان کو اللہ کے عذاب سے بے خوف نہیں ہونا چاہئے اس سے پناہ مانگتا رہے اور ایسے کام بھی کرتا رہے جن سے اللہ تعالٰی خوش ہوتا ہے' تاکہ روز قیامت عذاب الٰہی سے محفوظ رہے۔



١٦ ـ كِتَابُ الدَّعَوَاتِ

٢٥٠ - باب فضل الدعاء

قَالَ اللهُ تَعَالى: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدْعُونِىٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [غافر: ٦٠]. وَقَالَ تَعَالى: ﴿ٱدْعُوا۟ رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُۥ لَا يُحِبُّ ٱلْمُعْتَدِينَ﴾ [الأعراف: ٥٥]. وَقَالَ تَعَالى: ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِى عَنِّى فَإِنِّى قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ ٱلدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾ الآيـــة [البقرة: ١٨٦]. وَقَالَ تَعَالى: ﴿أَمَّن يُجِيبُ ٱلْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ ٱلسُّوٓءَ﴾ الآية [النمل: ٦٢].

٢٥٠ـ دعاء کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور تمہارے رب نے کہا' مجھے پکارو' میں تمہاری پکار کو قبول کروں گا۔ (سورۂ غافر' ٦٠)

اور فرمایا: تم اپنے رب کو گڑگڑاتے ہوئے اور پوشیدہ طریقے سے پکارو' بے شک اللہ تعالیٰ تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا (اعراف' ۵۵)

نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے: جب تجھ سے میرے بندے میری بابت پوچھیں (تو بتلا دے کہ) میں قریب ہوں' میں پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارے۔ (سورۂ بقرہ ١٨٦)

اور فرمایا: اور کون ہے' جو لاچار کی پکار کو' جب وہ پکارے' قبول کرتا اور برائی کو دور کرتا ہے؟ (سورۂ نمل' ٦٢)

فوائد آیات: دعاء بھی عبادت کی ایک قسم بلکہ اس کی روح اور مغز ہے' اس لئے دعاء بھی صرف اللہ ہی سے کی جائے۔ مذکورہ آیات میں اسی امر کی تاکید کی گئی ہے کہ دعائیں قبول کرنے والا صرف ایک اللہ ہے' تم اسی سے دعائیں کرو۔ کسی اور سے دعاء کرو گے تو یہ گویا اس کی عبادت ہو گی' جو شرک ہے' علاوہ ازیں وہ بت یا فوت شدہ بزرگ کسی کی فریاد سننے پر بھی قادر نہیں' وہ بھلا مدد کیا کریں گے؟ اس لئے عبادت کی یہ قسم--- دعا--- بھی صرف اللہ ہی کے لئے مخصوص ہے۔

١٤٦٦ ـ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، ١/ ١۴٦٦۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے'

رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «الدُّعَاءُ هوَ العِبادَةُ». رَوَاهُ أَبو دَاود، والترمذيُّ، وَقَالَ: حديثٌ حَسَنٌ صَحيحٌ.

نبی کریم ﷺ نے فرمایا' دعاء' عبادت ہی ہے۔ (ابو داوٗد' ترمذی۔ امام ترمذی نے کہا' یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الدعاء ـ وسنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب الدعاء مخ العبادة.

فوائد: دعاء کیا ہے؟ اپنی عاجزی و بے چارگی کا اظہار۔ اللہ کی قدرت و طاقت کے سامنے اپنی ناطاقتی' پستی و فروتنی اور ذلت و واماندگی کا اظہار ہی عبادت کی اصل روح ہے۔ اس لئے دعاء کو بھی عین عبادت قرار دیا گیا ہے اور اسی لئے یہ بھی صرف اللہ کا حق ہے' اس کے سوا کسی اور سے دعاء کرنی جائز نہیں۔

١٤٦٧ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَسْتَحِبُّ الجَوامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ، وَيَدَعُ مَا سِوَى ذلكَ. رَوَاهُ أَبو دَاودَ بإسْنادٍ جَيِّدٍ.

۲ / ۱۴۶۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جامع دعاؤں کو پسند فرماتے تھے اور ان کے ماسوا کو چھوڑ دیتے تھے۔ (اسے ابو داوٗد نے عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الدعاء.

فوائد: جامع دعاء کا مطلب ہے' الفاظ تھوڑے ہوں اور مفہوم بہت وسیع۔ اس لئے اپنے الفاظ میں دعاء کرنے کی بجائے زیادہ پسندیدہ بات یہ ہے کہ مسنون الفاظ میں دعائیں کی جائیں' اس لئے کہ ایک تو وہ نہایت جامع ہیں اور دوسرے' رسالت مآب ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں جو تاثیر اور برکت کے لحاظ سے بے مثال ہیں۔

١٤٦٨ ـ وَعَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ: «اللَّهُمَّ آتِنَا في الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفي الآخِرَةِ حَسَنَةً؛ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ» مُتَّفَقٌ عَلَيهِ. زاد مُسلِمٌ في روَايتِهِ قَالَ: وكَانَ أَنَسٌ إذا أَرادَ أَنْ يَدعُوَ بِدعْوَةٍ دَعَا بهَا، فإذَا أَرَادَ أَن يَدعوَ بِدُعَاءٍ دَعَا بها فِيهِ.

۳ / ۱۴۶۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی اکثر دعاء یہ ہوتی تھی' اے اللہ! تو ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی' اور ہمیں جہنم کی آگ سے بچا۔ (بخاری و مسلم)

مسلم نے اپنی روایت میں یہ زیادہ بیان کیا۔ کہ حضرت انس جب کوئی دعاء کرتے تو انہی الفاظ میں دعاء کرتے اور جب کوئی (خاص قسم کی) دعاء فرماتے' تب بھی وہ اس میں اس کو شامل کر کے دعاء کرتے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب قول النبي ﷺ ﴿ربنا آتنا في الدنيا حسنة﴾ ـ وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب كراهة الدعاء بتعجيل العقوبة في الدنيا.

فوائد: دنیا میں بھلائی دے' یعنی اعمال خیر کی توفیق دے۔ اس میں گویا یہ ترغیب ہے کہ اہل ایمان کو دنیا میں بھی محض دنیا نہیں' بلکہ بھلائی طلب کرنی چاہئے۔ جس کا مطلب ہے کہ دنیا بھی اس طرح دے کہ وہ بھلائی ثابت ہو۔ اور آخرت میں بھلائی دے کا مطلب ہے' دنیا میں کی گئی نیکیوں کا حسن صلہ۔ یعنی جنت' عطا فرما۔ بڑی ہی

جامع دعاء ہے۔ حج و عمرے میں طواف کے دوران رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعاء پڑھنا مسنون ہے۔ لوگ طواف کے ہر چکر میں خود ساختہ الگ الگ دعائیں پڑھتے ہیں' جو صحیح نہیں۔ نبی ﷺ سے صرف ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ" کا مذکورہ طریق سے پڑھنا ثابت ہے۔ اس لئے اس کے علاوہ بناوٹی دعائیں نہ پڑھی جائیں۔ البتہ اپنی حاجات کے مطابق اپنی زبان میں اللہ سے دعائیں کریں بالخصوص ملتزم سے چمٹ کر خوب دعائیں کریں۔

١٤٦٩ ـ وَعَنِ ابنِ مَسْعُودٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الهُدَى، وَالتُّقَى، وَالعَفَافَ، والغِنَى» رَواهُ مُسْلِمٌ.

۴/ ۱۴۶۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ یہ دعاء مانگا کرتے تھے' اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت کا' پرہیزگاری کا' پاک دامنی اور تونگری (بے نیازی) کا سوال کرتا ہوں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر ما لم یعمل.

فوائد: ہدایت سے مراد' خیر کی طرف رہنمائی ہے' جس کی ہر وقت ضرورت رہتی ہے۔ علاوہ ازیں خیر کی توفیق اور اس پر استقامت بھی ہدایت کے مفہوم میں شامل ہے۔ اللہ کے حکموں کو بجا لانا اور اس کی منع کردہ باتوں سے بچنا' تقویٰ ہے۔ تقویٰ کی ضرورت بھی محتاج وضاحت نہیں۔ عفاف' گناہوں سے بچنے کو بھی کہتے ہیں اور لوگوں سے سوال نہ کرنے کو بھی اور غناء (تونگری) کا مطلب ہے لوگوں سے بے نیاز ہو جانا اور ساری امیدیں صرف ایک اللہ سے وابستہ کرنا۔ اس دعاء میں بھی بڑی جامعیت ہے۔

١٤٧٠ ـ وَعَنْ طارِقِ بنِ أَشْيَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: كانَ الرَّجُلُ إِذا أَسْلَمَ عَلَّمَهُ النَّبِيُّ ﷺ الصَّلاةَ، ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَدعُوَ بِهٰؤُلاءِ الكَلِمَاتِ: «اللَّهُمَّ اغفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي، وَعَافِنِي، وَارْزُقْنِي» رواهُ مسلمٌ. وفي رِوايَةٍ لَهُ عَنْ طارِقٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ، وَأَتاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ أَقُولُ حِينَ أَسْأَلُ رَبِّي؟ قَالَ: «قُلِ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَعَافِنِي، وَارْزُقْنِي، فَإِنَّ هٰؤُلاءِ تَجْمَعُ لَكَ دُنْيَاكَ وَآخِرَتَكَ».

۵/ ۱۴۷۰۔ حضرت طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ آدمی جب اسلام قبول کرتا تو نبی ﷺ اسے نماز سکھلاتے تھے پھر اسے حکم دیتے کہ وہ ان کلمات کے ساتھ دعاء کرے۔ اے اللہ! مجھے بخش دے' مجھ پر رحم فرما' مجھے ہدایت دے' مجھے عافیت عطا کر اور مجھے روزی دے۔ (مسلم)

اور اسی مسلم کی ایک اور روایت میں حضرت طارق رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جب کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا' یا رسول اللہ! جس وقت میں اپنے رب سے سوال کروں تو کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا' یہ پڑھا کر۔ اے اللہ! مجھے بخش دے' مجھ پر رحم فرما' مجھے عافیت دے اور روزی عطا فرما' یقیناً

یہ کلمات تیری دنیا اور آخرت دونوں کو تیرے لئے جمع کرنے والے ہیں۔ (یعنی دونوں کے مقاصد کو جامع ہیں)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل الدعاء بـ ﴿اللهم ربنا آتنا في الدنيا حسنة﴾.

١٤٧١ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ عمرِو بن العاصِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ مُصَرِّفَ القُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلى طَاعَتِكَ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶/ ۱۴۷۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا پڑھی ہے۔ اے اللہ! دلوں کے پھیرنے والے' ہمارے دلوں کو اپنی طاعت کی طرف پھیر دے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب القدر، باب تصريف الله تعالى القلوب كيف شاء.

فوائد: یہ دعاء بڑی اہم ہے' کیونکہ اس میں نیکی پر استقامت کی دعاء ہے۔ انسان کا دل موج حوادث کی زد میں رہتا ہے اور اس کے تھپیڑے اس کو ادھر ادھر پھیرتے رہتے ہیں۔ اگر اللہ کی توفیق اور اس کی مدد شامل حال نہ ہو تو بہت سے موقعوں پر انسان کا دل کج ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس میں اللہ سے دعاء کی گئی ہے کہ دلوں کو کجی سے اور برائی کی طرف پھرنے سے محفوظ رکھے اور اسے صرف اپنی طرف پھیرے رکھے کہ دلوں کے پھیرنے کی ساری طاقت صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔

١٤٧٢ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلاءِ، وَدَرَكِ الشَّقَاءِ، وَسُوءِ الْقَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الأَعْدَاءِ» مُتَّفَقٌ عَلَيهِ.

وفي رِوَايَةٍ: قَالَ سُفْيَانُ: أَشُكُّ أَنِّي زِدْتُ وَاحِدَةً مِنها.

۷/ ۱۴۷۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' تم محنت کی مشقت سے' بد بختی کے آلینے سے' برے فیصلے سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے پناہ مانگو۔ (بخاری و مسلم)

ایک اور روایت میں ہے' حضرت سفیان نے کہا' مجھے شک ہے کہ میں نے ان میں سے ایک بات زیادہ بیان کی ہے (کہ وہ کون سی ہے؟)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب القدر، باب من تعوذ بالله من درك الشتاء... ـ وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب في التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء.

فوائد: انسان کو ایسی تکلیف و مشقت پہنچے' جو انسان کے لئے ناقابل برداشت ہو اور وہ اسے ٹالنے پر بھی قادر نہ ہو' وہ جہد البلاء ہے۔ بعض لوگوں نے قلت مال اور کثرت عیال کو اس کا مصداق قرار دیا ہے۔ لیکن حافظ ابن حجر ؒ نے کہا ہے کہ یہ جہد البلاء کی مختلف صورتوں میں سے ایک صورت ہے۔ شقاء' سعادت کی ضد ہے۔ یعنی بد بختی کے لاحق ہونے سے پناہ۔ اللہ کا تو کوئی فیصلہ برا نہیں ہوتا۔ تاہم بعض فیصلوں سے انسان کو نقصان اور بعض سے نفع پہنچتا ہے' گویا انسانوں کے اعتبار سے اللہ کے فیصلوں میں حسن اور برائی کا پہلو آجاتا ہے۔ مطلب یہ ہو گا' اپنے ایسے فیصلوں سے محفوظ رکھ جن میں ہمارے لیے نقصان کے پہلو ہوں۔ شماتت' دشمن کے خوش ہونے

کو کہتے ہیں' یعنی ہمیں ایسے الم ناک حوادث سے دوچار نہ فرمانا کہ جن سے ہمارے دشمن خوشی محسوس کریں۔ کیونکہ مصیبت آئے تو دشمن اس پر خوشی محسوس کرتا ہے۔ اس میں ایک جملہ راوی حضرت سفیان کا اضافہ ہے' اور آخری عمر میں انہیں یاد نہیں رہا تھا کہ وہ کون سا ہے؟ لیکن دوسری روایات سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ آخری جملہ' شماتۃ الاعداء ہی ہے۔ (ابن علان) اس میں راویان حدیث کی امانت و دیانت کا بھی بیان ہے کہ حدیث میں ایک دعائیہ جملہ اپنی طرف سے بڑھا دیا تو اس کی بھی وضاحت کر دی۔ بعض لوگوں نے اسے ثقہ راوی کی زیادت قرار دیا ہے جو مقبول ہے۔ لیکن یہ زیادت ثقہ والا مسئلہ نہیں ہے' اس میں جو زیادتی ہوتی ہے' وہ تو قول رسولؐ ہی ہوتا ہے جسے ایک راوی بیان کرتا ہے اور دوسرا بیان نہیں کرتا۔ لیکن یہاں تو راوی خود اقرار کر رہا ہے کہ یہ اضافہ اس کا اپنا ہے' اسے ادراج اور اضافہ شدہ الفاظ کو مدرج کہا جاتا ہے۔

١٤٧٣ ـ وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَقُولُ: «اللَّهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِينِي الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِي، وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ التي فِيهَا مَعَاشِي، وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الَّتي فِيهَا مَعَادِي، وَاجْعَلِ الحَيَاةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ المَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ» رَوَاهُ مسْلِمٌ.

۸ / ۱۴۷۳۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعاء پڑھتے تھے' اے اللہ! میرے دین کی درستی فرما دے جو میرے معاملات زندگی کے تحفظ کا ذریعہ ہے اور میری دنیا کی اصلاح فرما دے جس میں میں نے اپنی زندگی کے ایام گزارنے ہیں اور میری آخرت سنوار دے جس میں دنیا کے بعد میرا دائمی ٹھکانہ ہے اور زندگی کو میرے لئے ہر بھلائی کی زیادتی کا ذریعہ بنا دے اور موت کو میرے لئے ہر شر سے آرام کا سبب بنا دے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر مالم يعمل.

فوائد: اس دعاء میں بھی بڑی جامعیت ہے جس میں دین' دنیا اور آخرت تینوں کے لئے اصلاح کی دعاء ہے۔

١٤٧٤ ـ وَعَنْ عليٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قُلِ: اللَّهُمَّ اهْدِنِي، وَسدِّدْنِي». وَفِي رِوَايةٍ: «اللَّهُمَّ إنِّي أَسْأَلُكَ الهُدَى، وَالسَّدَادَ» رَوَاهُ مسلمٌ.

۹ / ۱۴۷۴۔ حضرت علی بڑاٹنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعاء پڑھا کر۔ اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور مجھے سیدھا رکھ۔

ایک اور روایت میں ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت اور استقامت و میانہ روی کا سوال کرتا ہوں۔

(مسلم) (کتاب و باب مذکور)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر مالم يعمل.

فوائد: سداد کے معنی' درستی کے ہیں' یعنی ہر عمل درست طریقے یعنی سنت کے مطابق کرنے کی توفیق دے اور

شارحین حدیث نے اس کے معنی استقامت اور قصد (میانہ روی) کے کئے ہیں۔ دونوں ہی معنی اپنے مفہوم کے اعتبار سے صحیح ہیں۔

١٤٧٥ ـ وَعَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ، وَالْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ». وَفِي رِوَايَةٍ: «وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

١٠ / ١٤٧٥ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعاء کیا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں تیرے ذریعے سے پناہ طلب کرتا ہوں (خیر کے کاموں میں) عاجز رہ جانے سے' طاقت کے باوجود سستی سے' بزدلی' زیادہ بڑھاپے اور بخل سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے۔

ایک اور روایت میں ہے۔ (میں پناہ مانگتا ہوں) قرض کے بوجھ اور مردوں کے ظلم سے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من العجز والکسل.

١٤٧٦ ـ وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي، قَالَ: «قُلْ: اللَّهُمَّ! إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْماً كَثِيراً، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ» مُتَّفَقٌ عليهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: «وَفِي بَيْتِي» وَرُوِيَ: «ظُلْماً كَثِيراً» وَرُوِيَ «كَبِيراً» بِالثَاءِ المثلثة وبالباءِ الموحدة، فَيَنْبَغِي أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَهُمَا، فَيُقَالُ: كَثِيراً كَبِيراً.

١١ / ١٤٧٦ ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی دعاء بتلائیں جو میں اپنی نماز میں مانگتا رہوں۔ آپ نے فرمایا' یہ پڑھا کرو۔ اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے اور گناہوں کا تیرے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں' پس تو اپنی خاص مغفرت سے مجھے بخش دے اور مجھ پر رحمت فرما' بے شک تو بہت بخشنے والا' نہایت مہربان ہے۔ (بخاری و مسلم)

ایک اور روایت میں ہے' کہ یہ دعاء میں اپنے گھر میں مانگا کروں اور ظلما کثیرا (ثاء کے ساتھ) کی جگہ ظلما کبیرا (باء کے ساتھ) بھی روایت کیا گیا ہے۔ (امام نووی فرماتے ہیں) پس بہتر ہے کہ دونوں کو جمع کر لیا جائے اور اس طرح کہا جائے' ظلمت نفسی ظلما کثیرا کبیرا

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الدعوات، باب الدعاء في الصلاة ـ وصحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب الدعاء قبل السلام.

فوائد: یہ دعاء نماز میں درود شریف کے بعد سلام پھیرنے سے قبل پڑھی جائے۔ علاوہ ازیں دیگر اوقات کی

دعاؤں میں بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

١٤٧٧ ـ وَعَنْ أَبِي مُوسَى، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو بِهٰذَا الدُّعَاءِ: «اللَّهُمَّ اغْفِر لي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي، وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي، وَمَا أَنْتَ أَعلَمُ بِهِ مِنِّي، اللَّهُمَّ اغفِر لِي جِدِّي وَهزْلِي، وَخطَئِي وَعَمْدِي، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِي، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ المُقَدِّم، وَأَنْتَ المُؤَخِّرُ، وَأَنْتَ عَلى كلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» متفقٌ عليه.

۱۲/ ۱۴۷۷۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ اس دعاء کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں عرض گزار ہوتے تھے۔ اے اللہ! میری غلطی' میری جہالت اور میرا اپنے معاملے میں حد سے تجاوز اور میری وہ کوتاہی جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے' بخش دے۔ اے اللہ! جو میں نے ارادتاً کیا' یا دل لگی کے طور پر کیا' نادانستہ کیا یا دانستہ کیا' اور یہ سب میری طرف سے ہی ہوئے' سب کو بخش دے۔ اے اللہ! جو میں نے پہلے کئے اور جو بعد میں کئے' جو چھپ کر کئے اور جو لوگوں کے سامنے کئے اور وہ جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے' سب گناہ معاف فرما دے۔ توہی آگے بڑھانے والا اور توہی پیچھے ہٹانے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب قول النبي ﷺ اللهم اغفرلي ما قدّمت ـ وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر مالم يعمل.

فوائد: نبی ﷺ تمام گناہوں کی معافی کے باوجود بارگاہ الٰہی میں کس طرح اپنی کوتاہیوں کے لئے معافی کی درخواست کرتے تھے۔ اس میں ہمارے لئے بڑا سبق ہے کہ ہم توبہ و استغفار سے غفلت نہ برتیں۔ اس میں انتہائی عاجزی سے اپنے ہر قسم کے گناہوں کی معافی کی التجاء ہے۔

١٤٧٨ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنها، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۳/ ۱۴۷۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دعاء میں یہ بھی فرمایا کرتے تھے' اے اللہ! میں اس عمل کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو میں نے کیا اور ایسے عمل کے شر سے جو میں نے نہیں کیا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل. . . .

فوائد: اس دعاء میں بھی بڑی جامعیت ہے۔ انسان بعض دفعہ اچھا عمل کرتا ہے' لیکن اس میں ریا کاری' یا عجب کا جذبہ شامل ہو جاتا ہے' یہ ایک شر ہے جو اچھے سے اچھے نیک عمل کو برباد کر دیتا ہے۔ اس میں اسی شر سے پناہ مانگی گئی ہے۔

١٤٧٩ ـ وَعنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ مِنْ دُعاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ:

۱۴/ ۱۴۷۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک دعاء یہ بھی تھی۔ اے اللہ! میں

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ؛ وَجَمِيعِ سَخَطِكَ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تیری نعمت کے زائل ہونے سے، عافیت کے پھر جانے (یعنی مصیبت کے آنے) سے، تیری ناگہانی گرفت سے اور تیری ہر قسم کی ناراضی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الرقاق، باب أكثر أهل الجنة الفقراء . . .

فوائد: یہ دعاء بھی بڑی جامع ہے۔ ہر انسان کو اللہ نے بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ ان نعمتوں کا صحیح احساس انسان کو اس وقت ہوتا ہے، جب وہ کسی نعمت سے محروم ہو جائے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ قدر نعمت بعد زوال۔ آنکھ، کان، زبان، صحت، مال، اولاد اور اس طرح کی ان گنت نعمتیں۔ دعاء کی جا رہی ہے، یا اللہ جتنی بھی نعمتیں تو نے دی ہیں، کسی سے محروم نہ کرنا۔ عافیت کا مطلب ہے، انسان بیماری، غم و حزن اور مصیبتوں سے بچا رہے، اس عافیت سے پھر جانے یا محروم ہو جانے کا مطلب ہے کہ انسان تکلیفوں اور آزمائشوں میں گھر جائے، یہ تحول عافیت ہے جس سے پناہ مانگی جا رہی ہے۔

١٤٨٠ ـ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ العَجْزِ وَالكَسَلِ، وَالبُخْلِ وَالهَرَمِ، وَعَذَابِ القَبْرِ، اللَّهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلاهَا، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لا يُسْتَجَابُ لَهَا» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۵/ ۱۴۸۰۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعاء مانگا کرتے تھے، اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں، عاجزی سے، سستی سے، بخل سے، بڑھاپے سے اور عذاب قبر سے، اے اللہ! تو میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا کر اور اس کو پاک کر دے تو سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے، تو ہی اس کا کارساز اور اس کا مولیٰ ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے، ایسے دل سے جو نہ ڈرے، ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعاء سے جو قبول نہ کی جائے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل . . .

فوائد: اس میں دراصل تقویٰ، صحیح علم یعنی قرآن و حدیث کے علم اور صبر و قناعت کی دعاء ہے۔

١٤٨١ ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، كَانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ. فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ، وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ،

۱۶/ ۱۴۸۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعاء مانگا کرتے تھے، اے اللہ! میں نے اپنے کو تیرے سپرد کر دیا، تجھ پر ایمان لایا، تجھ ہی پر بھروسہ کیا، تیری ہی طرف میں نے رجوع کیا، تیری مدد کے ساتھ ہی میں (تیرے دشمنوں سے) لڑا اور تیری ہی طرف میں فیصلے کے لئے آیا، پس تو میرے وہ گناہ

أَنْتَ المُقَدِّمُ، وَأَنْتَ المُؤَخِّرُ، لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْـتَ». زَادَ بَعْـضُ الـرُّوَاةِ: «وَلا حَـولَ وَلا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ» متَّفَقٌ عليه.

معاف کر دے جو میں نے پہلے کئے اور جو بعد میں کئے' جو چھپ کر کئے اور جو ظاہری طور پر کئے' توہی بڑھانے والا اور توہی پیچھے کرنے والا ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

بعض راویوں نے یہ زیادہ بیان کیا۔ گناہ سے بچنا اور نیکی کرنے کی قوت اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب التهجد، وكتاب الدعوات، باب الدعاء إذا انتبه من الليل - وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب ما يقول عند النوم وأخذ المضجع.

فوائد: اس میں اللہ کی طرف مکمل رجوع اور ہر معاملے میں اس کی رضا اور حکموں کو سامنے رکھنے اور اسی کی وجہ سے لوگوں سے دوستی اور دشمنی رکھنے کا اعلان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس دعاء اور اعلان کے مطابق عمل کرنے کی توفیق سے نوازے۔

١٤٨٢ - وَعَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَدعو بهؤُلاءِ الكَلِمَاتِ: «اللَّهمَّ إنِّي أَعوذُ بِكَ مِن فِتْنَةِ النَّـارِ، وعَـذَابِ النَّـارِ، وَمِـن شَـرِّ الغِنـى وَالفَقْـرِ». رَوَاهُ أبـو داودَ، والتـرمـذيُّ وقَالَ: حديثٌ حَسَنٌ صحيحٌ، وهذا لفظ أَبي داودَ.

۱۷ / ۱۴۸۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں آگ کے فتنے اور آگ کے عذاب سے اور تونگری اور غربت کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (ابو داؤد' ترمذی' امام ترمذی نے کہا' یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ الفاظ ابو داؤد کے ہیں)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الاستعاذة - وسنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب الاستعاذة من عذاب القبر والدجال.

فوائد: تونگری کا شر یہ ہے کہ انسان اس کی وجہ سے مال کی ایسی محبت اور حرص میں مبتلا ہو جائے کہ مال حاصل کرنے کی جدوجہد میں حلال و حرام کے درمیان تمیز نہ کرے یا مال کی وجہ سے اس میں تکبر اور رعونت پیدا ہو جائے اور غربت (فقر) کا شر یہ ہے کہ انسان اللہ کے فضل و کرم سے مایوس ہو جائے' یا اللہ کی رضاء و تقدیر پر ناراضی کا اظہار کرے یا امانت و دیانت سے انحراف کرے۔

١٤٨٣ - وَعَنْ زِيادِ بْنِ عِلَاقَةَ عن عَمِّه، وهو قُطْبَةُ بْنُ مالِكٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، يقولُ: «اللَّهُمَّ! إنِّي أَعُوذُ بِكَ مِن مُنْكَرَاتِ الأخلاقِ، وَالأَعْمَالِ، وَالأَهْوَاءِ» رَوَاهُ الترمذيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۸ / ۱۴۸۳۔ حضرت زیاد بن علاقہ' اپنے چچا قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ یہ دعاء مانگتے تھے۔ اے اللہ! میں برے اخلاق' اعمال اور خواہشات سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب من دعاء داود عليه السلام.

فوائد: اس میں جب برے اخلاق و اعمال سے بچنے کی استدعاء کی جا رہی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ اخلاق کریمہ اور اعمال صالحہ اختیار کرنے کی دعاء ہے۔

١٤٨٤ ـ وَعَنْ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! عَلِّمْنِي دُعَاءً. قَالَ: «قُلِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي، وَمِن شَرِّ لِسَانِي، وَمِن شَرِّ قَلْبِي، وَمِن شَرِّ مَنِيِّي» رَوَاهُ أَبو داود، والترمذيُّ وقالَ: حديثٌ حَسَنٌ.

۱۹ / ۱۴۸۴۔ حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! مجھے کوئی دعاء سکھلائیں۔ آپ نے فرمایا' یہ دعا پڑھ۔ اے اللہ! میں اپنے کان' آنکھ' زبان' دل اور شرم گاہ کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

(ابو داؤد' ترمذی اور کہا' یہ حدیث حسن ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الاستعاذة ـ وسنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب الاستعاذة من شر السمع...

فوائد: کانوں سے' جھوٹ' بہتان غیبت اور دیگر حرام کردہ باتوں (ساز و موسیقی وغیرہ) کا سننا' یا حق بات کا نہ سننا' کان کا شر ہے۔ آنکھوں سے لوگوں کے عیبوں کو' نا محرم عورتوں کو اور دیگر محرمات کو دیکھنا' یا کائنات میں بکھرے ہوئے دلائل قدرت کا مشاہدہ نہ کرنا' آنکھوں کا شر ہے' دل کو اللہ کے سوا کسی اور کی محبت میں مشغول کرنا' دل کا شر ہے۔ منی' وہ لیس دار رطوبت ہے جو شہوت پوری کرنے کے بعد مرد کے ذکر سے نکلتی ہے۔ یہاں مراد شرم گاہ ہے۔ اور شرم گاہ کا شر یہ ہے کہ اس کا استعمال غلط جگہ پر کیا جائے۔ مطلب یہ ہوا کہ کانوں' آنکھوں' زبان' دل اور شرم گاہ تمام اعضاء کی اس طرح حفاظت کی جائے کہ ان کا استعمال اللہ کی رضاء کے مطابق ہو۔ کیونکہ ان کا غلط استعمال انسان کو عنداللہ مجرم بنا دیتا ہے۔ قیامت والے دن اس سے ان چیزوں کی باز پرس ہو گی۔

١٤٨٥ ـ وَعَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ، وَالْجُنُونِ، وَالْجُذَامِ، وَسَيِّيءِ الأَسْقَامِ» رَوَاهُ أَبو داودَ بإسنادٍ صحيحٍ.

۲۰ / ۱۴۸۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء بھی کیا کرتے تھے' اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں برص کی بیماری سے' دیوانگی سے' جذام سے اور (دیگر) بری بیماریوں سے۔

(ابو داؤد' صحیح سند کے ساتھ)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الاستعاذة.

فوائد: برص' جلد پر سفید داغ کو کہتے ہیں۔ جذام' کوڑھ کی بیماری کو کہتے ہیں جس سے انسانی اعضاء ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ جنون' فتور عقل اور خلل دماغ کا نام ہے۔ یہ تمام بیماریاں نہایت خطرناک ہیں۔ یہ اور اس قسم کی دیگر بیماریوں جیسے فالج' لقوہ' شوگر' کینسر اور اندھا پن وغیرہ سے پناہ مانگی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام بیماریوں سے محفوظ رکھے۔

١٤٨٦ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ

۲۱ / ۱۴۸۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسولُ اللهِ ﷺ، يقولُ: «اللَّهُمَّ! إنِّي أَعوذُ بكَ مِنَ الجُوعِ، فإنَّهُ بِئسَ الضَّجيعُ، وَأَعُوذُ بكَ من الخِيَانَةِ، فَإِنَّها بِئْسَتِ البطانَةُ». رَواهُ أبو داودَ بإسنادٍ صحيحٍ.

رسول اللہ ﷺ یہ دعاء مانگا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بھوک سے' بے شک وہ برا ساتھی ہے اور میں پناہ مانگتا ہوں خیانت سے' یقیناً وہ ایک بری باطنی خصلت ہے۔ ابو داوٗد' صحیح سند سے۔

(ابو داوٗد' کتاب و باب مذکور)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الاستعاذة.

١٤٨٧ ـ وَعَن عليٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ مُكَاتباً جاءَهُ، فَقَالَ: إني عجزتُ عَن كِتَابَتي. فَأَعِنّي. قَالَ: ألا أُعَلِّمُكَ كَلِماتٍ عَلَّمَنِيهنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ، لَو كانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلٍ دَيْناً أَدَّاهُ اللهُ عَنْكَ؟ قُلِ: «اللَّهمَّ اكْفِني بحَلالِكَ عَن حَرَامِكَ، وَأَغنِني بِفَضلِكَ عَمَّن سِوَاكَ». رواهُ الترمذيُّ وقَالَ: حديثٌ حَسَنٌ.

۲۲ / ۱۴۸۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک مکاتب غلام آیا اور کہا کہ میں کتابت (کی رقم ادا کرنے) سے عاجز آگیا ہوں' آپ میری مدد کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا' کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھلا دوں جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھلائے تھے' اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرضہ ہو تو (ان کی برکت سے) اللہ تعالیٰ وہ بھی تیری طرف سے ادا کر دے گا' یہ پڑھا کر۔ اے اللہ! اپنے حرام سے' اپنے حلال کے ذریعے سے میری کفایت فرما اور تو اپنے فضل سے اپنے ماسوا سے مجھے بے نیاز کر دے۔

(ترمذی' یہ حدیث حسن ہے۔)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب١١١، رقم الحديث٣٥٦٣.

فوائد: مکاتب' وہ غلام ہوتا تھا جو اپنے مالک سے معاہدہ کر لیتا تھا کہ میں اتنی رقم ادا کر دوں گا تو آزاد ہو جاؤں گا۔ چنانچہ طے شدہ معاہدے کے مطابق رقم کی ادائیگی کے بعد وہ آزاد ہو جاتا تھا۔ ترمذی میں پہاڑ کا نام بھی مذکور ہے' ثبیر پہاڑ۔ بہرحال قرض کی ادائیگی اور لوگوں سے بے نیازی حاصل کرنے کے لئے یہ ایک بہترین دعاء ہے۔

١٤٨٨ ـ وَعَنْ عِمْرَانَ بنِ الحُصَيْنِ، رَضِيَ اللهُ عَنهُما، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، عَلَّم أَبَاهُ حُصَيْناً كَلِمَتَيْنِ يَدْعُو بِهِما: «اللَّهُمَّ أَلهِمْني رُشْدِي، وَأَعِذْني من شَرِّ نفسي». رَوَاهُ الترمذيُّ وقَالَ: حديثٌ حَسَنٌ.

۲۳ / ۱۴۸۸۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے ان کے والد حضرت حصین رضی اللہ عنہ کو دو کلمے سکھلائے تھے جن کے ساتھ وہ دعا کرتے تھے' اے اللہ! میری ہدایت میرے دل میں ڈال دے اور مجھے میرے نفس کے شر سے پناہ میں رکھ۔

(ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخريج: سنن ترمذي، أبوابُ الدعوات، باب ٧٠، رقم الحديث٣٤٨٣.

فوائد: ہدایت سے مراد اعمال خیر کی توفیق اور ہر موقعے پر صحیح راستے کی نشاندہی ہے۔ اور نفس کی شرارت سے

محفوظ رکھنے کا مطلب ہے کہ نفسانی خواہشات سے بچا' جو دین و دنیا کی ہلاکت کا باعث ہے

١٤٨٩ ـ وَعَنْ أَبِي الفَضْلِ العَبَّاسِ بنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! عَلِّمْنِي شَيْئاً أَسْأَلُهُ اللهَ تَعالى، قَالَ: «سَلُوا اللهَ العَافِيَةَ» فَمَكَثْتُ أَيَّاماً، ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ: يا رَسولَ اللهِ! عَلِّمْني شَيْئاً أَسْأَلُهُ اللهَ تَعَالى، قَالَ لِي: «يَا عَبَّاسُ! يَا عَمَّ رَسولِ اللهِ! سَلُوا اللهَ العَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ». رَواهُ الترمذيُّ وقَالَ: حديثٌ حَسَنٌ صَحيحٌ.

۲۴ / ۱۴۸۹ ۔ حضرت ابو الفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' میں نے کہا' اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی چیز سکھلائیں جس کا میں اللہ سے سوال کروں۔ آپ نے فرمایا' اللہ سے عافیت کا سوال کرو۔ پس میں چند دن ٹھہر کر پھر حاضر ہوا اور عرض کیا' یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی چیز بتلائیں جو میں اللہ سے مانگوں' آپ نے مجھ سے فرمایا۔ اے عباس! اے رسول اللہ کے چچا! اللہ سے دنیا اور آخرت میں عافیت مانگو۔ (ترمذی' حسن صحیح)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب أيّ الدعاء أفضل؟.

فوائد: عافیت کی دعاء میں دین و دنیا کی سلامتی شامل ہے۔ اس اعتبار سے یہ بھی نہایت ہی جامع دعاء ہے۔

١٤٩٠ ـ وَعَنْ شَهْرِ بْنِ حَوشَبٍ قَالَ: قُلْتُ لأُمِّ سَلَمَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنهَا: يا أُمَّ المؤمِنينَ! مَا كَانَ أكْثَرُ دُعاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، إذا كَانَ عِندَكِ؟ قَالَت: كانَ أكْثَرُ دُعَائِهِ: «يَا مُقَلِّبَ القُلوبِ ثَبِّتْ قَلْبي عَلى دِينِكَ» رَوَاهُ الترمذيُّ، وقَالَ حَديثٌ حَسَنٌ.

۲۵ / ۱۴۹۰ ۔ حضرت شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا' اے ام المومنین! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس ہوتے تو ان کی اکثر دعاء کون سی ہوتی تھی؟ انہوں نے جواب دیا' آپ کی اکثر دعاء یہ ہوتی تھی۔ اے دلوں کے پھیرنے والے' میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔ (ترمذی' حسن)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب يا مقلّب القلوب ثبّتْ قلبي.

فوائد: دین پر ثابت قدمی' اولوالعزم لوگوں کا کام ہے جو اللہ کی توفیق خاص کے بغیر ممکن نہیں۔ زندگی میں بہت سے موڑ آتے ہیں کہ انسان دین کے معاملے میں تساہل' غفلت یا اعراض و انحراف کا شکار ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے تو یہ دعائے استقامت بڑی ہی اہمیت کی حامل ہے' اور بڑی کثرت سے یہ دعاء ان کو کرنی چاہئے بلکہ کرتے رہنا چاہئے۔

١٤٩١ ـ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قال: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَانَ مِن دُعَاءِ دَاوُدَ ﷺ: اللَّهُمَّ إنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ، وَحُبَّ مَن يُحِبُّكَ، وَالعَمَلَ الذي يُبَلِّغُني حُبَّكَ، اللَّهُمَّ اجْعَل حُبَّكَ

۲۶ / ۱۴۹۱ ۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' حضرت داؤد کی دعاؤں میں سے ایک دعاء یہ تھی۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت کا اور اس شخص کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور اس عمل کا سوال کرتا ہوں جو

أَحَبَّ إلَيَّ مِن نَفْسِي، وَأَهْلِي، وَمِنَ الماءِ البارِدِ» رَوَاهُ الترمذيُّ وَقالَ: حديثٌ حَسَنٌ.

تیری محبت تک پہنچا دے' اے اللہ! اپنی محبت کو میرے لئے میری جان' میرے اہل خانہ اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے' (ترمذی' حسن)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب من دعاء داود عليه السلام.

فوائد: اس میں اللہ کی محبت کی ترغیب کے علاوہ اہل اللہ اور اعمال صالحہ کی محبت کی اہمیت کا بھی بیان ہے' کیونکہ ان کے ذریعے سے بھی انسان کو اللہ کی محبت اور اس کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

١٤٩٢ ـ وَعَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلِظُّوا بِيَاذا الجَلالِ وَالإِكْرَامِ». رواه الترمذي وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ مِن رِوَايَةِ رَبِيعَةَ بْنِ عَامِرٍ الصَّحَابِيِّ، قَالَ الحاكِمُ: حَدِيثٌ صَحِيحُ الإِسْنَادِ.

«أَلِظُّوا» بكسر اللاَّم وتشديدِ الظاءِ المعجمةِ مَعْنَاهُ: الزَمُوا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ وَأَكْثِرُوا مِنْهَا.

۲۷ / ۱۴۹۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' یا ذالجلال والاکرام کا خوب اہتمام کرو۔ (ترمذی' اور نسائی نے اسے ربیعہ بن عامر صحابی سے روایت کیا ہے' امام حاکم نے کہا' یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔)

الظوا (لام پر زیر اور ظاء مشدد) اس کے معنی ہیں' اس پکار کا خوب التزام و اہتمام کرو۔

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات باب ٩٢، رقم٣٥٢٥.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ اپنی دعاؤں میں یا ذالجلال والاکرام کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔ کیونکہ ان میں اللہ کی ثناء اور اس کی صفات کمال کا بیان ہے۔

١٤٩٣ ـ وَعَن أبي أُمَامَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، بِدُعَاءٍ كَثِيرٍ، لَم نَحْفَظ مِنهُ شَيْئاً؛ قُلْنا يا رَسُولَ اللهِ! دَعوتَ بِدُعاءٍ كَثِيرٍ لم نَحْفَظ مِنهُ شَيْئاً: فَقَالَ: «ألا أَدُلُّكُم عَلى ما يَجْمَعُ ذٰلكَ كُلَّهُ؟ تَقُولُ: اللّٰهُمَّ إنِّي أَسْأَلُكَ مِن خَيرِ ما سَأَلَكَ مِنهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ؛ وأَعُوذُ بِكَ مِن شَرِّ ما اسْتَعَاذَ مِنهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ، وَأَنْتَ المُسْتَعَانُ، وَعَلَيكَ البَلاغُ؛ وَلا حَولَ وَلا قُوَّةَ إلَّا بِاللهِ» رواهُ الترمذيُّ وَقالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۲۸ / ۱۴۹۳۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی دعائیں کی ہیں جن میں سے ہمیں کچھ بھی یاد نہیں رہا۔ ہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ! آپ نے بہت سی دعائیں فرمائی ہیں' ہم نے ان میں سے کچھ بھی یاد نہیں رکھا۔ تو آپ نے فرمایا' کیا میں تمہیں ایسی دعاء نہ بتلا دوں جو ان سب کو جامع ہو۔ تم یہ کہا کرو۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کا سوال تجھ سے تیرے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور اس شر سے میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں جس سے تیرے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ طلب کی۔ توہی وہ ذات ہے جس سے مدد طلب کی جائے اور توہی فریاد کو پہنچنے والا ہے' گناہ سے بچنا اور نیکی کرنے کی قوت اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔ (ترمذی' حسن)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب اللهم إنا نسئلك بما سألك به نبيك.

فوائد: جن کو زیادہ دعائیں یاد نہیں یا یاد نہیں کر سکتے' ان کے لئے یہ دعاء یقیناً بڑی جامع ہے۔

١٤٩٤ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ، وَالغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍ، وَالفَوزَ بِالجَنَّةِ، وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ». رواهُ الحاكِم أبو عبدِ الله، وقالَ: حديثٌ صحيحٌ على شرط مسلِمٍ.

۲۹ / ۱۴۹۴ ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک دعاء یہ بھی تھی اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت کو واجب کر دینے والی چیزوں کا اور ایسے عملوں کا جن سے تیری مغفرت ہمیں حاصل ہو جائے' اور ہر گناہ سے سلامتی کا اور ہر نیکی کے حصے کا اور جنت (کے حصول میں) کامیابی کا اور آگ سے نجات کا سوال کرتا ہوں۔ (اس کو امام حاکم ابو عبداللہ نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث شرط مسلم پر صحیح ہے)

تخريج: المستدرك للحاكم، ج١/ ٥٢٥.

فوائد: شیخ البانی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھئے ریاض الصالحین بہ تحقیق البانی' و ضعیف الجامع الصغیر رقم ۱۱۸۴' طبع جدید۔ تاہم بطور دعاء کے ان الفاظ کے ساتھ دعاء کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ اسمیں بھی رحمت و مغفرت کو واجب کر دینے والے اعمال اختیار کرنے کی' جنت کے حصول میں کامیابی کی اور جہنم سے بچنے کی دعاء ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

٢٥١ ـ بَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ

۲۵۱۔ پیٹھ پیچھے دعاء کرنے کی فضیلت کا بیان

قالَ اللهُ تعالى: ﴿وَالَّذِينَ جَاءُو مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ﴾ [الحشر: ١٠]. وقَالَ تعالى: ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ [محمد: ١٩]. وقالَ تعالى إخباراً عَنْ إبْرَاهِيمَ ﷺ: ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾ [إبراهيم: ٤١].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور (ان کے لئے) جو ان کے بعد آئے' وہ کہتے ہیں' اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ (سورۂ حشر' ۱۰)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور اپنے گناہ کی بخشش مانگ اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے۔ (سورۂ محمد' ۱۹)

نیز اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی بابت خبر دیتے ہوئے فرمایا (یعنی ان کی دعاء بیان فرمائی) اے ہمارے رب! مجھے بخش دے' میرے ماں باپ کو اور مومنوں کو' جس دن حساب قائم ہو گا۔ (سورۂ ابراہیم' ۴۱)

فوائد: ان تمام آیات میں پیٹھ پیچھے دوسروں کے لئے مغفرت کی دعاء کرنے کا بیان ہے' جس سے اس کی فضیلت واضح ہے۔

١٤٩٥ ـ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِن عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَدعُو لأَخِيهِ بِظَهْرِ الغَيْبِ إلا قَالَ المَلَكُ وَلَكَ بِمِثْلٍ» رواه مسلم.

۱/ ۱۴۹۵۔ حضرت ابو الدرداءؓ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے دعاء کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے' تیرے لئے بھی اس کی مثل ہو۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل الدعاء للمسلمين بظهر الغيب.

فوائد: اس سے واضح ہے کہ دوسرے مسلمان بھائی کے لئے غائبانہ طور پر دعاء کرنے سے انسان کو یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ اس کے حق میں فرشتے اللہ سے سفارش کرتے ہیں کہ یا اللہ اس کو بھی وہ کچھ عطا کر جو یہ کسی دوسرے کے لئے تیری بارگاہ میں درخواست کر رہا ہے۔

١٤٩٦ ـ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ كانَ يَقُولُ: «دَعْوَةُ المَرءِ المُسْلِمِ لأخِيهِ بظَهْرِ الغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ، عِنْدَ رَأسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لأَخِيهِ بخَيْرٍ قَالَ المَلَكُ المُوَكَّلُ بِهِ: آمِينَ، وَلَكَ بمِثْلٍ» رواه مسلم.

۲/ ۱۴۹۶۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان مرد کی اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے دعاء قبول ہوتی ہے' اس کے سرہانے ایک فرشتہ مقرر ہے' وہ جب بھی اپنے بھائی کے لئے بھلائی کی دعاء کرتا ہے تو اس پر مقرر فرشتہ کہتا ہے' آمین (یعنی اے اللہ! اس کی دعاء قبول فرما) اور تیرے لئے بھی اس کی مثل ہو۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل الدعاء للمسلمين بظهر الغيب.

٢٥٢ ـ بَابٌ فِي مَسَائِلَ مِنَ الدُّعَاءِ

۲۵۲۔ دعاء کے بعض مسائل کا بیان

١٤٩٧ ـ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُول اللهِ ﷺ: «مَن صُنِعَ إلَيْهِ مَعْرُوفٌ، فَقَالَ لِفَاعِلِهِ: جَزَاكَ اللهُ خَيْراً، فَقَد أَبلَغَ فِي الثَّنَاءِ». رواه الترمذي وقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۱/ ۱۴۹۷۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس کے ساتھ کوئی نیک برتاؤ کیا گیا اور اس نے نیکی کرنے والے کے لئے کہا جزاك الله خيرا (اللہ تجھے اس کا بہترین صلہ دے) تو یقیناً اس نے (نیک برتاؤ کرنے والے کی) خوب تعریف کی۔ (ترمذی' حسن صحیح)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب البر والصلة، باب جاء في المتشبع بما لم يعطه.

فوائد: اگر انسان احسان کے بدلے میں احسان نہ کر سکے تو جزاك الله خيرا کہنا چاہئے' جس کا مطلب یہ ہے کہ میں تو تیرے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتا' اللہ تعالیٰ ہی تجھے اس کا حسن صلہ عطا کرے۔ ظاہر بات ہے

جس کو اللہ بدلہ دے' اسے اور کیا چاہیے۔ اس لئے نبی ﷺ نے فرمایا' یہ دعائیہ جملہ محسن کی کمال درجے کی تعریف ہے۔

١٤٩٨ ـ وَعَن جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا تَدعُوا عَلى أَنفُسِكُم؛ وَلا تَدعُوا عَلى أَولادِكُم، وَلا تَدعُوا عَلى أَموَالِكُم، لا تُوَافِقُوا مِنَ اللهِ سَاعَةً يُسأَلُ فِيهَا عَطَاءً، فَيَستَجِيبَ لَكُم» رواه مسلم.

۲ / ۱۴۹۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم اپنے لئے بددعاء نہ کرو' نہ اپنی اولاد کے لئے بددعاء کرو اور نہ اپنے مالوں کے لئے بددعاء کرو۔ (کہیں ایسا نہ ہو) تم اللہ کی طرف اس گھڑی کو پا لو' جس میں اس سے جو بھی مانگا جائے وہ تمہارے لئے قبول کرلے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، باب حديث جابر الطويل وقصة أبي اليسر.

فوائد: اللہ تعالیٰ ویسے تو ہر وقت ہر کسی کی فریاد سنتا اور قبول فرماتا ہے۔ لیکن بعض اوقات اس نے ایسے بھی مقرر کئے ہیں کہ ان میں کی گئی دعائیں زیادہ قبول فرماتا ہے۔ اس لئے انسان کو کسی وقت بھی اپنے یا اپنے بچوں یا کاروبار وغیرہ کے لئے بددعاء نہیں کرنی چاہیے' کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی بددعاء وقت اجابت کو پالے اور بعد میں وہ کف افسوس ملے۔

١٤٩٩ ـ وعَن أَبي هُرَيرَةَ رضيَ اللهُ عنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَقرَبُ مَا يَكُونُ العَبدُ مِن رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكثِرُوا الدُّعَاءَ» رواه مسلم.

۳ / ۱۴۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب' سجدے کی حالت میں ہوتا ہے' پس (اس حالت میں) خوب دعاء کرو۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود.

فوائد: علماء نے کہا ہے کہ نفلی نماز میں حالت سجدہ میں دعائیں کی جائیں۔ یا نماز کے علاوہ سجدے کی حالت میں دعاء کی جائے۔

١٥٠٠ ـ وَعَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يُستَجَابُ لأَحَدِكُم مَا لَم يَعجَل: يَقُولُ: قَد دَعَوتُ رَبِّي، فَلَم يُستَجَب لِي» متفق عليه. وَفي روايَةٍ لمُسلِمٍ: «لا يَزَالُ يُستَجَابُ لِلعَبدِ مَا لَم يَدعُ بِإِثمٍ، أَو قَطِيعَةِ رَحِمٍ، مَا لَم يَستَعجِل» قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا الاستِعجَالُ؟ قَالَ: «يَقُولُ: قَد دَعَوتُ، وَقَد دَعَوتُ، فَلَم أَرَ يَستَجِيبُ لِي،

۴ / ۱۵۰۰۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کسی کی دعاء اسی وقت قبول کی جاتی ہے' جب تک وہ جلد بازی نہ کرے (مثلاً کہے' میں نے تو اپنے رب سے دعاء کی' لیکن قبول ہی نہیں کی گئی۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے' بندہ جب تک گناہ اور قطع رحمی کی دعاء نہ کرے' اس کی دعاء قبول کی جاتی ہے' بشرطیکہ وہ جلد بازی نہ کرے' پوچھا گیا' یا

فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ، وَيَدَعُ الدُّعَاءَ».

رسول اللہ! جلد بازی کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا' بندہ کہتا ہے' میں نے دعاء کی' پھر دعاء کی' لیکن مجھے تو قبول ہوتی نظر نہیں آتی۔ پس وہ اس وقت تھک ہار کر بیٹھ جائے اور دعاء کرنا چھوڑ دے۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب يستجاب للعبيد ما لم يعجل - وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب بيان أنه يستجاب للداعى ما لم يعجل.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ انسان مسلسل دعاء کرتا رہے' یہ کبھی نہ سوچے کہ مجھے دعاء کرتے ہوئے اتنا عرصہ ہوگیا ہے' کچھ بھی نہیں ہوا۔ اللہ کے در سے کبھی مایوس نہ ہو۔ اگر اس میں تاخیر ہو رہی ہے تو یقیناً اس میں کچھ مصلحت ہے جس کا علم صرف اللہ ہی کو ہے' بندے کو نہیں۔ اس لئے دعاء قبول ہو یا نہ ہو' دعاء کرنا ترک نہ کرے' اس میں انسان کا بہرصورت فائدہ ہی فائدہ ہے۔

١٥٠١ - وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ؟ قَالَ: «جَوْفَ اللَّيْلِ الآخِرِ، وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ المَكْتُوبَاتِ» رواه الترمذي وقالَ: حديثٌ حسنٌ.

۵ / ۱۵۰۱ ۔ حضرت ابو امامہ بنائینہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا' کون سی دعاء زیادہ قبول ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا' رات کے پچھلے پہر میں اور فرض نمازوں کے بعد۔ (ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب العزم في المسألة، باب ٧٩، رقم الحديث٣٤٩٩.

فوائد: جوف الليل الاخر' جوف' ظرفیت کی بنا پر منصوب ہے یعنی فی جوف اللیل۔ یا پھر مبتدا محذوف کی بنا پر مرفوع ہے۔ ای دعاء جوف اللیل اسمع۔ الآخر جوف کی صفت ہے معنی ہوں گے رات کے پچھلے پہر میں۔ یا جوف بمعنی وسط ہے یعنی رات کے نصف آخر کے درمیان میں (تحفۃ الاحوذی' ج ۴ ص ۲۵۸) مطلب یہ ہے کہ رات کو اگر دو حصوں میں تقسیم کیا جائے تو رات کے دوسرے نصف حصے کا درمیانی وقت۔ دونوں صورتوں میں یہ رات کا وہ وقت ہے جسے دوسری روایات میں رات کا آخری تہائی حصہ بتلایا گیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ قبولیت دعاء کا دوسرا وقت فرض نمازوں کے بعد ہے۔ اس سے مراد بعض علماء کے نزدیک آخری تشہد میں درود شریف کے بعد سلام پھیرنے سے قبل کا وقت ہے۔ اور اکثر علماء کے نزدیک سلام پھیرنے کے بعد کا وقت ہے جو زیادہ متبادر ہے۔ اس وقت انفرادی طور پر ہر بندہ اپنی اپنی ضرورت کے مطابق دعاء کر سکتا ہے۔ تاہم اس سے فرض نمازوں کے بعد مروجہ اجتماعی دعاء کے استحباب پر استدلال صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ طریقہ کسی صحیح حدیث میں نبی ﷺ سے ثابت نہیں۔ لہٰذا فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دعاء کا التزام و اہتمام جائز نہیں۔

١٥٠٢ - وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا عَلَى الأَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُو اللهَ تَعَالَى

۶ / ۱۵۰۲ ۔ حضرت عبادہ بن صامت بنائینہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ زمین پر جو مسلمان بھی اللہ تعالیٰ سے کوئی دعاء کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ

بِدَعْوَةٍ إِلَّا آتَاهُ اللهُ إِيَّاهَا، أَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهَا مَا لَم يَدْعُ بِإِثْمٍ، أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ» فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ القَوْمِ: إِذاً نُكْثِرُ قَالَ: «اللهُ أَكْثَرُ». رواه الترمذي وقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

ورَوَاهُ الحَاكِم مِنْ رِوَايَةِ أَبِي سَعِيدٍ، وَزَادَ فِيهِ: «أَوْ يَدَّخِرَ لَهُ مِنَ الأَجْرِ مِثْلَهَا».

عطا کر دیتا ہے یا اس سے اس کی مثل کوئی برائی (تکلیف) دور کر دیتا ہے' جب تک وہ کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعاء نہیں کرتا' تو لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا' تب تو ہم خوب دعاء کریں گے۔ آپ نے فرمایا' اللہ بھی خوب دینے والا اور قبول کرنے والا ہے۔ (ترمذی' اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور امام حاکم نے اسے ابو سعید سے روایت کیا ہے اور اس میں یہ زیادہ بیان کیا ہے۔ یا اس کے لئے اس کی مثل اجر کا ذخیرہ کر دیتا ہے (جو اسے آخرت میں ملے گا)۔

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب استجابة الدعاء في غير قطيعة رحم - والمستدرك، ج١ ص٤٩٣.

فوائد: مطلب یہ ہوا کہ دعاء میں فائدہ ہی فائدہ ہے' یا تو اللہ تعالیٰ وہ چیز دے دیتا ہے جو ایک مسلمان اس سے مانگتا ہے اور اگر اللہ کی مشیت اس کی قبولیت کی نہیں ہوتی تو وہ دعاء کی مثل مستقبل میں پہنچنے والی کوئی تکلیف اس سے دور کر دیتا ہے یا پھر آخرت میں دعاء کی مثل اللہ تعالیٰ اجر عطا فرما دے گا۔ (۲) انسان کو اللہ سے مانگتے ہوئے کوئی حجاب نہیں کرنا چاہئے' خوب مانگے' بار بار مانگے' کیونکہ اس کے خزانوں کی تو کوئی حد و نہایت ہی نہیں ہے۔

١٥٠٣ - وعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الكَرْبِ: «لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ العَظِيمُ الحَلِيمُ، لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ العَرْشِ العَظِيمُ، لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ، وَرَبُّ الأَرْضِ، ورَبُّ العَرْشِ الكَرِيمِ» متفقٌ عليهِ.

۷ / ۱۵۰۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ مصیبت اور بے چینی کے وقت فرمایا کرتے تھے' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ عظمتوں والا' بردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ آسمانوں اور زمین اور عرش کریم کا رب ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب الدعاء عند الكرب - وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب دعاء الكرب.

فوائد: ابتلاء و آزمائش کے وقت اللہ کے ذکر' اس کی توحید و عظمت کے تصور اور ظاہری اسباب اختیار کرنے کے بعد صرف اسی ایک پر اعتماد و توکل کے اظہار سے انسان کو بڑا حوصلہ ملتا ہے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ بھی ایسے موقعوں پر اللہ ہی کی طرف رجوع فرمایا کرتے تھے' کیونکہ تمام اختیارات اسی کے پاس ہیں۔ اس کے سوا کسی کے پاس کچھ نہیں۔

۲۵۳ - بَابُ كَرَامَاتِ الأَوْلِيَاءِ وَفَضْلِهِمْ ۲۵۳- اولیاء کی کرامات اور ان کے شرف و فضل کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿ أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَكَانُواْ يَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ ٱلْبُشْرَىٰ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَٰتِ ٱللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴾ [يونس: ٦٢- ٦٤].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: خبردار' اللہ کے ولی' ان پر خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (ولی کون ہیں؟) وہ جو ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے رہے' ان کے لئے دنیا کی زندگی اور آخرت میں خوش خبری ہے' اللہ کی باتوں میں تبدیلی نہیں' یہ ہے بڑی کامیابی۔
(سورۂ یونس' ۶۲-۶۴)

وقَالَ تَعَالَى: ﴿ وَهُزِّىٓ إِلَيْكِ بِجِذْعِ ٱلنَّخْلَةِ تُسَٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ فَكُلِى وَٱشْرَبِى ﴾ [مريم: ٢٥، ٢٦] وقال تعالى: ﴿ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا ٱلْمِحْرَابَ وَجَدَ عِندَهَا رِزْقًا ۖ قَالَ يَٰمَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِندِ ٱللَّهِ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ يَرْزُقُ مَن يَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾ [آل عمران: ٣٧]. وقَالَ تَعَالَى: ﴿ وَإِذِ ٱعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا ٱللَّهَ فَأْوُۥٓاْ إِلَى ٱلْكَهْفِ يَنشُرْ لَكُمْ رَبُّكُم مِّن رَّحْمَتِهِۦ وَيُهَيِّئْ لَكُم مِّنْ أَمْرِكُم مِّرْفَقًا ﴿١٦﴾ ۞ وَتَرَى ٱلشَّمْسَ إِذَا طَلَعَت تَّزَٰوَرُ عَن كَهْفِهِمْ ذَاتَ ٱلْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَت تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ ٱلشِّمَالِ ﴾ [الكهف: ١٦، ١٧].

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: (اے مریم!) اس کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا' تجھ پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گریں گی' پس کھا اور پی۔ (سورۂ مریم' ۲۵-۲۶)

نیز فرمایا: جب بھی زکریا علیہ السلام حضرت مریم کے حجرے میں آتے تو ان کے پاس کھانے کی چیزیں پاتے۔ انہوں نے پوچھا' اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آئیں؟ انہوں نے کہا' اللہ کے پاس سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ (سورۂ آل عمران' ۳۷)

نیز فرمایا: جب تم ان کافروں اور ان کے ان معبودوں سے الگ ہو گئے جن کی وہ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں' تو (اب) غار کی طرف ٹھکانہ پکڑو' تمہارے لئے تمہارا رب اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے کام میں آسانی مہیا کر دے گا' تو دیکھے گا سورج کو کہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو ان کے غار سے داہنی طرف کو ہو کر نکلتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو بائیں طرف کو ان سے کترا کر نکل جاتا ہے (یعنی طلوع و غروب دونوں اوقات میں سورج کی حدت سے وہ محفوظ رہتے ہیں)۔ (سورۂ کہف' ۱۶-۱۷)

فائدۂ آیات: قرآن کریم کی پہلی آیت میں اولیاء اللہ کی پہچان بتلائی گئی ہے کہ ایمان و تقویٰ سے آراستہ لوگ اللہ کے ولی ہیں' جب یہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو ان پر خوف و حزن کے آثار نہیں ہوں گے' کیونکہ

ایمان و تقویٰ کا زاد راہ ان کے پاس موجود ہو گا جو قیامت والے دن انسانوں کی نجات کا ذریعہ ہو گا۔ دوسری آیات میں اولیاء اللہ کی بعض کرامات کا بیان ہے۔ کرامت' خرق عادت واقعے کو کہتے ہیں یعنی عام عادی اسباب سے ہٹ کر کسی واقعے کا ظہور پذیر ہونا۔ جیسے آگ کا کام جلانا ہے' لیکن وہ نہ جلائے' سوکھے درخت یا غیر موسم میں پھل نہیں ہوتے' لیکن ان میں پھل پیدا ہو جائے۔ یہ کرامت ہے۔ یہ کسی انسان کے اختیار میں نہیں' کہ جب کوئی ولی اللہ چاہے' اس کا اظہار کر دے۔ بلکہ یہ کلیتہً اللہ کے اختیار میں ہے' وہ جب چاہے اپنے کسی بندے کے ہاتھ سے اسے ظاہر کروا دیتا ہے۔ کرامات' انبیاء علیہم السلام کے معجزات کی طرح برحق ہیں' لیکن یہ کسی کی ولایت کی دلیل یا معیار نہیں' جیسا کہ اکثر لوگ سمجھتے ہیں۔ ایک متقی اور مومن کامل یقیناً اللہ کا ولی ہے' اس کی ولایت کسی کرامت کی محتاج نہیں ہے۔ کرامت' ایک الگ شرف و فضل ہے' اگر اللہ چاہے تو اس سے بھی اسے سرفراز فرما دے' لیکن یہ ولایت کے اثبات کے لئے ضروری نہیں ہے۔ اب اس سلسلے کی چند احادیث ملاحظہ ہوں:

١٥٠٤ ـ وَعَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوا أُنَاساً فُقَرَاءَ وأنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَرَّةً: «مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ اثْنَيْنِ، فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ، وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ أَرْبَعَةٍ، فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ بِسَادِسٍ» أَوْ كَمَا قَالَ، وأنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَاءَ بِثَلاثَةٍ، وَانطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَشَرَةٍ، وَأنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشَّى عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ لَبِثَ حَتَّى صَلَّى العِشَاءَ ثُمَّ رَجَعَ، فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّيلِ مَا شَاءَ اللهُ. قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: مَا حَبَسَكَ عَنْ أَضْيَافِكَ؟ قَالَ: أَوَ مَا عَشَّيتِهِمْ؟ قَالَتْ: أَبَوا حَتَّى تَجِيءَ وَقَدْ عَرَضُوا عَلَيْهِم قَالَ: فَذَهَبْتُ أَنَا، فَاخْتَبَأْتُ، فَقَالَ: يَا غُنْثَرُ! فَجَدَّعَ وَسَبَّ، وَقَالَ: كُلُوا لَا هَنِيئاً، وَاللهِ! لَا أَطْعَمُهُ أَبَداً، قَالَ: وَايْمُ اللهِ! مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ إِلَّا رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا حَتَّى شَبِعُوا، وَصَارَتْ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلَ ذٰلِكَ،

١/ ١٥٠٤ـ حضرت ابو محمد عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ اصحاب صفہ' غریب لوگ تھے اور نبی ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا' جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو' وہ تیسرے آدمی کو (اپنے ساتھ) لے جائے۔ جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو' وہ پانچویں' چھٹے آدمی کو لے جائے (یا جس طرح نبی ﷺ نے فرمایا) چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تین آدمیوں کو لے گئے اور خود نبی ﷺ دس آدمیوں کو لے گئے۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شام کا کھانا نبی ﷺ کے ساتھ کھایا' پھر وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی' پھر گھر لوٹے' پس جب گھر آئے تو رات کا کچھ حصہ' جتنا اللہ نے چاہا' گزر چکا تھا' تو ان کی بیوی نے کہا' آپ کو اپنے مہمانوں کی خاطر تواضع سے کس چیز نے روکے رکھا؟ انہوں نے کہا' کیا تو نے ان کو رات کا کھانا نہیں کھلایا؟ بیوی نے کہا' انہوں نے آپ کے آنے تک کھانے سے انکار کر دیا' ورنہ گھر والوں نے تو ان کو کھانا پیش کر دیا تھا (بعض روایات میں عرضنا ہے' ہم نے پیش کر دیا تھا) حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں جلدی سے چھپ گیا' تو آپ نے فرمایا' او نادان' اور مجھے بددعاء دی

فَنَظَرَ إِلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لامْرَأَتِهِ: يَا أُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ! مَا هٰذَا؟ قَالَتْ: لا وقُرَّةِ عَيْنِي لَهِيَ الآنَ أَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلاثِ مَرَّاتٍ! فَأَكَلَ مِنهَا أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّيطَانِ، يَعْنِي يَمِينَهُ. ثُمَّ أَكَلَ مِنهَا لُقْمَةً، ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَصبحت عِندَهُ. وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ، فَمَضَى الأَجَلُ، فَتَفَرَّقْنَا اثني عَشَرَ رَجُلاً، مَعَ كُلِّ رَجُلٍ أُنَاسٌ، اللهُ أَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ، فَأَكَلُوا مِنْهَا أَجْمَعُونَ. وفي رِوَايَةٍ: فَحَلَفَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَطْعَمُه، فَحَلَفَتِ المَرأَةُ لَا تَطْعَمُه، فَحَلَفَ الضَّيْفُ - أَو الأَضْيَافُ - أَنْ لَا يَطْعَمَه، أَوْ يَطعمُوه حَتَّى يَطعَمَه، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: هذِهِ مِنَ الشَّيْطَانِ! فَدَعَا بِالطَّعَامِ، فَأَكَلَ وَأَكَلُوا، فَجَعَلُوا لَا يَرْفَعُونَ لُقْمَةً إِلَّا رَبَتْ مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا، فَقَالَ: يَا أُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ! مَا هٰذَا؟ فَقَالَتْ: وَقُرَّةِ عَيْنِي إِنَّهَا الآنَ لأَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ أَنْ نَأْكُلَ، فَأَكَلُوا، وَبَعَثَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ أَنَّه أَكَلَ مِنْهَا. وفي رِوَايَةٍ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: دُونَكَ أَضْيَافَكَ، فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ إِلى النَّبِيِّ ﷺ، فَافْرُغْ مِنْ قِرَاهُم قَبْلَ أَنْ أَجِيءَ، فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، فَأَتَاهم بِمَا عِنْدَه، فَقَالَ: اطْعَمُوا؛ فَقَالُوا: أَيْنَ رَبُّ مَنزِلِنَا؟ قَالَ: اطْعَمُوا. قَالُوا: مَا نَحْنُ بِآكِلِينَ حَتَّى يَجِيءَ رَبُّ مَنْزِلِنَا، قَالَ: اقْبَلُوا عَنَّا قِرَاكُم، فَإِنَّه إِنْ جَاءَ وَلَمْ تَطْعَمُوا، لَنَلْقَيَنَّ مِنْه فَأَبَوْا، فَعَرَفْتُ أَنَّه يَجِدُ عَلَيَّ، فَلَمَّا جَاءَ تَنَحَّيْتُ عَنْهُ، فَقَالَ: مَا صَنَعْتُم؟ فَأَخبروه، فَقَالَ: يَا عَبْد

اور برا بھلا کہا اور (مہمانوں سے) فرمایا' کھاؤ' تمہارے لئے خوش گوار نہ ہو (یہ انہوں نے برہمی کے طور پر کہا' کیونکہ گھر والوں کے کہنے سے انہوں نے کھانا نہیں کھایا' بعض کے نزدیک' یہ گھر والوں سے کہا) اللہ کی قسم' میں تو یہ کبھی نہیں چکھوں گا' راوی حدیث عبدالرحمٰن کہتے ہیں۔ اللہ کی قسم' ہم جو بھی لقمہ لیتے تھے تو نیچے سے اس سے کئی گنا کھانا بڑھ جاتا تھا' یہاں تک کہ مہمان سیر ہو گئے اور کھانا اس سے کہیں زیادہ ہو گیا جتنا پہلے تھا' پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھانے کے برتن کی طرف دیکھا اور اپنی بیوی سے کہا' اے بنی فراس کی بہن' یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا' میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم (یہ غیراللہ کی قسم حرام ہونے سے قبل کا واقعہ ہے) یہ کھانا اب پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ پھر اس میں سے کچھ ابوبکر نے کھایا اور فرمایا' کہ ان کی قسم شیطان کی طرف سے تھی' پھر اس میں سے ایک لقمہ کھایا' پھر اسے نبی ﷺ کے پاس لے گئے۔ پس وہ کھانا صبح تک آپ کے پاس رہا اور (اس زمانے میں) ہمارے اور ایک قوم کے درمیان معاہدہ تھا' پس اس کی مدت ختم ہو چکی تھی اور ہم بارہ آدمی (بطور نگران) ادھر ادھر گئے ہوئے تھے' ہر آدمی کے ساتھ کچھ لوگ تھے' ہر آدمی کے ساتھ کتنے آدمی تھے' یہ اللہ ہی جانتا ہے۔ ان سب نے وہ کھانا کھایا (جو ایک پیالے میں نبی ﷺ کے پاس آیا تھا)۔

ایک اور روایت میں ہے۔ پس ابوبکرؓ نے قسم کھا لی کہ وہ کھانا نہیں کھائیں گے اور بیوی نے بھی نہ کھانے کی قسم کھا لی' پس مہمان یا مہمانوں نے بھی قسم کھا لی کہ وہ بھی اس وقت تک کھانا نہیں کھائے گا یا نہیں کھائیں گے' جب تک کہ ابوبکرؓ ان کے ساتھ نہ کھائیں۔ پس ابوبکرؓ نے کہا۔ یہ (قسم) شیطان کی طرف

الرَّحمٰنِ! فَسَكَتُّ، ثُمَّ قَالَ: يَا عَبْدَ الرَّحمٰنِ! فَسَكَتُّ، فَقَالَ: يَا غُنْثَرُ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ إِنْ كُنْتَ تَسمَعُ صَوتِي لَمَا جِئْتَ! فَخَرَجتُ، فَقُلْتُ: سَلْ أَضْيَافَكَ، فَقَالُوا: صَدَقَ، أَتَانَا بِهِ. فَقَالَ: إِنَّمَا انتَظَرتُمُونِي وَاللهِ! لَا أَطعَمُه اللَّيْلَةَ، فَقَالَ الآخَرُونَ: وَاللهِ! لَا نَطْعَمُهُ حَتَّى تَطعَمَهُ، فَقَالَ: وَيْلَكُم مَا لَكُم لَا تَقْبَلُونَ عَنَّا قِرَاكُم؟ هَاتِ طَعَامَكَ، فَجَاءَ بِهِ، فَوَضَعَ يَدَه، فَقَالَ: بِسْمِ اللهِ. الأُولى مِنَ الشَّيطَانِ، فَأَكَلَ وَأَكَلُوا. متفقٌ عليه.

قوله: «غُنْثَر» بِغينٍ معجمةٍ مضمومةٍ، ثُم نونٍ ساكنةٍ، ثم ثاءٍ مثلثةٍ وهو: الغَبِيُّ الجَاهلُ، وقوله: «فجدَّعَ» أي: شَتَمَه، وَالجَدع: القَطع. قوله: «يَجِدُ عليّ» هو بكسر الجيمِ أيْ: يَغْضَبُ.

سے ہے اور کھانا منگوایا اور کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا۔ پس وہ جو لقمہ بھی اٹھاتے تھے تو نیچے سے وہ کئی حصے بڑھ جاتا تھا۔ تو انہوں نے اپنی بیوی کو مخاطب کر کے کہا' اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا ماجرا ہے؟ تو انہوں نے کہا' میری آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم' یہ اب یقیناً' ہمارے کھانے سے قبل جتنا تھا' اس سے بہت زیادہ ہے۔ پس انہوں نے کھایا' اور اسے انہوں نے نبی ﷺ کو بھی بھیجا اور راوی نے بیان کیا کہ آپ نے بھی اس میں سے کھایا۔

اور ایک اور روایت میں ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے (بیٹے) عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا' تم اپنے مہمانوں کی دیکھ بھال کرو' میں نبی ﷺ کی خدمت میں جا رہا ہوں۔ تم میرے آنے تک ان کی مہمان نوازی سے فارغ ہو جانا۔ پس عبدالرحمٰن (اندر) گئے' اور جو کچھ تھا' مہمانوں کے سامنے لا کر رکھ دیا اور عرض کیا' کھاؤ۔ مہمانوں نے کہا' ہمارے گھر والے کہاں ہیں؟ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا' آپ لوگ ہماری طرف سے اپنی مہمان نوازی قبول کریں' اس لئے کہ اگر وہ (گھر والے' ابوبکر رضی اللہ عنہ) آگئے جب کہ آپ لوگوں نے کھانا نہیں کھایا ہو گا' تو ہمیں ان کا عتاب سہنا پڑے گا۔ لیکن انہوں نے (کھانے سے) انکار کر دیا۔ پس میں نے جان لیا کہ وہ (والد صاحب) مجھ پر ناراض ہوں گے۔ پس جب وہ تشریف لائے تو میں (ڈرتے ہوئے) ان سے ایک طرف ہو گیا۔ آپ نے پوچھا' تم لوگوں نے کیا کیا؟ تو انہوں نے بتلایا' پس انہوں نے آواز دی' اے عبدالرحمٰن! میں خاموش رہا۔ انہوں نے پھر آواز دی' اے عبدالرحمٰن! میں پھر بھی خاموش رہا۔ انہوں نے کہا' اے نادان بچے! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ اگر تو میری آواز سن رہا ہے تو چلا آ۔ چنانچہ میں نکل کر آیا اور کہا' آپ اپنے مہمانوں سے

پوچھ لیں (کہ ہم نے کوئی کوتاہی نہیں کی) انہوں نے کہا' عبدالرحمٰن نے سچ کہا ہے' یہ ہمارے پاس (کھانا) لایا تھا۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا' تو تم میرے انتظار میں رہے۔ اللہ کی قسم! میں آج کی رات کھانا نہیں کھاؤں گا۔ پس دوسروں نے بھی کہا' اللہ کی قسم! ہم بھی' جب تک آپ نہیں کھائیں گے' ہم نہیں کھائیں گے۔ تو آپ نے فرمایا' افسوس ہے تم پر' تمہیں کیا ہے تم ہماری مہمان نوازی قبول نہیں کرتے؟ لاؤ اپنا کھانا' پس عبدالرحمٰنؓ کھانا لایا۔ پس آپ نے اس میں ہاتھ ڈال کر فرمایا' پہلی حالت (جس میں غصے سے قسم کھائی) شیطان کی طرف سے تھی۔ پس آپ نے بھی کھایا اور باقی سب نے بھی کھانا کھایا۔ (بخاری و مسلم)

غـنـثـر' غین پر پیش' نون ساکن پھر ثاء' کم سمجھ' نادان۔ فـجـدع کے معنی ہیں' برا بھلا کہا۔ جدع کاٹنے کو کہتے ہیں۔ یـجـد عـلـی' جیم کے نیچے زیر۔ معنی ہیں' برہم ہوں گے۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب السمر مع الأهل، وكتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام - وصحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب إكرام الضيف وفضل إيثاره.

فوائد: ریاض الصالحین کے نسخوں میں فـتـفـرقـنـا اثـنـی عـشـر رجـلا۔ لیکن صحیح مسلم میں ففرقنا ہے' یعنی تفریق سے۔ ہم نے بارہ آدمیوں کو الگ الگ گروہوں میں بانٹ دیا تھا۔ اور صحیح بخاری میں فعرفنا ہے تعریف سے' عریف بنانا۔ ہم نے بارہ آدمیوں کو عریف بنا دیا تھا۔ امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم میں دونوں کو صحیح قرار دیا ہے۔ عریف کے معنی ہیں' لشکروں کی نگرانی اور خبرداری کے لئے قائد لشکر اور کمانڈر کے علاوہ کسی شخص کو مقرر کرنا۔ مطلب یہ ہوا کہ بارہ آدمیوں کو عریف مقرر کر دیا گیا تھا جن میں ہر عریف کے ساتھ اس کی معاونت کے لئے کچھ کچھ لوگ بھی تھے۔ اس اعتبار سے فـتـفـرقـنـا میں تاء کا اضافہ ناسخین کا سہو ہے۔ اس سے حسب ذیل فوائد معلوم ہوئے۔

(۱) مدارس دینیہ اور علوم اسلامیہ کے طلباء کو اس طرح اپنے اپنے گھروں میں ساتھ لے جا کر کھانا کھلانا جائز ہے۔ جیسے پہلے بعض علاقوں اور حلقوں میں اس کا رواج تھا اور شاید اب بھی کہیں ہو۔ (۲) عورت کا اذن خصوصی کے بغیر مہمان کی خاطرداری کرنا اور اسے کھلانا پلانا جائز ہے۔ (۳) باپ کا تادیب کے طور پر اولاد کے لئے سب و شتم

کرنا جائز ہے۔ (۴) مباح چیز کے ترک پر قسم کھانا جائز ہے۔ (۵) بہتر صورت سامنے آجائے تو قسم توڑ کر اسے اختیار کیا جائے۔ تاہم قسم کا کفارہ دینا ضروری ہو گا۔ (۶) اس میں کرامت کا اثبات ہے' کہ تھوڑے سے کھانے میں اللہ نے اتنی برکت ڈال دی کہ اہل خانہ' مہمانوں اور نبی کریم ﷺ کے علاوہ بارہ عریفوں نے بھی اپنے اپنے رفقاء سمیت اسے کھایا۔ (ملخصاً۔ از فتح الباری' کتاب المناقب' باب مذکور)

١٥٠٥ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قال: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُم مِنَ الأُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثونَ فَإِن يَكُ في أُمَّتي أَحَدٌ، فَإِنَّهُ عُمَرُ» رواه البخاري. ورواه مسلم من رواية عائشة، وفي روايتِهما: قال ابنُ وَهْبٍ: «مُحَدَّثُونَ» أي: مُلْهَمُونَ.

۲ / ۱۵۰۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم سے پہلے جو امتیں ہوئیں' ان میں کچھ لوگ مُحَدَّث ہوتے تھے۔ اگر میری امت میں بھی کوئی مُحَدَّث ہوا تو وہ عمر ہے (بخاری) اور مسلم نے اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے بیان کیا ہے اور ان دونوں روایتوں میں ہے کہ ابن وھب نے کہا' مُحَدَّثُون کے معنی ہیں الہام یافتہ۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر رضى الله عنه.

فوائد: ملھمون (الہام یافتہ) کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے دلوں میں باتیں ڈال دی جاتی ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ اگر اندیشہ محسوس ہو تو موسیٰ کو سمندر میں ڈال دیں۔ حضرت مریم کو القا ہوتا رہا۔ یہ بھی کرامت کی ایک صورت ہے۔ یہ حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں واضح ہے۔

١٥٠٦ ـ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: شَكَا أَهْلُ الكُوفَةِ سَعْداً، يَعْني: ابْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، إلى عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ، رضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَعزَلَه وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّاراً، فَشكَوْا حَتَّى ذَكَرُوا أَنَّهُ لَا يُحْسِنُ يُصَلِّي، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ، فقَالَ: يَا أَبَا إِسْحٰقَ! إِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ أَنَّكَ لَا تُحْسِنُ تُصَلِّي، فقَالَ: أَمَّا أَنَا وَاللهِ! فَإِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي بِهِمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، لَا أَخْرِمُ عَنْهَا أُصَلِّي صَلَاةَ العِشَاءِ فَأَرْكُدُ فِي الأُوْلَيَيْنِ وَأُخِفُّ فِي الأُخْرَيَيْنِ، قَالَ: ذٰلِكَ الظَّنُّ بِكَ يَا أَبَا إِسْحَاقَ! وَأَرْسَلَ مَعَهُ رَجُلاً ـ أَوْ رِجَالاً ـ

۳ / ۱۵۰۶۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ اہل کوفہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے انہیں (کوفے کی گورنری سے) معزول کر دیا اور ان پر حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو گورنر مقرر فرما دیا۔ اہل کوفہ نے حضرت سعدؓ کی شکایت میں یہاں تک بیان کیا کہ یہ تو نماز بھی صحیح طریقے سے نہیں پڑھاتے۔ پس حضرت عمرؓ نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور کہا' اے ابو اسحاق! (حضرت سعد کی کنیت) یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ تم نماز بھی صحیح نہیں پڑھاتے۔ تو حضرت سعدؓ نے فرمایا' میں تو اللہ کی قسم' ان کو رسول اللہ ﷺ جیسی نماز

إلى الكُوفَةِ يَسْأَلُ عَنهُ أَهلَ الكُوفَةِ، فَلَمْ يَدَعْ مَسْجِداً إِلَّا سَأَلَ عَنهُ، وَيُثْنُونَ مَعْرُوفاً، حَتَّى دَخَلَ مَسْجِداً لِبَنِي عَبْسٍ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنهُمْ، يُقَالُ لَهُ أُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ، يُكنَّى أَبَا سَعْدَةَ، فَقَالَ: أَمَا إِذْ نَشَدْتَنَا فَإِنَّ سَعْداً كَانَ لَا يَسِيرُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ، وَلَا يَعْدِلُ فِي القَضِيَّةِ، قَالَ سَعْدٌ: أَمَا وَاللهِ! لأَدْعُوَنَّ بِثَلَاثٍ: اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ عَبْدُكَ هذا كَاذِباً، قَامَ رِيَاءً، وَسُمْعَةً، فَأَطِلْ عُمُرَهُ، وَأَطِلْ فَقْرَهُ، وَعَرِّضْهُ لِلفِتَنِ. وَكَانَ بَعْدَ ذلِكَ إِذا سُئِلَ يَقُولُ: شَيْخٌ كَبِيرٌ مَفْتُونٌ، أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعْدٍ. قَالَ عَبْدُ المَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ الرَّاوِي عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: فَأَنَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلَى عَيْنَيْهِ مِنَ الكِبَرِ، وَإِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ لِلجَوَارِي فِي الطُّرُقِ فَيَغْمِزُهُنَّ. متفقٌ عليهِ.

پڑھاتا تھا' میں اس میں کوئی کمی نہیں کرتا تھا۔ میں مغرب و عشاء کی نماز پڑھاتا ہوں۔ پہلی دو رکعتوں میں قیام لمبا کرتا ہوں اور پچھلی رکعتوں میں مختصر۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا' اے ابو اسحاق! تمہارے متعلق یہی گمان تھا اور ان کے ساتھ ایک آدمی۔ یا چند آدمی۔ کوفے بھیجے' تاکہ وہ حضرت سعد کی بابت اہل کوفہ کی رائے معلوم کریں۔ پس انہوں نے کوفے کی ہر مسجد میں جاکر ان کی بابت پوچھا' سب نے ان کی تعریف کی۔ حتیٰ کہ وہ بنو عبس کی مسجد میں آئے' تو وہاں کے نمازیوں میں سے ایک شخص کھڑا ہوا' اسے اسامہ بن قتادہ کہا جاتا تھا اور کنیت ابو سعدہ تھی۔ اس نے کہا' جب آپ نے ہم سے پوچھ ہی لیا ہے تو عرض یہ ہے کہ سعد لشکر کے ساتھ (جہاد کے لئے) نہیں جاتے' تقسیم میں برابری نہیں کرتے اور فیصلہ کرنے میں انصاف سے کام نہیں لیتے۔ حضرت سعد ؓ نے فرمایا۔ میں بھی تین باتوں کی دعا ضرور کروں گا۔ اے اللہ! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور ریا کاری اور شہرت کی خاطر کھڑا ہوا ہے' تو اس کی عمر لمبی کر' اس کی غربت و ناداری میں اضافہ کر اور اسے فتنوں کا نشانہ بنا دے (چنانچہ ایسا ہی ہوا) اس کے بعد جب اس سے پوچھا جاتا تو کہتا' بہت بوڑھا اور فتنوں میں مبتلا ہوں' مجھے سعد کی بددعا لگ گئی ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے راوی عبدالملک بن عمیر کہتے ہیں کہ میں نے بعد میں اسے دیکھا کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی دونوں پلکیں اس کی آنکھوں پر گر پڑی تھیں اور وہ راستوں میں لڑکیوں سے تعرض کرتا اور انہیں اشارے کرتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب وجوب القراءة للإمام - وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر.

فوائد: اس میں ایک تو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی فضیلت کا بیان ہے کہ وہ مستجاب الدعوات تھے۔ دوسرے' کسی کی بابت تحقیق و تفتیش کرنی ہو تو اہل خیر و اہل صلاح سے پوچھا جائے' جیسے کوفے کی مساجد میں جا کر نمازیوں سے تحقیق کی گئی۔ تیسرے' عمال حکومت کو مصلحتاً بدل دینا بھی جائز ہے۔ جیسے حضرت سعدؓ کو معزول کر دیا گیا حالانکہ ان کے خلاف شکایات جھوٹ پر مبنی تھیں' پھر بھی حضرت عمرؓ نے مصلحت اسی میں سمجھی کہ ان کی جگہ نیا حاکم مقرر کر دیا جائے۔ چوتھے' اس میں کرامت کا اثبات ہے کہ حضرت سعد کی تینوں بددعائیں قبول ہوئیں۔

١٥٠٧ ـ وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَاصَمَتْهُ أَرْوَى بِنْتُ أَوسٍ إِلى مَرْوَانَ بنِ الحَكَمِ. وَادَّعَتْ أَنَّهُ أَخَذَ شَيْئاً مِنْ أَرْضِهَا، فَقَالَ سَعِيدٌ: أَنَا كُنْتُ آخُذُ مِنْ أَرْضِهَا شَيْئاً بَعْدَ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟! قَالَ: مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَخَذَ شِبْراً مِنَ الأَرْضِ ظُلْماً، طُوِّقَهُ إِلى سَبْعِ أَرَضِينَ» فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ: لَا أَسْأَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هذا، فَقَالَ سَعِيدٌ: اللَّهُمَّ! إِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً، فَأَعْمِ بَصَرَهَا، وَاقْتُلْهَا فِي أَرْضِهَا، قَالَ: فَمَا مَاتَتْ حَتَّى ذَهَبَ بَصَرُهَا، وَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشِي فِي أَرْضِهَا إِذْ وَقَعَتْ فِي حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ. متفقٌ عليه. وفي روايةٍ لمسلمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ وَأَنَّهُ رَآهَا عَمْيَاءَ تَلْتَمِسُ الجُدُرَ تَقُولُ: أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعِيدٍ، وَأَنَّها مَرَّتْ عَلَى بِئْرٍ فِي الدَّارِ الَّتِي خَاصَمَتْهُ فِيها، فَوَقَعَتْ فِيها، فَكَانَتْ قَبْرَهَا.

۴/ ١٥٠٧۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے اروی بنت اوس نے جھگڑا کیا اور حضرت مروان بن حکم (والی مدینہ) تک اپنی شکایت پہنچائی اور اس نے دعویٰ کیا کہ زید نے اس کی کچھ زمین غصب کر لی ہے۔ حضرت سعیدؓ نے کہا' کیا میں رسول اللہ ﷺ سے (وعید) سننے کے بعد اس کی زمین کا کچھ حصہ غصب کر لیتا؟ حضرت مروانؓ نے پوچھا۔ تم نے رسول اللہ ﷺ سے کیا (وعید) سنی ہے؟ انہوں نے کہا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جس نے ناجائز طریقے سے کسی کی ایک بالشت زمین بھی ہتھیا لی تو اسے (قیامت والے دن) سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ یہ سن کر حضرت مروانؓ نے ان سے کہا' اس کے بعد میں تم سے کوئی دلیل طلب نہیں کروں گا۔ پس حضرت سعیدؓ نے اس عورت کے لئے بددعاء فرمائی۔ اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کی آنکھوں کی بینائی ختم کر دے اور اس کو اس کی زمین ہی میں موت دے۔ حضرت عروہؓ بیان فرماتے ہیں کہ مرنے سے پہلے اس کی بینائی چلی گئی اور ایک وقت وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ ایک گڑھے میں گر گئی اور اس میں مر گئی۔

(بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت جو محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر سے اسی کے ہم معنی منقول ہے' اس میں ہے کہ محمد بن زید (راوی حدیث) نے اس عورت کو نابینا اور

دیواریں ٹٹولتے ہوئے دیکھا' وہ کہتی تھی' مجھے حضرت سعید ؓ کی بددعاء لگ گئی ہے اور وہ ایک کنویں پر سے گزری جو زمین کے اسی احاطے میں تھا جس کے بارے میں اس نے جھگڑا کھڑا کیا تھا' پس وہ اس میں گر کر مرگئی اور وہی حصہ زمین اس کی قبر بنا۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في سبع أرضين - وصحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب تحريم الظلم وغصب الأرض.

فوائد: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی اور عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ حضرت مروان بن حکم' صغار صحابہ میں سے ہیں جیسے حضرت حسن و حضرت حسین وغیرہ رضی اللہ عنہم ۔ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینے کے گورنر تھے اور اسی دور کا یہ واقعہ ہے جو روایت میں مذکور ہوا۔ یزید کے بیٹے معاویہ بن یزید کے بعد یہ چند مہینے خلیفہ بھی رہے۔ رضی اللہ عنہ ۔ اس میں حضرت سعید بن زید کی فضیلت اور استجابت دعاء سے ان کی کرامت واضح ہے۔ (۲) نیک لوگوں کو ایذا دینے سے بچنا چاہئے تاکہ انسان ان کی بددعاء سے محفوظ رہے' کیونکہ مظلوم کی بددعاء اللہ تعالیٰ بعض دفعہ فوراً قبول فرمالیتا ہے۔

١٥٠٨ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أُحُدٌ دَعَانِي أَبِي مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: مَا أُرَانِي إِلَّا مَقْتُولاً فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَإِنِّي لا أَتْرُكُ بَعْدِي أَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَإِنَّ عَلَيَّ دَيْناً فَاقْضِ، وَاسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِكَ خَيْراً فَأَصْبَحْنَا، فَكَانَ أَوَّلَ قَتِيلٍ؛ وَدَفَنْتُ مَعَهُ آخَرَ فِي قَبْرِهِ، ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِي أَنْ أَتْرُكَهُ مَعَ آخَرَ. فَاسْتَخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ، فَإِذَا هُوَ كَيَوْمَ وَضَعْتُهُ غَيْرَ أُذُنِهِ، فَجَعَلْتُهُ فِي قَبْرٍ عَلَى حِدَةٍ. رواه البخاري.

۵ / ۱۵۰۸ ۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جب احد کی جنگ برپا ہوئی تو میرے والد (حضرت عبداللہ) نے رات کے وقت مجھے بلایا اور فرمایا' مجھے یوں لگتا ہے کہ نبی ﷺ کے ساتھیوں میں سے جو پہلے شہید ہوں گے' میں بھی انہی میں سے ہوں گا اور میں اپنے بعد' رسول اللہ ﷺ کی ذات کے علاوہ' ایسا شخص چھوڑ کر نہیں جا رہا ہوں جو مجھے تجھ سے زیادہ عزیز ہو۔ اور یاد رکھنا کہ میرے ذمے قرض ہے' اسے ادا کرنا اور اپنی بہنوں کے ساتھ بھلائی کرنا' پس جب ہم نے صبح کی تو پہلے شہید ہونے والے وہی تھے اور میں نے ان کے ساتھ ایک اور شخص کو ان کی قبر میں دفن کر دیا' پھر میرا نفس اس بات پر مطمئن نہیں ہوا کہ میں ان کو دوسرے کے ساتھ ہی رہنے دوں' چنانچہ میں نے چھ مہینے کے بعد ان کو (قبر سے) نکال لیا' پس وہ کانوں کے سوا' اسی طرح تھے جیسے قبر میں رکھے جانے والے دن تھے۔ پھر میں نے ان کو ایک علیحدہ قبر میں رکھا۔

(بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب هل يخرج الميت من القبر؟.

فوائد: اس میں ایک تو صحابہ کرام کی اس محبت و تعلق خاطر کا بیان ہے جو انہیں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا' جو دنیا کی ہر چیز حتیٰ کہ اپنی جان اور اپنی اولاد سے بھی زیادہ تھا۔ دوسرے' ان کے دل شوق شہادت سے معمور تھے۔ تیسرے' حضرت جابرؓ کے والد کو اپنی شہادت کا اندازہ ہو گیا تھا۔ چوتھے' ان کی کرامت کا بیان ہے کہ چھ مہینے کے بعد بھی ان کی لاش صحیح اور سالم تھی۔ رضی اللہ عنہ۔ پنجم' اس سے بوقت ضرورت قبر سے لاش نکالنے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ لیکن یہ اسی صورت میں ہے کہ ابھی زیادہ وقت نہ گزرا ہو اور یہ ظن غالب ہو کہ لاش ابھی محفوظ ہی ہو گی۔

١٥٠٩ ـ وَعَن أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ في لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ المِصْبَاحَيْنِ بَيْنَ أَيدِيهمَا، فَلَمَّا افترَقَا، صَارَ مَعَ كلِّ وَاحِدٍ منهما وَاحِدٌ حَتى أَتَى أَهْلَهُ. رواه البخاري مِنْ طرُقٍ؛ وَفي بَعْضِها أَنَّ الرَّجُلَيْنِ أُسَيْدُ بنُ حُضيرٍ؛ وَعَبَّادُ بنُ بِشرٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا.

۶ / ۱۵۰۹ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے دو آدمی ایک اندھیری رات میں نبی ﷺ کے پاس سے نکلے اور ان دونوں کے ساتھ ان کے آگے آگے چراغ جیسی کوئی چیز تھی۔ پس جب دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک چراغ تھا' یہاں تک کہ ہر ایک اپنے گھر پہنچ گیا۔

(بخاری نے اسے کئی سندوں سے بیان کیا ہے۔ ان میں سے بعض میں ہے کہ یہ دو آدمی اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما تھے۔)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب٧٩ وهو قبل باب الخوخة والممر في المسجد، وكتاب مناقب الأنصار، باب منقبة أسيد بن حضير وعبّاد بن بشر.

فوائد: چراغ کی مثل یہ کیا چیز تھی؟ بعض کہتے ہیں کہ ان کی لاٹھی تھی جو چراغ کی طرح چمکتی تھی جس سے اندھیری رات میں انہیں راستے کی نشاندہی ہو جاتی تھی اور راستے کے نشیب و فراز واضح ہو جاتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ نور نبوت تھا' گویا یہ ان صحابہؓ کی کرامت تھی تو نبی کریم ﷺ کا معجزہ بھی تھا۔

١٥١٠ ـ وَعَنْ أَبي هُرَيْرَةَ، رَضيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَشَرَةَ رَهْطٍ عَيْناً سَرِيَّة، وَأَمَّرَ عَلَيْهِم عَاصِمَ بنَ ثَابِتٍ الأَنصَارِيَّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَانطَلَقُوا حَتَّى إذا كَانُوا بِالهَدْأَةِ، بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ؛ ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيلٍ يُقَالُ لَهُمْ: بَنُو

۷ / ۱۵۱۰ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس آدمیوں کا ایک لشکر جاسوس بنا کر بھیجا اور ان پر عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا۔ پس یہ چلتے رہے' یہاں تک کہ جب عسفان اور مکہ کے درمیان واقع ہداۃ جگہ پر پہنچے تو ہذیل کے ایک قبیلے کو' جس کو بنو لحیان کہا جاتا تھا' اس لشکر کی

لِحْيَانَ، فَنَفَرُوا لهم بقَرِيبٍ مِنْ مِائَةِ رَجُلٍ رَامٍ، فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ، فَلَمَّا أَحَسَّ بِهِمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ، لَجَؤُوا إلى مَوْضِعٍ، فَأَحَاطَ بِهِمُ القَوْمُ، فَقَالُوا انزلوا، فأعطوا بأَيْدِيكُم وَلَكُمُ العَهْدُ وَالمِيثَاقُ أنْ لَا نَقْتُلَ منكم أَحداً فَقَالَ عَاصِمُ بنُ ثَابتٍ: أيُّهَا القَومُ! أَمَّا أَنَا، فَلاَ أَنْزِلُ عَلى ذِمَّةِ كَافِرٍ، اللَّهُمَّ أخبرْ عَنَّا نَبِيَّكَ ﷺ، فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوا عَاصِماً، وَنَزَلَ إلَيْهِمْ ثَلاثَةُ نَفَرٍ عَلَى العَهْدِ والمِيثَاقِ، مِنهُمْ خُبَيْبٌ، وَزَيْدُ بْنُ الدَّثِنةِ وَرَجُلٌ آخَرُ. فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوا مِنهُمْ أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ، فَرَبَطُوهُمْ بها. قَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ: هذا أوَّلُ الغَدْرِ واللهِ! لَا أَصْحَبُكُمْ إنَّ لي بهؤُلاءِ أُسْوَةً، يُرِيدُ القَتْلَى، فَجَرُّوهُ وعَالجوهُ، فَأَبَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ، فقَتَلُوهُ، وَانطَلَقُوا بخُبَيْبٍ، وَزَيْدِ بنِ الدَّثِنَةِ، حَتى بَاعُوهُما بمكةَ بَعْدَ وَقْعةِ بَدْرٍ؛ فَابتَاعَ بَنُو الحَارِثِ بنِ عامرِ بن نوفلِ بن عبدِ مَنَافٍ خُبَيْباً وَكانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الحارثَ يَوْمَ بَدْرٍ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِندَهُم أَسِيراً حَتى أَجْمَعُوا عَلى قَتْلِهِ، فَاسْتَعَارَ مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الحارثِ مُوسَى يَسْتَحِدُّ بهَا فَأَعَارَتْهُ، فَدَرَجَ بُنَيٌّ لَهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ حتى أَتَاهُ، فَوَجَدَتْهُ مُجْلِسَهُ عَلى فَخذِهِ وَالمُوسَى بيَدِهِ، فَفَزِعَتْ فَزْعةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ، فَقَالَ: أَتَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لأَفْعَلَ ذٰلِكَ! قَالَتْ: وَاللهِ! مَا رَأَيْتُ أَسِيراً خَيْراً مِنْ خُبَيبٍ، فَواللهِ! لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْماً يَأْكُلُ قِطْفاً مِنْ عِنَبٍ في يَدِهِ وإنَّهُ لَمُوثَقٌ بِالحَدِيدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرَةٍ، وَكَانَتْ تَقُولُ:

اطلاع کر دی گئی۔ چنانچہ وہ فوراً سو کے قریب تیر اندازوں کو لے کر ان کے مقابلے کے لئے نکل آئے اور ان کے نشانات قدم کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ پس جب عاصم اور ان کے ساتھیوں کو ان کی آہٹ محسوس ہوئی تو انھوں نے ایک جگہ پر پناہ پکڑی۔ پس بنو لحیان کے افراد نے ان کو گھیر لیا اور کہا کہ نیچے اتر آؤ اور اپنے کو ہمارے حوالے کر دو' ہم تم سے عہد و میثاق کرتے ہیں کہ ہم تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ تو عاصم بن ثابت نے کہا۔ لوگو' میں تو بہرحال کسی کافر کے عہد پر نیچے نہیں اتروں گا' اے اللہ! تو ہماری بابت اپنے پیغمبر کو اطلاع کر دے۔ پس دشمن نے ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی اور حضرت عاصم کو قتل کر دیا اور تین آدمی ان کے عہد و میثاق پر نیچے آ گئے۔ ان میں سے ایک خبیب' دوسرے زید بن دثنہ اور ایک اور آدمی تھا' پس جب انھوں نے ان پر قابو پا لیا تو ان کی کمانوں کی تانتیں کھول کر ان سے ان کو باندھ دیا۔ تیسرے آدمی نے کہا' یہ پہلی بدعہدی ہے' اللہ کی قسم میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ میرے لئے ان مقتولین کا نمونہ ہے۔ پس دشمن نے ان کو کھینچا اور ان سے لڑے' لیکن انھوں نے پھر بھی ان کے ساتھ جانے سے انکار کیا' چنانچہ دشمن نے ان کو بھی مار دیا اور حضرت خبیب اور زید بن دثنہ کو لے کر چلے' حتیٰ کہ انھوں نے جنگ بدر کے واقعے کے بعد ان دونوں کو مکے میں بیچ دیا۔ پس خبیب کو تو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کے بیٹوں نے خرید لیا اور خبیب وہ شخص تھے جنھوں نے جنگ بدر والے دن حارث کو قتل کیا تھا۔ پس خبیب ان کے پاس قیدی کے طور پر رہے' یہاں تک کہ انھوں نے ان کو قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ پس (اسی قید کے دوران) ایک روز خبیب نے حارث کی کسی

إِنَّهُ لَرِزْقٌ رَزَقَهُ اللهُ خُبَيباً، فَلَمَّا خَرَجُوا بِهِ مِنَ الحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الحِلِّ، قَالَ لَهُم خُبَيْبٌ: دَعُونِي أُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ، فَتَرَكُوهُ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ: وَاللهِ لَوْلا أَنْ تَحْسَبُوا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ لَزِدْتُ، اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَداً، وَاقْتُلْهُمْ بِدَداً، وَلا تُبْقِ مِنْهُم أَحَداً، وَقَالَ:

فَلَسْتُ أُبَالِي حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلَى أَيِّ جَنْبٍ كَانَ لله مَصْرَعِيْ

وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الإِلٰـهِ وَإِنْ يَشَأْ
يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْراً الصَّلاةَ، وَأَخْبَرَ - يعني النَّبِيَّ ﷺ - أَصْحَابَهُ يَوْمَ أُصِيبُوا خَبَرَهُمْ، وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلى عَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ حِينَ حُدِّثُوا أَنَّهُ قُتِلَ أَنْ يُؤْتَوا بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرَفُ، وَكَانَ قَتَلَ رَجُلاً مِنْ عُظَمَائِهِمْ، فَبَعَثَ اللهُ لِعَاصِمٍ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ، فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ، فَلَمْ يَقْدِرُوا أَنْ يَقْطَعُوا مِنْهُ شَيْئاً، رواه البخاري. قَوْلُهُ: الهَدْأَةُ: مَوْضِعٌ، وَالظُّلَّةُ: السَّحَابُ. وَالدَّبْرُ: النَّحْلُ. وَقَوْلُهُ: «اقْتُلْهُمْ بِدَداً» بِكَسْرِ البَاءِ وفتحِها، فمن كسر، قال: هو جمع بِدَّةٍ بكسرِ الباءِ، وهي النصيب، ومعناه: اقْتُلْهُمْ حِصَصاً مُنْقَسِمَةً لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ نَصِيبٌ، وَمَنْ فَتَحَ، قَالَ: مَعْنَاهُ: مُتَفَرِّقِينَ

بیٹی سے زیر ناف کے بال مونڈھنے کے لئے استرا مانگا' تو اس نے وہ انہیں دے دیا۔ اس کا ایک بچہ' جب کہ وہ غافل تھی' حضرت خبیب کے پاس چلا گیا' پس اس نے بچے کو خبیب کی ران پر بیٹھے ہوئے پایا اور استرا ان کے ہاتھ میں تھا۔ تو وہ لڑکی گھبرا اٹھی' جسے حضرت خبیب نے بھی پہچان لیا' پس انہوں نے کہا' کیا تو اس بات سے ڈرتی ہے کہ میں اسے قتل کر دوں گا۔ میں ایسا کام کرنے والا نہیں ہوں۔ اس لڑکی نے کہا۔ اللہ کی قسم' میں نے خبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ پس اللہ کی قسم' ایک دن میں نے انہیں انگوروں کا خوشہ ہاتھ میں لئے کھاتے دیکھا' جب کہ یہ بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے اور ان دنوں مکے میں کوئی پھل نہیں تھا اور وہ کہتی تھی کہ یہ ایسا رزق ہے جو خبیب کو اللہ نے دیا ہے۔ پس جب وہ دشمن ان کو حرم سے لے کر نکلے تا کہ انہیں حل میں لے جا کر قتل کریں تو ان سے خبیب نے کہا' مجھے چھوڑ دو' میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ تو انہوں نے ان کو چھوڑ دیا اور انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں' پھر فرمایا' اللہ کی قسم' اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم گمان کرو گے کہ مجھے موت کے خوف نے گھبراہٹ میں ڈال دیا ہے' تو میں اور زیادہ نماز پڑھتا۔ (پھر دعاء فرمائی) اے اللہ' ان کی تعداد گن لے' ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے مار اور ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ۔ اور یہ شعر پڑھا۔ جب میں اسلام کی حالت میں مارا جا رہا ہوں تو مجھے کوئی پروا نہیں کہ کس پہلو پر' اللہ کے لئے' میری موت واقع ہو گی۔ اور میری یہ موت اللہ کی راہ میں ہے' وہ اگر چاہے تو کٹے ہوئے جسم کے اعضاء میں برکت ڈال دے۔ اور حضرت خبیب وہ شخص ہیں' جنہوں نے ہر اس مسلمان کے لئے جس کو باندھ' جکڑ کر مارا جائے' نماز کا طریقہ جاری کیا اور نبی ﷺ نے

في القَتْلِ وَاحداً بَعْدَ وَاحِدٍ مِنَ التَّبْدِيدِ.
وفي الباب أحاديثُ كثيرةٌ صَحِيحَةٌ سَبقت في مَوَاضِعِهَا مِنْ هٰذَا الكِتَابِ، مِنها حديثُ الغُلَامِ الذي كَانَ يَأْتي الرَّاهِبَ والسَّاحِرَ، وَمِنْهَا حديثُ جُرَيْجٍ، وحديثُ أَصْحَابِ الغارِ الذِينَ أَطْبَقَتْ عَلَيْهِمُ الصَّخْرَةُ، وحديثُ الرَّجُلِ الذي سَمِعَ صَوتاً في السَّحَابِ يقولُ: اسْقِ حَدِيقَةَ فُلانٍ، وَغيْرُ ذٰلِكَ والدَّلَائِلُ في البابِ كثيرةٌ مَشْهُورَةٌ، وبِاللهِ التَّوْفِيقُ.

اپنے صحابہ کو ان کی خبر اسی روز دی جس روز ان کو شہید کیا گیا اور قریش نے کچھ لوگوں کو عاصم بن ثابت کی طرف بھیجا' جب ان کو بتلایا گیا کہ وہ قتل کر دیئے گئے ہیں' کہ وہ ان کے جسم کا کوئی ایسا حصہ لے کر آئیں جن سے ان کی شناخت کی جا سکے (کیونکہ) انہوں نے قریش کے بڑوں میں سے ایک بڑے آدمی کو قتل کیا تھا' تو اللہ تعالیٰ نے عاصم کی حفاظت کے لئے بھڑوں (یا شہد کی مکھیوں) کی ایک جماعت کو بادل کے سائے کی طرح بھیج دیا' پس انہوں نے قریش کے ان فرستادوں سے انہیں بچایا اور وہ اس بات پر قادر ہی نہیں ہو سکے کہ وہ ان کے جسم کا کوئی حصہ کاٹ لیں۔ (بخاری)

الهدأة (یا هداة' قضاة کے وزن پر) ایک جگہ کا نام ہے۔ ظلہ' بادل' دبر' شہد کی مکھی۔ بددا' باء کے نیچے زیر اور زبر۔ جو کہتے ہیں زیر ہے' ان کے نزدیک یہ بدة (باء کے کسرے کے ساتھ) کی جمع ہے۔ اس کے معنی حصے کے ہیں۔ یعنی یا اللہ ان کو حصوں میں تقسیم کر کے مار' ہر ایک کے لئے اس میں سے حصہ ہو۔ اور جو کہتے ہیں زبر ہے' اس کے معنی ہیں۔ ان کو یکے بعد دیگرے الگ الگ کر کے مار' یہ تبدید سے مشتق ہو گا۔

اور اس باب (اثبات کرامت کے بیان) میں بہت سی صحیح حدیثیں ہیں جو اس کتاب (ریاض الصالحین) میں مختلف جگہوں اور بابوں میں گزر چکی ہیں۔ ان میں سے اس لڑکے کا واقعہ ہے جو پادری اور جادوگر دونوں کے پاس جایا کرتا تھا۔ (دیکھئے باب الصبر) جریج کا قصہ ہے (جو باب الاخلاص میں ہے) ان غار والوں کا واقعہ ہے جس کا دہانہ چٹان نے بند کر دیا تھا' (باب الاخلاص) اور اس آدمی کا واقعہ ہے جس نے بادلوں میں سے یہ آواز سنی تھی کہ فلاں باغ کو سیراب کر (باب الکرم والجود) ان کے علاوہ دیگر واقعات اور اس کے دلائل بھی کثرت سے ہیں اور مشہور ہیں۔ وباللہ التوفیق

تخریج: صحيح بخاري، كتاب المغازي، باب غزوة الرجيع، وكتاب الجهاد، باب هل يستأسر الرجل؟.

فوائد: رھط' ایک جماعت کو کہتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ چھ افراد پر مشتمل جماعت تھی۔ عاصم بن ثابت' مُرثد بن ابی مرثد' خبیب بن عدی' زید بن دثنہ' عبداللہ بن طارق اور خالد بن بکیر اور بعض کے نزدیک یہ دس افراد تھے۔ واللہ اعلم۔

اس واقعے میں ان کی کئی کرامات کا اثبات ہے۔ مثلاً' ان کی دعاء کے مطابق ان کی شہادت کی خبر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے سے اسی دن اپنے پیغمبر کو پہنچا دی جس دن وہ عروس شہادت سے ہمکنار ہوئے۔ دوسرے' حالت قید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خبیب کو بے موسمی پھل عطا فرمائے۔ تیسرے' عاصم کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں یا بھڑوں کو مقرر فرما دیا۔ چوتھے' انہوں نے ان ظالم قاتلوں کے لئے جو بددعاء کی' ان کی بددعاء کے مطابق وہ اسی انجام بد سے دوچار ہوئے جس طرح بددعاء کی گئی تھی۔

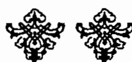
اس میں ایک تو اس امر کی اجازت ہے کہ دشمن اگر سختی کا مظاہرہ کرے تو اس کی امان قبول کرنے سے انکار کر دیا جائے چاہے اس کے نتیجے میں اس کو مار ہی دیا جائے۔ البتہ جہاں نرمی کا امکان ہو' وہاں امن طلب کر کے جان بچانے کی سعی کرنے کی ضرورت ہے۔ (۲) صحابہ کرام کی بے مثال استقامت اور مشرکوں کی ایذاؤں پر صبر کرنے کا بیان ہے۔ (۳) سخت سے سخت حالات میں بھی صحابہ نے حسن اخلاق و کردار کا ثبوت پیش کیا اور جان کے دشمن کے بچے کو بھی پیار کیا' اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ (۴) شہادت کے وقت دشمن سے مہلت حاصل کر کے دو رکعت نماز پڑھ لی جائی' کیونکہ حضرت خبیب کے اس طرز عمل کو رسول اللہ ﷺ نے برقرار رکھا اور اس پر نکیر نہیں فرمائی۔ (۵) مشرکین اور ظالم دشمنوں کے لئے بددعاء کرنا جائز ہے۔ (٦) مشرکین بھی حرمت والے مہینوں اور حرم کی تعظیم کرتے تھے۔ (فتح الباری)

١٥١١ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما قَالَ: مَا سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ لِشَيْءٍ قَطُّ: إِنِّي لَأَظُنُّهُ كَذَا إِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۸/ ۱۵۱۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں نے جب بھی حضرت عمرؓ سے کسی معاملے کی بابت یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرا اس کی بابت یہ گمان (خیال) ہے تو وہ ان کے گمان کے مطابق ہی ظہور پذیر ہوتا۔ (بخاری)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب مناقب الأنصار، باب إسلام عمر بن الخطاب رضى الله عنه.

فوائد: اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور کرامت کا اثبات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ذکاوت و فطانت سے حصہ وافر عطا فرمایا تھا' اسی لئے نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری امت میں اگر کوئی مُحَدَّث (ملہم) ہوا تو وہ عمر ہو گا۔



١٧ ـ كِتَابُ الأُمُوْرِ الْمَنْهِيِّ عَنْهَا

١٧۔ اللہ کے منع کردہ کاموں کی کتاب

٢٥٤ ـ بَابُ تَحْرِيمِ الْغِيبَةِ وَالأَمْرِ بِحِفْظِ اللِّسَانِ

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ﴾ [الحجرات: ١٢]. وقَالَ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾ [الإسراء: ٣٦]. وقَالَ تَعَالَى: ﴿مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ [ق: ١٨].

اِعْلَمْ أَنَّهُ يَنْبَغِي لِكُلِّ مُكَلَّفٍ أَنْ يَحْفَظَ لِسَانَهُ عَنْ جَمِيعِ الكَلَامِ إِلَّا كَلَاماً ظَهَرَتْ فِيهِ المَصْلَحَةُ، وَمَتَى اسْتَوَى الكَلَامُ وَتَرْكُهُ فِي المَصْلَحَةِ، فَالسُّنَّةُ الإِمْسَاكُ عَنْهُ، لأَنَّهُ قَدْ يَنْجَرُّ الكَلَامُ المُبَاحُ إِلَى حَرَامٍ أَوْ مَكْرُوهٍ؛ وَذٰلِكَ كَثِيرٌ فِي العَادَةِ، وَالسَّلَامَةُ لَا يَعْدِلُهَا شَيْءٌ.

٢٥٤۔ غیبت کے حرام ہونے اور زبان کی حفاظت کرنے کا حکم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم میں سے ایک شخص دوسرے کی غیبت نہ کرے' کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے' تم تو اسے ناپسند کرتے ہو' اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت رجوع کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ (الحجرات' ۱۲)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اس چیز کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہیں' بے شک کان' آنکھ اور دل' ان سب ہی سے باز پرس ہو گی۔ (سورۂ بنی اسرائیل' ۳۶)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: انسان جو لفظ بھی بولتا ہے' تو اس کے پاس ہی ایک نگران تیار ہے۔ سورۂ ق' ۱۸)

امام نوویؒ فرماتے ہیں: معلوم ہونا چاہئے کہ ہر مکلف انسان کے لئے مناسب ہے کہ وہ اپنی زبان کی ہر قسم کی گفتگو سے حفاظت کرے' صرف وہ گفتگو کرے جس میں مصلحت واضح ہو اور جہاں مصلحت کے اعتبار سے بولنا اور خاموش رہنا دونوں برابر ہوں تو پھر خاموش رہنا سنت ہے' اس لئے کہ بعض دفعہ جائز گفتگو بھی

حرام یا مکروہ تک پہنچا دیتی ہے اور ایسا عام طور پر ہوتا ہے اور سلامتی کے برابر کوئی چیز نہیں۔

١٥١٢ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْراً، أَوْ لِيَصْمُتْ» متفقٌ عليه. وهٰذَا الحَدِيثُ صَرِيحٌ فِي أَنَّهُ يَنْبَغِي أَنْ لَا يَتَكَلَّمَ إِلَّا إذا كَانَ الكَلَامُ خَيْراً، وَهُوَ الَّذي ظَهَرَتْ مَصْلَحَتُهُ، وَمَتى شَكَّ في ظُهُورِ المَصْلَحَةِ؛ فَلَا يَتَكَلَّمُ.

١/ ١٥١٢ ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ یا تو بھلائی کی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے واضح ہے کہ گفتگو اسی وقت مناسب ہے جب اس میں کوئی بھلائی ہو اور یہ وہی بات ہے جس کی مصلحت ظاہر ہو اور جب مصلحت کے ظہور میں (یقین کی بجائے) شک ہو تو پھر گفتگو ہی نہ کرے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، وكتاب الرقاق ـ وصحيح مسلم، كتاب اللقطة، باب الضيافة ونحوه.

١٥١٣ ـ وعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ المُسْلِمِينَ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «مَنْ سَلِمَ المُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ» متفقٌ عليه.

٢/ ١٥١٣ ـ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مسلمانوں میں سے کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا، جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب أيّ الإسلام أفضل؟ وكتاب الرقاق ـ وصحيح مسلم، باب بيان تفاضل الإسلام.

١٥١٤ ـ وعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الجَنَّةَ» متفقٌ عليه.

٣/ ١٥١٤ ـ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص مجھے دو جبڑوں کے درمیان چیز (زبان) کی اور دو پیروں کے درمیان چیز (شرم گاہ) کی حفاظت کی ضمانت دے دے، تو میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان.

مسلم میں یہ روایت نہیں ملی۔

فوائد: دو جبڑوں کے درمیان زبان ہوتی ہے اور دو پیروں کے درمیان شرم گاہ۔ ان دونوں کی حفاظت پر جنت کی بشارت ہے۔ حفاظت کا مطلب ہے کہ ان کا استعمال صرف جائز جگہوں پر کیا جائے اور ناجائز استعمال سے ان کی حفاظت کی جائے۔

١٥١٥ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ

٤/ ١٥١٥ ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ فِيهَا يَزِلُّ بِهَا إِلَى النَّارِ أَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ» متفقٌ عليهِ. ومعنى: «يَتَبَيَّنُ» يَتَفَكَّرُ أَنَّهَا خَيْرٌ أَمْ لَا.

انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بندہ ایک بات کرتا ہے' اس میں غور و فکر نہیں کرتا اور وہ اس بات کی وجہ سے مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ جہنم کی آگ کی طرف گر جاتا ہے۔
(بخاری و مسلم)
یتبیـن کے معنی ہیں' غور و فکر کرنا کہ وہ بہتر ہے یا نہیں؟

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان - وصحيح مسلم، كتاب الزهد، باب حفظ اللسان.

فوائد: اس میں زبان کی بے اعتدالی کے نقصانات کو واضح کیا گیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ انسان ہر بات کرنے سے پہلے' اسے تولے اور پھر بولے۔

١٥١٦ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللهِ تَعَالَى مَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللهِ تَعَالَى لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ» رواه البخاري.

۵ / ۱۵۱۶۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' بندہ اللہ کی رضا مندی کی بات کرتا ہے' اس کی طرف اس کی توجہ بھی نہیں ہوتی' لیکن اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے کئی درجے بلند فرما دیتا ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی والی بات کرتا ہے جس کی طرف اس کا دھیان بھی نہیں ہوتا لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم میں جا گرتا ہے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان.

١٥١٧ - وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللهِ تَعَالَى مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللهِ مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللهُ لَهُ بِهَا سَخَطَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ». رَوَاهُ مالكٌ في «الْمُوَطَّأ» والترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۶ / ۱۵۱۷۔ ابو عبدالرحمٰن بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی بات کرتا ہے' اس کو گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ کہاں تک پہنچے گی' اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لئے قیامت کے دن تک اپنی رضا مندی لکھ دیتا ہے اور آدمی (بعض دفعہ) اللہ کی ناراضی کا ایسا کلمہ بولتا ہے' اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ کہاں تک پہنچے گا اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لئے اپنی ملاقات کے دن تک اپنی ناراضی لکھ دیتا ہے۔ (اسے امام مالک نے "موطا" میں اور ترمذی نے روایت کیا ہے'

اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

تخریج: مؤطا إمام مالك، كتاب الجامع، باب ما يؤمر به من التحفظ في الكلام - وسنن ترمذي، أبواب الزهد، باب قلة الكلام.

فوائد: اس حدیث میں بھی ایک ایسی حقیقت کا بیان ہے جس کا عام مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ بعض دفعہ آدمی زبان سے ایسا کلمہ خیرادا کرتا ہے جس سے کسی کا دل خوش ہو جاتا ہے' یا اس کی اصلاح ہو جاتی ہے یا وہ ظلم و معصیت کے ارادے سے باز آجاتا ہے تو یقیناً یہ کلمہ خیر عنداللہ بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے اور اسی طرح بعض دفعہ انسان کی زبان سے ایسا کلمہ شرادا ہو جاتا ہے کہ اس کو اس کی تباہ کاری و حشر سامانی کا اندازہ نہیں' لیکن اس کا کلمہ کسی کی دل آزاری' یا گمراہی یا ظلم و معصیت کا باعث بنتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ زبان کی حفاظت اور اس کا صحیح استعمال نہایت ضروری ہے' ورنہ یہ انسان کو تباہی کے گڑھے میں ڈال دے گی۔

١٥١٨ - وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! حَدِّثْني بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهِ قَالَ: «قُلْ رَبِّيَ اللهُ، ثُمَّ اسْتَقِمْ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا أَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ؟ فَأَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهِ، ثُمَّ قَالَ: «هذا» رواه الترمذي وَقالَ: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۷ / ۱۵۱۸ - حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھے ایسی بات بتلائیے' جس کو میں مضبوطی سے پکڑ لوں۔ آپ نے فرمایا' تم کہو' میرا رب اللہ ہے' پھر اس پر جم جاؤ۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! سب سے زیادہ خطرے والی چیز' جس کا آپ کو مجھ سے اندیشہ ہو' کیا ہے؟ پس آپ نے اپنی زبان پکڑی' پھر فرمایا' یہ زبان۔

(ترمذی)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الزهد، باب ما جاء في حفظ اللسان.

شیخ البانی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے' دیکھئے الضعیفہ' رقم ۹۲۰' و رقم ۹۰۸' ج: ۲ / ۲۲۱ اور ۳۰۹۔

فوائد: اللہ تعالیٰ اور اس کی ربوبیت پر ایمان یہ تمام اعمال صالحہ کی بنیاد ہے' اس کے بغیر کسی عمل کی عنداللہ کوئی اہمیت نہیں۔ اور اس پر استقامت کا مطلب ہے کہ اس کی رضا اور عدم رضا کو ہر وقت سامنے رکھا جائے' اس کے اوامر کو بجالایا جائے تاکہ وہ راضی ہو جائے اور نواہی سے بچا جائے تاکہ وہ ناراض نہ ہو۔ زبان کی حفاظت کی تاکید بھی اسی لئے ہے کہ زبان کی بے احتیاطی سے انسان غضب الٰہی کا مورد نہ بن جائے۔

١٥١٩ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُكْثِرُوا الكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ، فَإِنَّ كَثْرَةَ الكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ تَعَالَى قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ! وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللهِ القَلْبُ القَاسِي» رواه الترمذي.

۸ / ۱۵۱۹ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ کے ذکر کے علاوہ اور باتیں زیادہ نہ کرو' اس لئے کہ اللہ کے ذکر کے علاوہ اور زیادہ باتیں' دل کی سختی ہے اور لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ دور سخت دل (والا آدمی) ہے۔

(ترمذی)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الزهد، باب أبعد الناس من الله القلب القاسی

فوائد: دل کے سخت ہونے کا مطلب ہے کہ حالات و واقعات سے وہ عبرت و موعظت نہ پکڑے اور وعظ و نصیحت سے کوئی اثر قبول نہ کرے۔ اللہ کے ذکر کی بجائے فضول باتوں سے قلوب انسانی سخت ہو جاتے ہیں جو نہایت بدبختی کی علامت ہے۔ اس لئے انسان کو اللہ کا ذکر ہی کثرت سے کرنا چاہئے۔

١٥٢٠ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ وَقَاهُ اللهُ شَرَّ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَشَرَّ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ دَخَلَ الجَنَّةَ» رَوَاه التِّرمِذِي وقال: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۹ / ۱۵۲۰ ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جس کو اللہ نے اس زبان کے شر سے بچالیا جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے اور اس شرم گاہ کے شر سے بچالیا جو اس کے دو پیروں کے درمیان ہے' تو وہ جنت میں جائے گا۔

(ترمذی' یہ حدیث حسن ہے۔)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الزهد، باب ما جاء في حفظ اللسان.

١٥٢١ ـ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ: «أَمسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ، وَابْكِ عَلَى خَطِيئَتِكَ» رواه الترمذي وقَالَ: حديثٌ حسنٌ.

۱۰ / ۱۵۲۱ ـ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! نجات کس طرح ممکن ہے؟ آپ نے فرمایا' اپنی زبان کو قابو میں رکھو' تمہارا گھر تمہیں اپنے اندر سما لے (یعنی تمہارا فارغ وقت گھر کے اندر ہی گزرے) اور اپنی غلطیوں پر خوب روؤ۔ (ترمذی' یہ حدیث حسن ہے۔)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الزهد، باب ما جاء في حفظ اللسان.

فوائد: لوگوں سے زیادہ میل جول اور ان سے گپ شپ میں انسان کے دین کو بہت خطرات لاحق رہتے ہیں۔ اس لئے زیادہ اختلاط کی بجائے گھر میں اللہ کی اطاعت اور ذکر و فکر اور تلاوت وغیرہ میں اپنے فارغ اوقات کو صرف کرنا بہت بہتر ہے۔ اسی طرح تنہائیوں میں اپنی خطاؤں اور لغزشوں پر رونا بھی اللہ کو بہت پسندیدہ ہے' اس حدیث میں زبان کی حفاظت کے علاوہ ان دو باتوں کی بھی تاکید ہے۔

١٥٢٢ ـ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إذا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ، فَإِنَّ الأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ، تَقُولُ: اتَّقِ اللهَ فِينَا، فَإِنَّمَا نَحْنُ بِكَ: فَإِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمنا وَإِنِ اعْوَججْتَ اعْوَجَجْنَا» رواه الترمذي. معنى «تُكَفِّرُ

۱۱ / ۱۵۲۲ ـ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب انسان صبح کرتا ہے تو اس کے جسم کے تمام اعضاء اس سے نہایت عاجزی سے عرض کرتے ہیں' کہتے ہیں' تو ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرنا' اس لئے کہ ہمارا معاملہ تیرے ساتھ وابستہ ہے' اگر تو سیدھی رہے گی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے' اگر تو نے کجی اختیار کی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

اللِّسَانَ»: أَيْ تَذِلُّ وَتَخْضَعُ لَهُ.

(ترمذی)

تکفر اللسان' کے معنی ہیں' زبان کے سامنے عاجزی اور خشوع خضوع سے عرض کرتے ہیں۔

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الزهد، باب ما جاء في حفظ اللسان.

فوائد: اس سے واضح ہے کہ زبان کو سوچ سمجھ کر استعمال کرنا کتنا ضروری ہے کہ زبان کی ذرا سی بے اعتدالی کی سزا پورے جسم انسانی کو بھگتنی پڑتی ہے۔ لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں تو مار جسم ہی کو برداشت کرنی پڑتی ہے' بعض دفعہ جسم کو ہمیشہ کی نیند تک سلا دیا جاتا ہے۔ ٹیڑھے ہونے کا مطلب یہی ہے کہ زبان کے ٹیڑھے پن کی زد پورے جسم پر پڑتی ہے۔ اور سیدھے رہنے کا مطلب ابتلاء و آزمائش سے محفوظ رہنا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں دل کو تمام جسم انسانی کی اصلاح یا فساد کا باعث بتلایا گیا ہے' جب کہ اس حدیث سے زبان کا یہ مقام واضح ہوتا ہے۔ تو ان میں باہم کوئی تعارض نہیں۔ اس لئے کہ زبان دل کی جانشین اور اس کی ترجمان ہے اور انسان زبان اور دل دونوں کے مجموعے سے عبارت ہے اور آدمیت انہی دونوں چھوٹی چیزوں کا نام ہے۔ ایک عربی مفکر نے کیا خوب کہا ہے۔ لسان الفتی نصف ونصف فواده۔ آدمی کی زبان نصف ہے اور اس کا دل دوسرا نصف ہے۔

١٥٢٣ ـ وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَخْبِرني بِعَمَلٍ يُدْخِلُني الجَنَّةَ، وَيُبَاعِدُني مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: «لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ عَظِيمٍ، وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلى مَن يَسَّرَهُ اللهُ تَعَالى عَلَيْهِ: تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ البَيْتَ» ثُمَّ قَالَ: «أَلا أَدُلُّكَ عَلى أَبْوَابِ الخَيْرِ؟ الصَّوْمُ جُنَّةٌ، والصَّدَقَةُ تُطْفِىءُ الخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِىءُ المَاءُ النَّارَ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ» ثُمَّ تَلا: ﴿ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ ٱلْمَضَاجِعِ ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿ يَعْمَلُونَ ﴾ [السجدة: ١٦ـ١٧]. ثُمَّ قَالَ: «أَلَا

۱۲/ ۱۵۲۳۔ حضرت معاذ بنائیں سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتلایئے جو مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے مجھے دور کر دے۔ آپ ؐ نے فرمایا' تونے بہت بڑی بات کا سوال کیا ہے' لیکن یہ اس کے لئے آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ اس کو آسان فرما دے (یعنی توفیق عمل دے دے) تو اللہ کی عبادت کر' اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرا' نماز قائم کر' زکوٰۃ دے' رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر' اگر اس کی طرف راستے کی طاقت رکھے۔ پھر فرمایا' کیا میں تجھے بھلائی کے دروازے نہ بتلاؤں؟ روزہ ڈھال ہے' صدقہ گناہ کو بجھا دیتا (یعنی اس کے اثر کو دور کر دیتا) ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدمی کا رات کے پچھلے پہر (درمیان) میں نماز پڑھنا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "ان کے پہلو' بستروں سے

أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الأَمْرِ، وَعَمُودِهِ، وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ» قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «رَأْسُ الأَمْرِ الإِسْلَامُ، وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ، وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الجِهَادُ» ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهِ؟» قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ! فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ فَقَالَ: «كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟ فَقَالَ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ! وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ؟» رواه الترمذي وقال: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وقد سبق شرحه.

دور رہتے ہیں" یہاں تک کہ یعملون تک پہنچ گئے۔ پھر فرمایا' کیا میں تجھے دین کا سر' اس کا ستون اور اس کے کوہان کی بلندی نہ بتلاؤں؟ میں نے کہا' کیوں نہیں' اللہ کے رسول۔ (ضرور بتلائیے) آپ نے فرمایا' دین کا سر اسلام ہے' اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی بلندی جہاد ہے۔ پھر فرمایا' کیا میں تجھے ایسی بات نہ بتلاؤں' جس پر ان سب کا دار و مدار ہے؟ میں نے کہا' کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا۔ اس کو روک کے رکھ۔ میں نے عرض کیا' کیا ہم زبان کے ذریعے سے جو گفتگو کرتے ہیں' اس پر بھی ہماری گرفت ہو گی؟ آپ نے فرمایا' تیری ماں تجھے گم پائے (یہ بددعاء نہیں' عربی محاورہ ہے) جہنم میں لوگوں کو ان کی زبانوں کی کاٹی ہوئی کھیتیاں ہی اوندھے منہ گرائیں گی۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا' یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس کی شرح اس سے ما قبل میں گزری ہے۔

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الإيمان، باب ما جاء في حرمة الصلاة.

امام نوویؒ نے ما قبل باب کی طرف جو اشارہ کیا ہے' وہ صحیح نہیں ہے' یہ روایت اس سے قبل نہیں گزری۔

فوائد: اس میں ہر رکن اسلام کی اہمیت کے علاوہ زبان کے خطرات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اگر زبان کی حفاظت نہ کی گئی تو سارے اعمال برباد ہو سکتے ہیں اور انسان جنت میں جانے کی بجائے' جہنم کا ایندھن بن سکتا ہے۔

اللھم اعذنا من عذاب النار

١٥٢٤ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ؟» قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ» قِيلَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ؟ قَالَ: «إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ، فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهَتَّهُ» رواه مسلم.

۱۳/ ۱۵۲۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا تم جانتے ہو' غیبت کیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا' اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا' اپنے بھائی کا ایسے انداز میں ذکر کرنا جسے وہ پسند نہ کرے۔ آپ سے پوچھا گیا۔ اگر میرے بھائی میں وہ چیز موجود ہو جس کا میں ذکر کروں؟ آپ نے فرمایا' اگر اس میں وہ چیز موجود ہو جس کا ذکر تو کرے' تو یقیناً تو نے اس کی غیبت بیان کی اور اگر اس میں وہ بات نہیں ہے جو تو اس کی بابت بیان کرے' تو

پھر تو نے اس پر بہتان باندھا ہے۔ مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب البر، باب تحريم الغيبة.

فوائد: اس میں غیبت اور بہتان دونوں کے مفہوم کو بھی اور ان کی شناعت و قباحت کو بھی بیان کر دیا گیا ہے اور یہ بھی یقیناً زبان کی آفات ہی میں سے ہیں۔ اللھم احفظنا منھا

١٥٢٥ ـ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ في خُطْبَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنى فِي حَجَّةِ الوَدَاعِ: «إِنَّ دِماءَكم، وَأَمْوَالَكم، وَأَعْرَاضَكُمْ، حَرَامٌ عَلَيْكُم كَحُرْمَةِ يومِكُم هذا، في شهرِكُمْ هٰذَا، في بَلَدِكُمْ هٰذَا، أَلا هَلْ بَلَّغْتُ» متفق عليهِ.

۱۴ / ۱۵۲۵ ۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع (آخری حج) کے موقعے پر عیدالاضحیٰ کے دن منیٰ (جگہ) میں اپنے خطبے میں فرمایا' بے شک تمہارے خون' تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں' تمہارے اس شہر میں۔ سنو' کیا میں نے اللہ کے احکام پہنچا نہیں دیئے؟ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب العلم، باب ليبلّغ منكم الشاهد، وكتاب الحج، باب الخطبة أيام منى، وفي غيرهما ـ وصحيح مسلم، كتاب الحج، باب حجة النبي ﷺ.

فوائد: یعنی جس طرح دس ذوالحجہ (عیدالاضحیٰ) کا دن' ذوالحجہ کا مہینہ اور شہر مکہ حرمت والے ہیں۔ اسی طرح ایک مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان کا خون' مال اور اس کی عزت و آبرو قابل احترام ہیں۔ یعنی کوئی مسلمان ناجائز طریقے سے کسی مسلمان کو قتل کرے' نہ اس کا مال لے اور نہ اس کی بے عزتی کرے' اور غیبت بھی ایک ظلم و زیادتی کا ارتکاب ہی ہے کہ اس سے ایک مسلمان کی عزت پر حرف آتا ہے۔

١٥٢٦ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا. قَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ: تَعْنِي قَصِيرَةً، فَقَالَ: «لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لو مُزِجَتْ بِمَاءِ البَحْرِ لَمَزَجَتْهُ!» قَالَتْ: وَحَكَيْتُ لَهُ إِنْسَاناً فَقَالَ: «مَا أُحِبُّ أَنِّي حَكَيْتُ إِنْسَاناً وَإِنَّ لِي كَذَا وَكَذَا» رَوَاهُ أَبُو دَاود، والترمذي وَقَالَ: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱۵ / ۱۵۲۶ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے (ایک روز) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (ان کی دوسری بیوی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی بابت) عرض کیا' آپ کے لئے صفیہ کا ایسا ایسا ہونا کافی ہے۔ بعض راویوں نے کہا کہ حضرت عائشہؓ کی مراد یہ تھی کہ وہ پستہ قد ہے۔ تو آپؐ نے (حضرت عائشہؓ) سے فرمایا' تو نے ایسی بات کہی ہے اگر اسے سمندر کے پانی میں ملا دیا جائے تو وہ اس کا ذائقہ بدل ڈالے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کے سامنے ایک آدمی کی نقل اتاری تو آپ نے فرمایا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ میں کسی انسان کی نقل اتاروں چاہے اس کے بدلے مجھے اتنا اتنا مال ملے۔ (ابو داوٗد' ترمذی' حسن صحیح)

ومعنى: «مَزَجَتْهُ» خالطته مُخَالطَةً يَتَغَيَّرُ بِهَا طعمُهُ، أَوْ رِيحُهُ لِشِدَّةِ نَتَنِهَا وَقُبْحِها، وَهٰذا مِنْ أَبْلَغِ الزَّوَاجِرِ عَنِ الغِيبَةِ، قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ .

مزجته کے معنی ہیں' پانی کے ساتھ ایسے مل جانا کہ اس کی سخت بدبو اور قباحت سے پانی کا ذائقہ یا اس کی بو بدل جائے اور یہ تشبیہہ غیبت کی ممانعت میں نہایت بلیغ اور موثر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (ہمارا پیغمبر) خواہش نفس سے نہیں بولتا' وہ جو کچھ بولتا ہے' وہ وحی ہی ہوتی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے۔

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب الغيبة ـ وسنن ترمذي، أبواب صفة القيامة، باب تحريم الغيبة.

فوائد: عربی میں محاکاۃ کا اکثر استعمال کسی کی برائی یا جسمانی عیب کی نقل اتارنے کے لئے ہوتا ہے' مثلاً وہ لنگڑا کے چلتا ہے' یا کبڑوں کی طرح سر جھکائے رکھتا ہے' وغیرہ۔ ایسی نقل بھی غیبت میں شامل ہے۔ اسی لئے نبی ﷺ نے حضرت عائشہؓ کے اس کلمے کی بابت کہ حفصہ تو کوتاہ قامت ہے' آپ نے مذکورہ تشبیہ بیان فرمائی۔ اور امام نوویؒ نے قرآن کریم کی آیت وما ینطق ......الایۃ بیان فرما کر اشارہ کر دیا کہ یہ تشبیہ بھی وحی الٰہی ہے۔ یعنی گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اس سے واضح ہے کہ ایک دوسرے کی بابت ایسی گفتگو کرنا' جو کسی کے لئے ناگوار ہو یا بطور تحقیر جسمانی عیب کی نقل اتارنا یا تنقیص کے لئے اسے بیان کرنا' بہت سخت گناہ ہے۔ جس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے۔

١٥٢٧ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَمَّا عُرِجَ بِي مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلاءِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هٰؤُلاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ، وَيَقَعُونَ فِي أَعْراضِهِمْ!» رواهُ أبو داود.

۱۶/ ۱۵۲۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا گزر کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے' وہ (ان سے) اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے' تو میں نے پوچھا' جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا' یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں (غیبت کرتے ہیں) اور ان کی عزتوں کو پامال کرتے ہیں۔ (ابو داؤد)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب الغيبة.

فوائد: لوگوں کا گوشت کھانا' یہ کنایہ ہے غیبت کرنے سے۔ عزتیں پامال کرنے سے مراد' لوگوں کے سامنے برائی بیان کر کے ان کی ساکھ اور وقار کو مجروح کرنا' یہ سب باتیں حرام اور سخت ممنوع ہیں۔ مذکورہ سزا سے اس جرم کی قباحت واضح ہے۔

١٥٢٨ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ المُسْلِمِ

۱۷/ ۱۵۲۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہر مسلمان کا خون' اس کی

عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ وعِرْضُه وَمَالُهُ» رواهُ مسلم.

آبرو اور اس کا مال ہر دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب البر، باب تحريم ظلم المسلم.

فوائد: اس سے بھی واضح ہے کہ اسلام میں خون' عزت اور مال ان سب کی حفاظت پر زور دیا گیا ہے اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی بھی مسلمان کی عزت و آبرو پر حملہ کرے یا اس کا مال ہتھیائے یا اسے ناحق قتل کرے۔ اسے باب الغیبۃ میں لانے کا مطلب یہ ہے کہ غیبت سے بھی انسان کی عزت مجروح ہوتی ہے' اس لئے یہ بھی حرام ہے۔

٢٥٥ ـ بَابُ تَحْرِيمِ سَمَاعِ الْغِيبةِ وَأَمْرِ مَنْ سَمعَ غِيبةً محرَّمَةً بِرَدِّهَا، وَالإِنْكَارِ عَلَى قَائِلِهَا فَإِنْ عَجزَ، أَوْ لَمْ يقبلْ مِنهُ، فَارَقَ ذٰلِكَ الْمَجْلِسَ إِنْ أَمْكَنَهُ

۲۵۵۔ کسی کی غیبت سننے کے حرام ہونے کا بیان

اور اس بات کا حکم کہ غیبت محرمہ سنے تو اس کی تردید اور بیان کرنے والے کو منع کرے اگر ایسا کرنے سے عاجز ہو یا اس کی بات نہ مانی جائے تو ممکن ہو تو اس مجلس سے علیحدگی اختیار کر لے

قالَ اللهُ تَعالى: ﴿ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ ﴾ [القصص: ٥٥]. وقَالَ تَعالى: ﴿ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ﴾ [المؤمنون: ٣]. وقال تعالى: ﴿ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ﴾ [الإسراء: ٣٦] وقَالَ تَعالى: ﴿ وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴾ [الأنعام: ٦٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جب وہ کوئی بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے اعراض کر لیتے ہیں۔ سورۂ قصص' ۵۵)

اور فرمایا: مومن بے ہودہ (سب و شتم' لایعنی جھوٹ اور بے حیائی پر مبنی) باتوں سے اعراض کرنے والے ہوتے ہیں۔ (مومنون' ۳)

نیز فرمایا: بے شک کان' آنکھ اور دل' ان سب سے باز پرس ہو گی۔ (سورۂ بنی اسرائیل' ۳۶)

نیز فرمایا: جب تو ایسے لوگوں کو دیکھے جو ہمارے حکموں میں طعن و تشنیع کر رہے ہوں تو ان سے اعراض کر لے (یعنی ان کی مجلس سے علیحدگی اختیار کر لے) یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں مصروف ہو جائیں اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھ۔ (سورۂ انعام' ۶۸)

فوائد آیات: مذکورہ آیات سے واضح ہے کہ جھوٹ' مکر و فریب' بے حیائی' بے ہو وہ اور لایعنی باتوں سے کنارہ کش رہنا اہل ایمان کا شیوہ ہے اور ان کو اس سے اعراض کرنے کا حکم ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیبت کا سننا بھی حرام ہے' کیونکہ وہ بھی لغو میں شامل ہے۔ اسی طرح ان مجلسوں کا بائیکاٹ ضروری ہے جہاں اللہ رسول کے احکام کا استہزاء اڑایا جا رہا ہو۔ یہ استہزاء چاہے زبانی ہو یا عملی۔ یعنی احکام الٰہیہ کی صریح مخالفت کی جا رہی ہو۔ یہ بھی آیات الٰہیہ کا استہزاء اور مذاق ہی ہے' جیسے آج کل منگنی' مہندی اور شادی بیاہ اور ختنہ و سالگرہ وغیرہ کی تقریبات ہیں۔ جن میں بے حیائی' بے پردگی' تصویر سازی' ناچ گانا' مرد و عورت کا بے باکانہ اختلاط اور جوان بچیوں کا براتیوں کا استقبال اور ان پر گل پاشی کرنا' وغیرہ جیسی قباحتیں عام ہیں اور مسلمانوں کی مداہنت کی وجہ سے ان کا دائرہ بڑھتا اور پھیلتا ہی جا رہا ہے۔ اس قسم کی تقریبات میں اگر انسان ان قباحتوں کو روکنے پر قادر نہیں ہے تو ان میں شرکت سخت گناہ ہے' اس لئے ان کا بائیکاٹ ضروری ہے۔

١٥٢٩ ـ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ، رَدَّ اللهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» رواه الترمذي وقَالَ: حديثٌ حسنٌ.

۱/ ۱۵۲۹۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کیا' اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کے چہرے سے جہنم کی آگ دور کر دے گا۔

(ترمذی' یہ حدیث حسن ہے۔)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في الذبّ عن عرض المسلم.

فوائد: عزت کے دفاع کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کسی مجلس میں کسی کی عیب جوئی کر کے اس کی توہین و تنقیص کر رہا ہو' تو اس کا دفاع کیا جائے اور اہل مجلس کو بتلایا جائے کہ اس کی بابت یہ باتیں صحیح نہیں ہیں' اس کا دامن ان چیزوں سے پاک ہے۔

١٥٣٠ ـ وَعَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِهِ الطَّوِيلِ الْمَشْهُورِ الَّذِي تَقَدَّمَ فِي بَابِ الرَّجَاءِ قَالَ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فَقَالَ: «أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُمِ؟» فَقَالَ رَجُلٌ: ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللهَ وَلَا رَسُولَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تَقُلْ ذٰلِكَ أَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ يُرِيدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللهِ! وَإِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللهِ» متفقٌ عليهِ.
و«عِتْبَانُ» بكسر العين على المشهور،

۲/ ۱۵۳۰۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی اس مشہور اور طویل حدیث میں' جو باب الرجاء میں گزر چکی ہے' بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا' مالک بن دخشم کہاں ہے؟ تو ایک آدمی نے کہا۔ وہ تو منافق ہے' اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں کرتا' تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا' یہ بات مت کہو' کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس نے لا الہ الا اللہ کہا ہے؟ اس سے اس کا ارادہ اللہ کی رضا ہی حاصل کرنا ہے اور یقیناً اللہ نے اس شخص پر جہنم کی آگ حرام کر دی ہے جس نے اللہ کے چہرے کی تلاش میں لا الہ الا اللہ کہا۔ (بخاری و مسلم)

وحُكِيَ ضمُّها، وبعدها تاءٌ مثناةٌ مِنْ فوق، ثمَّ باءٌ موحدةٌ. و«الدُّخْشُم» بضم الدال، وإسكان الخاءِ وضمِّ الشين المعجمتين.

عتبان' مشہور قول کے مطابق' عین کے نیچے زیر ہے' اور اس پر پیش بھی منقول ہے اور اس کے بعد تاء (ساکن) اور پھر باء ہے الدخشم دال پر پیش' خاء ساکن اور شین پر پیش۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب المساجد في البيوت - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب الرخصة في التخلف عن الجماعة لعذر.

فوائد: تفصیل کے لیے دیکھیے' باب الرجاء رقم ۴۱۷۔ مومن پر جہنم کی آگ حرام ہونے کا مطلب ہے' علی سبیل الخلود یعنی مومن کا ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنا حرام ہے' ورنہ کبیرہ گناہ کا مرتکب مومن' اگر اللہ نے اسے معاف نہیں کیا' تو بطور سزا جہنم میں جائے گا اور جب تک اللہ چاہے گا' جہنم کی سزا بھگتے گا' تاہم بعد میں اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس حدیث سے بھی واضح ہے کہ مسلمان کی غیبت کرنا حرام اور ممنوع ہے۔

١٥٣١ - وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِهِ الطَّوِيلِ فِي قِصَّةِ تَوْبَتِهِ وقد سبَقَ في باب التَّوبَة. قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوكَ: «مَا فَعَلَ كَعْبُ بنُ مَالِكٍ؟» فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ: يَا رَسُولَ اللهِ! حَبَسَهُ بُرْدَاهُ، والنَّظَرُ فِي عِطْفَيْهِ. فَقَالَ لَهُ مُعاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: بِئْسَ مَا قُلْتَ، واللهِ يَارَسُولَ اللهِ! مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إلَّا خَيْراً، فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. متفقٌ عليهِ.

«عِطْفَاهُ»: جانِبَاهُ، وهو إشارةٌ إلى إعجابِهِ بنفسِهِ.

۳/ ۱۵۳۱ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی اس طویل حدیث میں' جس میں ان کی اپنی توبہ کا قصہ ہے' اور جو باب التوبۃ میں گزر چکی ہے۔ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جب کہ آپ تبوک میں لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے' فرمایا۔ کعب بن مالک نے کیا کیا؟ تو بنو سلمہ کے ایک آدمی نے کہا۔ یا رسول اللہ' اس کو اس کی دونوں چادروں اور اس کے دونوں کناروں پر نظر کرنے (یعنی خود پسندی) نے روک لیا۔ تو اس شخص سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا' تو نے بری بات کہی۔ اللہ کی قسم' اے اللہ کے رسول' ہم تو اس کے اندر خیر کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ پس رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ (بخاری و مسلم)

عطفاہ' اس کے دونوں کنارے۔ اور یہ اشارہ ہے ان کی خود پسندی کی طرف۔

تخریج: صحيح بخاري، وصحيح مسلم.

فوائد: یہ حدیث پوری تفصیل سے باب التوبہ' رقم ۹/ ۲۱ میں گزر چکی ہے۔ یہاں اس کے لانے سے مقصود یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے جب ایک شخص نے حضرت کعب بن مالک کی بابت اس بدگمانی کا اظہار کیا کہ اس کو تو اس کی خوش پوشاکی اور خود پسندی نے اس کارزار حرب و ضرب میں نہیں آنے دیا۔ تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ

نے حضرت کعبؓ کا دفاع فرمایا اور اس قسم کی بدگمانی کو بے جواز قرار دیا۔ نبی ﷺ نے اس پر سکوت فرما کر حضرت معاذؓ کے طرز عمل کی تصویب فرما دی۔ جس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ مجلس میں اس طرح کسی کی غیبت اور تنقیص و توہین کی جا رہی ہو' تو دوسرے لوگوں کی ذمے داری ہے کہ متعلقہ شخص کی عزت و آبرو کی حفاظت اور اس کا دفاع کریں۔

٢٥٦ ـ بَابُ بَيَانِ مَا يُبَاحُ مِنَ الْغِيبَةِ

۲۵۶۔ غیبت کی بعض جائز صورتوں کا بیان

اِعْلَمْ أَنَّ الغِيبَةَ تُبَاحُ لِغَرَضٍ صَحِيحٍ شَرْعِيٍّ لَا يُمْكِنُ الْوُصُولُ إِلَيْهِ إِلَّا بِهَا، وهُوَ سِتَّةُ أَسْبَابٍ:

الأَوَّلُ: التَّظَلُّمُ، فَيَجوزُ لِلْمَظْلُومِ أَنْ يَتَظَلَّمَ إِلى السُّلْطَانِ وَالقَاضِي وَغَيْرِهِمَا مِمَّنْ لَهُ وِلَايَةٌ، أَوْ قُدْرَةٌ على إِنْصَافِهِ مِنْ ظَالِمِهِ، فَيَقُولُ: ظَلَمَنِي فُلانٌ بِكَذا. الثَّاني: الاسْتِعَانَةُ عَلى تَغْيِيرِ المُنْكَرِ، وَرَدِّ العاصِي إِلى الصَّوَابِ، فيقول لِمَنْ يَرْجُو قُدْرَتَهُ على إِزالَةِ المُنْكَرِ: فُلانٌ يَعْمَلُ كَذا، فازْجُرْهُ عنهُ ونحو ذٰلِكَ، وَيكُونُ مَقْصُودُهُ التَّوَصُّلَ إِلَى إِزَالَةِ المُنْكَرِ، فَإِنْ لَمْ يَقْصِدْ ذٰلِكَ كَانَ حَرَاماً. الثَّالِثُ: الاسْتِفْتَاءُ، فَيَقُولُ لِلْمُفْتِي: ظَلَمَنِي أَبي، أَوْ أَخِي، أَوْ زَوْجِي، أَوْ فُلانٌ بِكَذا، فَهَلْ لَهُ ذٰلِكَ؟ ومَا طَرِيقِي في الخَلاصِ مِنْهُ، وَتَحْصِيلِ حَقِّي، وَدَفْعِ الظُّلْمِ؟ ونحو ذٰلِكَ، فَهٰذَا جَائِزٌ لِلْحَاجَةِ، ولٰكِنَّ الأَحْوَطَ والأَفْضَلَ أَنْ يَقُولَ: مَا تَقُولُ في رَجُلٍ أَوْ شَخْصٍ، أَوْ زَوْجٍ، كَانَ مِنْ أَمْرِهِ كَذَا؟ فإِنَّهُ يَحْصُلُ بِهِ الغَرَضُ مِنْ غَيْرِ تَعْيِينٍ وَمَعَ ذٰلِكَ، فالتَّعْيِينُ جَائِزٌ كَمَا سَنَذْكُرُهُ في حَدِيثِ هِنْدٍ

معلوم ہونا چاہئے کہ کسی صحیح شرعی مقصد کے لئے غیبت کرنا جائز ہے جب کہ اس کے بغیر اس تک پہنچنا ممکن نہ ہو اور اس کے چھ اسباب ہیں۔

۱۔ دست درازی کا ہونا۔ پس مظلوم کے لئے جائز ہے کہ وہ بادشاہ اور قاضی (یا ایسے مجاز افسر وغیرہ) کی طرف اپنا معاملہ لے جائے جن کے پاس حکمرانی کا اختیار یا ظالم کو سزا دے کر انصاف کرنے کی طاقت ہو' پس وہ جا کر کہے کہ مجھ پر فلاں شخص نے اس طرح زیادتی کی ہے۔

۲۔ خلاف شرع کاموں کے روکنے اور برائی کے مرتکب کو راہ راست پر لانے کے لئے مدد حاصل کرنا۔ پس وہ ایسے شخص سے' جس کی بابت اسے امید ہو کہ اسے خلاف شرع کاموں کے روکنے کی قوت ہے' یہ کہے کہ فلاں شخص یہ برائی کر رہا ہے' وہ اس کو اس سے روکے' یا اسی طرح کی کوئی اور بات کہے اور مقصود اس کا صرف یہی ہو کہ اس برائی کا ازالہ ہو جائے۔ اگر یہ مقصود نہیں ہو گا تو ایسی شکایت حرام ہو گی۔

۳۔ فتویٰ طلب کرنا۔ پس وہ مفتی سے جا کر کہے' مجھ پر میرے باپ نے بھائی نے یا میرے خاوند نے یا فلاں شخص نے اس طرح ظلم کیا ہے' کیا اسے اس کا حق حاصل ہے؟ (اگر نہیں ہے) تو اس سے خلاصی پانے اور ظلم کے ٹالنے اور اپنا حق وصول کرنے کا میرے لئے کیا طریقہ ہے؟ اور اس طرح کی کوئی بات کرے' تو یہ بوقت ضرورت جائز ہے۔ لیکن اس میں بھی زیادہ محتاط

إنْ شَاءَ اللهُ تَعَالى. **الرَّابِعُ**: تَحْذِيرُ المُسْلِمِينَ مِنَ الشَّرِّ وَنَصِيحَتُهُمْ، وذلِكَ مِنْ وُجُوهٍ: منها جَرْحُ المَجْرُوحِينَ مِنَ الرُّوَاةِ والشُّهُودِ، وَذٰلِكَ جَائِزٌ بإجْمَاعِ المُسْلِمِينَ، بَلْ واجِبٌ لِلْحَاجَةِ. ومِنهَا المُشَاوَرَةُ فِي مُصَاهَرَةِ إنْسَانٍ، أوْ مُشَارَكَتِهِ، أوْ إيدَاعِهِ، أوْ مُعَامَلَتِهِ، أوْ غَيْرِ ذٰلِكَ، أَوْ مُجَاوَرَتِهِ، وَيَجِبُ على المُشَاوَرِ أنْ لَا يُخْفِيَ حَالَهُ، بَلْ يَذْكُرُ المساوِيءَ الَّتِي فيه بِنِيَّةِ النَّصِيحَةِ. ومنها إذا رأى مُتَفَقِّهاً يَتَرَدَّدُ إلى مُبْتَدِعٍ، أوْ فاسِقٍ يأخُذُ عنهُ العِلْمَ، وخَافَ أنْ يَتَضَرَّرَ المُتَفَقِّهُ بذلكَ، فَعَلَيْهِ نَصِيحَتُهُ بِبَيانِ حَالِهِ، بِشَرْطِ أنْ يَقْصِدَ النَّصِيحَةَ، وهذا مِمَّا يُغْلَطُ فيهِ. وقدْ يَحْمِلُ المُتَكَلِّمَ بذلكَ الحَسَدُ، ويُلَبِّسُ الشَّيْطَانُ عليهِ ذلِكَ، وَيُخَيِّلُ إلَيْهِ أنَّهُ نصيحةٌ فَلْيُتَفَطَّنْ لذلكَ. ومنها أن يكونَ لَهُ وِلَايَةٌ لَا يقومُ بِهَا عَلَى وَجْهِها: إمَّا بأنْ لَا يكونَ صالحاً لها، وإمَّا بأنْ يكونَ فاسِقاً، أَوْ مُغَفَّلاً، ونحوَ ذلكَ فَيَجِبُ ذِكْرُ ذلكَ لِمَنْ لَهُ عليهِ وِلايَةٌ عامَّةٌ لِيُزيلَهُ، وَيُوَلِّيَ مَنْ يَصْلُحُ، أَوْ يَعْلَمَ ذلكَ منه لِيُعَامِلَهُ بِمُقْتَضَى حالِهِ، ولا يَغْتَرَّ بِهِ، وَأنْ يَسْعَى فِي أنْ يَحُثَّهُ عَلَى الاسْتِقامَةِ أَوْ يَسْتَبْدِلَ بِهِ. **الخَامِسُ**: أنْ يَكُونَ مُجَاهِراً بِفِسْقِهِ أَوْ بِدْعَتِهِ كالمُجَاهِرِ بِشُرْبِ الخمرِ، ومُصَادَرَةِ النَّاسِ، وأَخْذِ المَكْسِ؛ وجِبَايَةِ الأَمْوَالِ ظُلْماً، وتَوَلِّي الأُمُورِ الباطِلَةِ، فيجوزُ ذِكْرُهُ بِمَا يُجَاهِرُ بِهِ؛ وَيَحْرُمُ ذِكْرُهُ

اور افضل طریقہ یہ ہے کہ وہ اس طرح سوال کرے کہ ایسے آدمی یا شخص یا خاوند کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جس کا معاملہ اور رویہ اس طرح ہے؟' اس طرح نام لئے اور متعین کئے بغیر بھی مقصد حاصل ہو جائے گا۔ تاہم اس کے باوجود تعیین (نام لینا) بھی جائز ہے' جیسا کہ ہم اس کی بابت ھند کی حدیث بیان کریں گے۔

۴۔ مسلمانوں کو برائی سے ڈرانا اور ان کی خیر خواہی کرنا۔ اور اس کے متعدد طریقے ہیں۔ مثلاً حدیث کے سلسلہ سند کے مجروح راویوں اور (واقعے کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے) گواہوں پر جرح کرنا۔ یہ مسلمانوں کے اجماع سے جائز ہے بلکہ بہ وقت ضرورت واجب ہے۔ یا جیسے کسی سے شادی بیاہ کا تعلق قائم کرنے یا کاروبار میں شرکت کرنے یا اس کے پاس امانت رکھوانے یا کوئی اور معاملہ کرنے یا اس کے پڑوسی ہونے کے بارے میں ایک دوسرے سے مشورہ کرنا ہے۔ تو جس شخص سے مشورہ کیا جائے' اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ کوئی بات نہ چھپائے' بلکہ خیر خواہی کی نیت سے وہ تمام برائیاں بیان کر دے جو اس میں ہوں۔ (تاکہ انسان غلط جگہ رشتہ نہ کرے' بددیانت کے پاس امانت نہ رکھوائے نہ کاروبار میں اشتراک کرے اور نہ اس کا پڑوسی بنے وغیرہ) اسی طرح جب ایک شخص کسی طالب علم کو دیکھے کہ وہ شریعت کا علم حاصل کرنے کے لئے کسی بدعتی یا فاسق کے پاس جاتا ہے اور وہ یہ اندیشہ محسوس کرے کہ طالب علم کو اس بدعتی یا فاسق سے نقصان پہنچے گا' پس اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کا حال بیان کرکے اس کی خیر خواہی کرے' بشرطیکہ مقصد صرف خیر خواہی ہی ہو۔ اور یہ معاملہ ایسا ہے کہ اس میں عام طور پر غلطیوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے' کبھی تو

بغَيْرِه مِنَ العُيوبِ، إلَّا أَنْ يكونَ لجَوازِهِ سَبَبٌ آخَرُ مِمَّا ذَكَرْنَاهُ. **السَّادِسُ**: التَّعْرِيفُ، فإذَا كَانَ الإنْسَانُ مَعْروفاً بلَقَبٍ؛ كالأَعْمَشِ والأَعْرَجِ والأَصَمِّ، والأَعْمَى، والأَحْوَلِ، وَغَيْرِهِمْ جَازَ تَعْرِيفُهُمْ بذلِكَ؛ وَيحْرُم إطْلَاقُه على جِهَةِ التَّنَقُّصِ؛ ولو أَمكنَ تَعرِيفُهُ بغَيْرِ ذلِكَ كَانَ أَولى.

فهذه سِتَّةُ أَسبابٍ ذكَرَهَا العلماءُ وأكثرُها مُجْمَعٌ عليهِ؛ ودَلَائلُها مِنَ الأحاديثِ الصَّحِيحَةِ مشهورةٌ. فمن ذلك:

حسد انسان کو ایسی بات کرنے پر آمادہ کرتا ہے لیکن شیطان اس پر معاملے کو خلط ملط کر دیتا ہے اور اس کے دماغ میں یہ بات ڈالتا ہے کہ یہ خیر خواہی ہے۔ (دراں حالیکہ اس میں خیر خواہی کی بجائے حسد کی کارفرمائی ہوتی ہے) اس لئے انسان کو ہشیار اور بیدار رہنے کی ضرورت ہے۔

یا کوئی افسر اعلیٰ اور حاکم ہو' لیکن ولایت کا صحیح حق ادا نہ کر رہا ہو' یا تو اس لئے کہ اس کے اندر حکمرانی کی اہلیت ہی نہیں ہے' یا فاسق ہے' یا کم عقل وغیرہ ہے' تو ضروری ہے کہ اس کی حقیقت مقتدر اعلیٰ تک پہنچائی جائے جس کو اس پر غلبہ و تفوق حاصل ہو تاکہ وہ اس کو ہٹا دے اور اس کی جگہ ایسے شخص کو حاکم اور افسر مجاز بنائے جو معاملات کی اصلاح کرے یا کم از کم اس کی اصل حقیقت اس کے علم میں آجائے گی تاکہ وہ اس کے حال کے مطابق اس سے معاملہ کرے اور اس سے دھوکہ نہ کھائے اور یہ کہ وہ کوشش کرے کہ اسے سیدھے راستے پر قائم رہنے کی ترغیب دے یا پھر اسے بدل دے۔

۵۔ یا کوئی کھلم کھلا اپنے فسق یا بدعت کا ارتکاب کرنے والا ہو' جیسے کوئی علانیہ شراب نوشی کرے' لوگوں کا مال لے' چنگی وصول کرے' یا ظلماً ٹیکس لے اور باطل کاموں کی سرپرستی کرے۔ پس وہ جو بھی غلط کام کھلم کھلا کرے' اس کا بیان کرنا جائز ہے (تاکہ اس کا ازالہ ممکن ہو سکے) اس کے علاوہ اس کے دوسرے عیبوں کا (جو مخفی ہوں) بیان کرنا حرام ہے' الاّ یہ کہ اس کے جواز کا بھی کوئی ایسا ہی دوسرا سبب ہو جو ہم نے ذکر کیا۔

۶۔ معروف نام سے پکارنا۔ جب انسان کسی لقب کے ساتھ معروف ہو' جیسے اعمش (چندھا) اعرج (لنگڑا) بہرا' اندھا اور بھینگا وغیرہ تو اس کے لئے تعارفی نام یا لقب کا

استعمال جائز ہے۔ تاہم توہین و تنقیص کی نیت سے ان الفاظ کا استعمال حرام ہے اور اگر مذکورہ معروف القاب کے بغیر اس کا تعارف ممکن ہو' تو زیادہ بہتر ہے۔

پس یہ چھ اسباب ہیں جو علماء نے بیان کئے ہیں (جن کی وجہ سے دوسروں کے عیبوں کا بیان کرنا جائز ہے) اور ان میں سے اکثر پر علماء کا اتفاق ہے اور اس کے دلائل احادیث صحیحہ سے مشہور ہیں۔ ان میں سے چند احادیث درج ذیل ہیں۔

١٥٣٢ ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلاً اسْتَأْذَنَ عَلى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «ائذَنُوا لَهُ، بِئسَ أَخُو العَشِيرَةِ؟» متفقٌ عليهِ. احْتَجَّ بِهِ البخاري في جَوازِ غِيبةِ أهلِ الفسادِ وأهلِ الرِّيَبِ.

١/ ١٥٣٢ ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی' تو آپ نے فرمایا' اس کو اجازت دے دو' یہ اپنے خاندان کا برا آدمی ہے۔ (بخاری و مسلم) امام بخاری نے اس حدیث سے اہل فساد اور مشتبہ لوگوں کی غیبت بیان کرنے کے جواز پر استدلال کیا ہے (تا کہ لوگ ان سے بچ کر رہیں)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب ما يجوز من اغتياب أهل الفساد ـ وصحيح مسلم، كتاب البر، باب مداراة من يتقى فحشه.

فوائد: امام بخاری کے استدلال کی وجہ ظاہر ہے کہ لوگ ان کی ظاہری حالت سے دھوکہ نہ کھائیں۔ گویا جو شخص برے کردار کا حامل ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ اگر لوگوں کو اس کے کردار سے آگاہ نہ کیا گیا تو بہت سے لوگ اس کے دام تزویر میں پھنس جائیں گے جس سے ان کے دین یا دنیا یا دونوں کا نقصان ہو گا' تو ایسے شخص کی غیبت کرنا جائز ہے۔

١٥٣٣ ـ وَعَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَظُنُّ فُلاناً وفُلاناً يَعرِفَانِ مِنْ دِيننا شَيئاً» رواه البخاريُّ. قالَ اللَّيثُ بْنُ سَعْدٍ أَحدُ رُواةِ هٰذَا الحَدِيثِ: هٰذَانِ الرَّجُلاَنِ كَانَا مِنَ المُنَافِقِينَ.

٢/ ١٥٣٣ ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میرا گمان ہے کہ فلاں فلاں آدمی ہمارے دین کی کسی بات کو نہیں جانتے (بخاری) اس حدیث کے ایک راوی لیث بن سعد فرماتے ہیں کہ یہ دونوں آدمی منافقین میں سے تھے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب ما يكون من الظن.

فوائد: منافقین بھی اہل فساد اور مشتبہ کردار ہی کے حامل ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی حقیقت سے بھی لوگوں کو آگاہ کرنا نہ صرف جائز' بلکہ ضروری ہے' تا کہ لوگ ان سے بچ کر رہیں اور ان کا دین یا دنیا خراب نہ ہو۔

١٥٣٤ ـ وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فقلتُ: إنَّ أبا الجَهْمِ وَمُعَاوِيَةَ خَطَباني؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَّا مُعَاوِيَةُ، فَصُعْلُوكٌ لا مَالَ لَهُ، وأَمَّا أَبُو الجَهْمِ، فَلَا يَضَعُ العَصَا عَنْ عَاتِقِهِ» متفقٌ عليه. وفي روايةٍ لمسلمٍ: «وأَمَّا أَبُو الجَهْمِ فَضَرَّابٌ لِلنِّسَاءِ» وَهُوَ تفسير لرواية: «لَا يَضَعُ العَصَا عَنْ عَاتِقِهِ» وقيل: معناه: كثيرُ الأسفارِ.

۳ / ۱۵۳۴ ۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ ابو جہم اور معاویہ' ان دونوں نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ (میں کیا کروں؟) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ معاویہ' تو مفلس آدمی ہے' اس کے پاس مال ہی نہیں ہے۔ اور ابو جہم جو ہے' وہ اپنی لاٹھی ہی اپنے کندھے سے نہیں رکھتا۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں ہے' لیکن ابو جہم تو عورتوں کو بہت مارنے والا ہے اور یہ تفسیر ہے پچھلی روایت کے الفاظ کی کہ وہ تو اپنی لاٹھی ہی اپنے کندھے سے نہیں اتارتا۔ اور بعض کے نزدیک اس کے معنی ہیں' کثرت سے سفر کرنے والا۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ رشتہ ازدواج سے منسلک ہونے کی خواہش رکھنے والے فریقین کو ایک دوسرے کے حالات سے آگاہ کرنا اور ان میں موجود خرابیوں کو بیان کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ واقعی مقصد خیر خواہی ہی ہو۔ یہ غیبت محرمہ میں شامل نہیں ہو گا۔

١٥٣٥ ـ وعَنْ زَيْدِ بنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رسولِ اللهِ ﷺ في سَفَرٍ أَصَابَ النَّاسَ فِيهِ شِدَّةٌ: فَقَالَ عبدُ اللهِ بنُ أُبَيٍّ: لَا تُنْفِقُوا على مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا وقال: لَئِنْ رَجَعْنَا إلى المَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الأعَزُّ مِنها الأذَلَّ، فَأَتَيْتُ رسولَ اللهِ ﷺ، فَأَخْبَرْتُهُ بذلك، فَأَرسلَ إلى عبدِ اللهِ بن أُبَيٍّ، فَاجْتَهَدَ يَمِينَهُ: مَا فَعَلَ، فقالوا: كَذَبَ زيدٌ رسولَ اللهِ ﷺ، فَوَقَعَ في نَفْسِي مِمَّا قالوه شِدَّةٌ حتى أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى تَصْدِيقي: ﴿إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُنَٰفِقُونَ﴾ ثُمَّ دَعَاهُم النَّبِيُّ ﷺ، لِيَسْتَغْفِرَ لهم فَلَوَّوْا رُؤُوسَهُمْ.

۴ / ۱۵۳۵ ۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر گئے' اس میں لوگوں کو بہت سختی پہنچی تو عبداللہ بن ابی نے کہا' تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں پر اپنا مال مت خرچ کرو' تاکہ وہ خود ہی منتشر ہو جائیں اور اس نے کہا' کہ اگر ہم مدینہ واپس پہنچ گئے تو یقیناً ہم میں سے زیادہ عزت والا وہاں سے ذلیل کو نکال دے گا' (حضرت زید فرماتے ہیں) میں یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو اس کی بات بتلائی' پس آپ نے عبداللہ بن ابی کو پیغام بھیج کر بلوایا' تو اس نے پختہ قسم اٹھا کر کہا کہ اس نے ایسا نہیں کہا۔ تو لوگوں نے کہا' زید نے رسول اللہ ﷺ سے جھوٹ کہا' پس میرے دل میں لوگوں کی بات سے سخت رنج ہوا' یہاں تک کہ اللہ

متفقٌ عليه.

تعالیٰ نے میری تصدیق میں یہ سورت نازل فرما دی۔ اذا جاء ك المنافقون (جس میں آگے چل کر عبداللہ منافق کا وہی قول نقل کیا گیا ہے) پس نبی ﷺ نے ان (منافقین) کو بلایا تا کہ آپ ان کے لئے استغفار کریں۔ لیکن انہوں نے (استغفار سے اعراض کرتے ہوئے) اپنے سروں کو پھیر لیا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري. كتاب التفسير، سورة المنافقون - وصحيح مسلم، أوائل كتاب صفات المنافقين.

فوائد: عبداللہ بن ابی' مدینے میں منافقین کا سردار تھا۔ اس نے مذکورہ سفر میں' جو غزوۂ بنی المصطلق کے لئے ہوا تھا' صحابہ کرام اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بدزبانی کا اظہار کیا تھا' جسے حضرت زید بن ارقم ؓ نے سن لیا اور انہوں نے اسے بارگاہ رسالت میں پہنچا دیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ منافقین کی سازشوں اور چالوں کو بے نقاب کرنا' غیبت میں شامل نہیں ہے' بلکہ ان سے لوگوں کو آگاہ کرنا اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے لئے ضروری ہے۔

١٥٣٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَتْ هِنْدُ امْرَأَةُ أَبِي سُفْيَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ وَلَيْسَ يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَوَلَدِي إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْهُ، وَهُوَ لَا يَعْلَمُ؟ قَالَ: «خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ» متفقٌ عليه.

۵ / ۱۵۳۶ ۔ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو سفیان ؓ کی بیوی حضرت ہند ؓ نے نبی ﷺ سے عرض کیا' کہ ابو سفیان بخیل آدمی ہیں' وہ مجھے اتنا خرچہ بھی نہیں دیتے کہ مجھے اور میرے بچوں کو کافی ہو جائے' مگر یہ کہ میں خود ان کے علم کے بغیر ان کے مال میں سے کچھ لے لوں۔ آپ نے فرمایا' تم دستور کے مطابق اتنا مال لے لیا کرو جو تمہیں اور تمہارے بچوں کو کافی ہو جائے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب النفقات، باب نفقة المرأة إذا غاب زوجها - وصحيح مسلم، كتاب الأقضية، باب قضية هند.

فوائد: ہند' حضرت معاویہ ؓ کی والدہ ہیں۔ ؓ ۔ یہ فتح مکہ کے موقعے پر اپنے خاوند حضرت ابو سفیان کے ساتھ ہی مسلمان ہو گئی تھیں۔ اس سے ایک مسئلہ تو یہ ثابت ہوا کہ حکم شریعت معلوم کرنے کے لئے میاں بیوی مفتی کے سامنے ایک دوسرے کی غیبت کر سکتے ہیں۔ دوسرا' یہ کہ خاوند اگر دستور کے مطابق گھریلو اخراجات کے لئے رقم نہ دے تو بیوی کو اجازت ہے کہ وہ اس کے علم کے بغیر دستور کے مطابق اس کے مال میں سے کچھ رقم لے لیا کرے۔ لیکن اس سے مقصد گھر کے ضروری اخراجات پورے کرنے ہوں نہ کہ فضولیات پر خرچ کرنا یا خاوند کے مال کو اجاڑنا۔

٢٥٧ ـ بَابُ تَحْرِيمِ النَّمِيمَةِ وَهِيَ نَقْلُ الْكَلَامِ بَيْنَ النَّاسِ عَلَى جِهَةِ الْإِفْسَادِ

۲۵۷۔ چغلی کے حرام ہونے کا بیان اور یہ فساد ڈالنے کی نیت سے ایک کی بات دوسرے کو پہنچانے کا نام ہے

قَالَ اللهُ تَعَالَى ﴿هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيمٍ﴾ [القلم: ١١]. وقَالَ تَعَالَى: ﴿مَّا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ [ق: ١٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بہت عیب جُو یا غیبت کرنے والے اور چغلی کے ذریعے سے فساد برپا کرنے والے کی (بات نہ مان)۔ (سورۂ نون۔ ۱۱)

نیز فرمایا: انسان جو لفظ بھی بولتا ہے تو اس کے پاس ہی نگران فرشتہ تیار ہوتا ہے۔ (سورۂ ق' ۱۸)

١٥٣٧ ـ وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ» متفقٌ عليه.

۱ / ۱۵۳۷۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب ما يكرہ من النميمة ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب غلظ تحريم النميمة.

فوائد: چغلی کا مفہوم امام نوویؒ نے عنوان باب میں ہی بیان کر دیا ہے۔ جو شخص چغلی کو حلال سمجھتے ہوئے چغلی کرتا اور لوگوں کے درمیان فساد ڈالتا ہے دراں حالیکہ اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ایسا شخص یقیناً کبھی جنت میں نہیں جائے گا۔ ہاں وہ شخص جو اس کو حرام ہی جانتا ہے لیکن بشری کمزوری کی وجہ سے اس سے چغل خوری کا گناہ صادر ہو جاتا ہے تو اگر اللہ نے اس کا یہ گناہ معاف نہیں کیا تو وہ پہلے اس کی سزا جہنم میں بھگتے گا اور اس کے بعد جنت میں جائے گا۔ یعنی ایسا گناہگار مسلمان پہلے مرحلے میں جنت میں نہیں جائے گا' الا یہ کہ اللہ معاف کر دے۔

١٥٣٨ ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ: مَرَّ بِقَبْرَيْنِ فقال: «إِنَّهُما يُعَذَّبانِ وما يُعَذَّبانِ في كَبِيرٍ! بَلَى إِنَّهُ كَبِيرٌ: أَمَّا أَحَدُهمَا، فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ، وَأَمَّا الآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ». متفقٌ عليه، وهذا لفظ إحدى روايات البخاري. قَالَ الْعُلَمَاءُ: مَعْنَى: «وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ» أَيْ: كَبِيرٍ فِي زَعْمِهِما وقيلَ: كَبِيرٌ تَرْكُهُ عَلَيهِما.

۲ / ۱۵۳۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا دو قبروں کے پاس سے گزر ہوا' تو فرمایا' ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور ان کو یہ عذاب کسی بڑی (یا زیادہ مشکل) بات پر نہیں ہو رہا۔ (پھر فرمایا) کیوں نہیں' وہ بڑی بات ہی ہے۔ ان میں سے ایک تو چغلی کھایا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ (بخاری و مسلم) اور یہ بخاری کی روایات میں سے ایک روایت کے الفاظ ہیں۔

علماء نے کہا ہے' ان کو کسی بڑی بات میں عذاب

نہیں ہو رہا ہے' کا مطلب ہے' ان کے خیال میں وہ کوئی بڑی بات نہیں تھی (ورنہ شریعت کی نظر میں تو وہ بڑی بات تھی) اور بعض نے کہا' کبیر سے مراد ہے کہ ان کا ترک کرنا زیادہ مشکل بات نہ تھی (وہ چاہتے تو آسانی سے اس گناہ سے بچ سکتے تھے)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الوضوء، باب رقم٥٧ ـ وصحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب الدليل على نجاسة البول. . .

فوائد: لا يستتر من بوله' کا ایک دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ پیشاب کرتے وقت وہ لوگوں سے اوجھل نہیں ہوتا تھا' بلکہ بے شرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نظروں کے سامنے ہی پیشاب کرنے بیٹھ جاتا۔ ظاہر بات ہے یہ بے شرمی بھی گناہ ہے۔ بہرحال اس سے معلوم ہوا کہ چغل خوری' پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا یا پردے کا اہتمام نہ کرنا' یہ سب کبیرہ گناہ ہیں جن پر گرفت ہو سکتی ہے۔ (۲) اس سے عذاب قبر کا بھی اثبات ہوتا ہے جس کا بعض لوگ انکار کرتے ہیں۔

١٥٣٩ ـ وَعَن ابنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْـهُ أَنَّ النَّبِـيَّ ﷺ قَـالَ: «أَلا أُنَبِّئُكُـمْ مَا العَضْهُ؟ هِيَ النَّمِيمَةُ، القَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ» رواه مسلم.

«العَضْـهُ»: بفَتْـحِ العيـنِ المُهْمَلَـةِ، وإِسْكَانِ الضَّادِ المُعْجَمَةِ، وبالهاءِ على وزنِ الـوجـهِ، ورُوِي: «العِضَـةُ» بِكَسْرِ العَيْنِ وفَتْحِ الضَّادِ المُعْجَمَةِ عَلى وَزْنِ العِدَةِ، وهِيَ: الكَذِبُ والبُهْتَانُ، وعَلى الرِّواية الأولى: العَضْهُ مصدرٌ، يقال: عَضَهَهُ عَضْهاً؛ أي: رماهُ بالعَضْهِ.

۳ / ۱۵۳۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' کہ میں تمہیں نہ بتلاؤں کہ عضہ کیا چیز ہے؟ وہ چغلی ہے' لوگوں کے درمیان (کسی کی) بات کرنا۔ (مسلم)

العضه' عین پر زبر' ضاد ساکن اور ہاء' بروزن وجہ۔ اور یہ عضہ بھی مروی ہے یعنی عین کے نیچے زیر' ضاد پر زبر' بروزن عدۃ' یہ جھوٹ اور بہتان کو کہتے ہیں اور پہلی روایت کے مطابق العضه' مصدر ہے' کہا جاتا ہے عضهه عضها یعنی اسے جھوٹ کے ساتھ متہم کیا یا اس پر بہتان باندھا۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب البر، باب تحريم النميمة.

فوائد: اس سے بھی معلوم ہوا کہ چغل خوری' کذب بیانی اور بہتان تراشی وغیرہ یہ سب کبیرہ گناہ ہیں' کیونکہ ان سے معاشرے میں فساد پھیلتا اور لوگوں کے درمیان تفرقہ برپا ہوتا ہے۔ ایک مسلمان کا دامن کردار ان تمام عیبوں سے پاک ہونا چاہئے۔

٢٥٨ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَقْلِ الْحَدِيثِ

۲۵۸۔ لوگوں کی گفتگو اور باتیں بلا

إلَى وُلاَةِ الأُمُورِ إذَا لَمْ تَدْعُ حَاجَةٌ وَكَلاَمِ النَّاسِ
كَخَوْفِ
مَفْسَدَةٍ وَنَحْوِهَا

ضرورت حکام تک پہنچانے کی ممانعت کا بیان تاہم بگاڑیا کوئی نقصان وغیرہ کا اندیشہ ہو تو جائز ہے

قَالَ الله تعالى: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة: ٢]. وفي الباب الأَحاديثُ السابقةُ في البابِ قبلَهُ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے سے تعاون مت کرو۔ (سورۂ مائدہ۔ ۲)

اور اس باب میں بھی وہی حدیثیں ہیں جو اس سے ماقبل باب میں گزریں۔ (ایک اور حدیث ملاحظہ ہو)

١٥٤٠ ـ وعن ابنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا يُبَلِّغني أَحَدٌ من أَصْحَابي عَنْ أَحَدٍ شَيْئاً، فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إلَيْكُم وأَنَا سَلِيمُ الصَّدْرِ» رواهُ أبو داودَ والترمذيّ.

۱/ ۱۵۴۰۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میرے صحابہ میں سے کوئی شخص کسی کی کوئی بات مجھ تک نہ پہنچائے۔ اس لئے کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں تمہارے درمیان اس حال میں نکلوں کہ میرا سینہ (ہر ایک کی بابت) صاف ہو۔ (ابو داؤد' ترمذی)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب رفع الحديث من المجلس ـ وسنن ترمذي، أبواب المناقب، باب فضل أزواج النبي ﷺ.

فوائد: بات سے مراد' ایسی بات جو آپ کے لئے ناپسندیدہ ہو یا متعلقہ بندے کے لئے نقصان دہ ہو۔ اس میں پردہ پوشی کی تاکید اور بلا ضرورت لوگوں کی ناپسندیدہ باتیں حکام بالا تک پہنچانے کی ممانعت ہے۔ جیسا کہ امام نووی نے باب باندھا ہے۔

٢٥٩ ـ بابُ ذَمِّ ذِي الْوَجْهَيْنِ

۲۵۹۔ دو رخے شخص کی مذمت کا بیان

قَالَ اللهُ تعالى: ﴿يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا﴾ [النساء: ١٠٨]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' وہ لوگوں سے چھپتے ہیں اور اللہ سے نہیں چھپتے' حالانکہ وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جب وہ راتوں کو ایسی باتوں میں مشورہ کرتے ہیں جو اللہ کو ناپسند ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے عملوں کا احاطہ کرنے والا ہے۔ (سورۂ نساء' ۱۰۸۔۱۰۹)

١٥٤١ ـ وعن أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَجِدُونَ

۱/ ۱۵۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم لوگوں کو کانوں کی طرح

النَّاسَ مَعادِنَ: خِيارُهُمْ في الجاهِلِيَّةِ خِيارُهُمْ في الإِسْلامِ إذا فَقِهُوا، وَتَجِدُونَ خِيارَ النَّاسِ في هذا الشَّأْنِ أَشَدَّهُم لَهُ كَرَاهِيَةً، وَتَجِدُونَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ، الَّذي يَأْتي هٰؤُلاءِ بِوَجْهٍ، وَهٰؤُلاءِ بِوَجْهٍ» متفقٌ عليه.

پاؤں گے۔ ان میں جو لوگ جاہلیت میں بہتر تھے' اسلام میں بھی بہتر ہیں جب کہ وہ دین کی سمجھ حاصل کر لیں۔ اور اس حکمرانی کے معاملے میں تم ان لوگوں کو سب سے بہتر پاؤ گے جو اس کو سب سے زیادہ ناپسند کرتے ہوں گے اور تم لوگوں میں سب سے بدتر دو رخے شخص کو پاؤ گے جو ان کے پاس ایک رخ (چہرہ) لے کر جائے اور ان کے پاس دوسرا رخ۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، أوائل كتاب المناقب ـ وصحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب خيار الناس.

فوائد: کانوں کی طرح' کا مطلب ہے کہ ان کی بھی کوئی اصل ہو گی جس کی طرف وہ منسوب ہوں گے اور جو ان کے لئے ذریعہ افتخار ہو گی۔ اچھی اصل یعنی شرف و مجد رکھنے والے قبیلے' جس طرح زمانہ جاہلیت میں ممتاز تھے' اسلام چونکہ خود بھی شرافت و کرامت کا حامل مذہب ہے' اس لئے قبول اسلام کے بعد بھی ممتاز قبیلوں کے لوگ شرف و فضل میں نمایاں ہی رہیں گے' ان کی قدر و منزلت میں کوئی کمی نہیں ہو گی' بشرطیکہ وہ دین کی صحیح سمجھ حاصل کر لیں اور اس کی پابندی کو اپنا شعار بنا لیں۔ (۲) جو لوگ عہدہ و منصب کی خواہش نہیں رکھتے بلکہ وہ اس کی ذمے داریوں سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں' ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں اگر اختیار و اقتدار آ جائے تو یہ عوام کے لئے بہتر ثابت ہوتے ہیں' کیونکہ وہ اس کی ذمے داریوں اور تقاضوں کو پوری دیانت داری سے ادا کرتے ہیں' وہ اپنے مفادات کو نہیں دیکھتے' ملک و قوم کے مفادات کو ترجیح دیتے ہیں اور اللہ کی حدوں کو توڑتے نہیں' بلکہ ان کو قائم کرتے ہیں۔ (۳) دو رخے شخص سے مراد ایسا آدمی ہے جو ایک گروہ کے پاس جائے تو اسے باور کرائے کہ وہ اس کا خیر خواہ اور ساتھی ہے اور دوسرے کا مخالف۔ لیکن جب دوسرے گروہ کے پاس جائے تو وہاں بھی یہی تاثر دے۔ یہ بدترین آدمی ہے۔ اس کے مقابلے میں وہ شخص سب سے بہتر ہے کہ وہ ہر گروہ کے پاس جائے اور اپنی طاقت کے مطابق ہر ایک کی اصلاح کی کوشش کرے۔

١٥٤٢ ـ وعنْ محمدِ بنِ زَيْدٍ أَنَّ نَاساً قَالُوا لِجَدِّهِ عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: إِنَّا نَدْخُلُ على سَلاطِينِنا فنقولُ لَهُمْ بِخِلافِ ما نَتَكَلَّمُ إذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ هذا نِفاقاً عَلَى عَهْدِ رسولِ اللهِ ﷺ. رواه البخاري.

۲/ ۱۵۴۲۔ حضرت محمد بن زید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے ان کے دادا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا' ہم اپنے حکمرانوں کے پاس جاتے ہیں تو ان سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان باتوں سے مختلف ہوتی ہیں جو ہم ان کے پاس سے باہر نکل کر کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا' ہم ایسے رویئے کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نفاق شمار کرتے تھے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأحكام، باب ما يكره من ثناء السلطان.

فوائد: مطلب یہ ہوا کہ حکمرانوں کے سامنے تو ان کی تعریف کرنا اور آگے پیچھے ان کی مذمت کرنا' یہ عملی نفاق ہے۔ اس لئے کہ جو دل میں ہے وہ زبان پر نہیں اور جو زبان پر ہے وہ دل میں نہیں۔ ایک سچے مسلمان کا کردار تو یہ ہے کہ بادشاہ اگر اچھا' متقی اور عادل ہے تو منہ پر بھی اس کی تعریف کی جائے (اگر ضرورت پڑ جائے' خوشامد کے طور پر نہیں) اور پیٹھ پیچھے بھی اسے اچھے لفظوں سے یاد کیا جائے۔ اور اگر وہ برا ہے تو اسے اس کے منہ پر بھی اللہ کی نافرمانی کے انجام بد سے ڈرایا جائے اور آگے پیچھے بھی یہی رویہ اختیار کیا جائے۔ کیونکہ یہی خیر خواہانہ طرز عمل ہے' جس کی تاکید ایک مسلمان کو کی گئی ہے۔ اس کے برعکس پہلا رویہ دو رخے پن کا مظہر ہے جس پر سخت وعید گزشتہ حدیث میں گزری ہے۔

٢٦٠ ـ بَابُ تَحْرِيمِ الْكَذِبِ

۲۶۰۔ جھوٹ کے حرام ہونے کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ ﴾ [الإسراء: ٣٦]. وقالَ تَعَالَى: ﴿ مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴾ [ق: ١٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس چیز کا علم نہیں' اس کے پیچھے مت پڑو۔ (سورۂ بنی اسرائیل۔ ۳۶)

نیز فرمایا: انسان جو لفظ بھی بولتا ہے تو اس کے پاس ایک نگران فرشتہ تیار رہتا ہے۔ (سورۂ ق۔ ۱۸)

١٥٤٣ ـ وعن ابنِ مسعودٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِّيقاً، وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الفُجُورِ، وَإِنَّ الفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّاباً» متفقٌ عليه.

۱/۱۵۴۳۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بلاشبہ سچائی' نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور یقیناً آدمی سچ بولتا رہتا ہے' یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں صدیق (راست باز) لکھ دیا جاتا ہے اور بلاشبہ جھوٹ نافرمانی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نافرمانی جہنم کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور یقیناً آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے' یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب قول الله تعالى، ﴿يأيها الذين آمنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين﴾ ـ وصحيح مسلم، كتاب البر، باب قبح الكذب وحسن الصدق.

فوائد: انسان جیسا رویہ اختیار کرتا ہے' وہ اس کا وصف خاص بن جاتا ہے جس سے وہ مشہور ہوتا ہے۔ اس لئے انسان کو اچھی باتیں اور اچھا رویہ ہی اپنانا چاہئے' تاکہ لوگوں کی زبانوں پر بھی اس کی تعریف کے چرچے ہوں اور اللہ کے ہاں بھی اس کا اچھا مقام ہو۔ (۲) سچائی' نجات کا اور جھوٹ تباہی کا راستہ ہے۔

١٥٤٤ ـ وعَنْ عبدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ، كَانَ مُنَافِقاً

۲/۱۵۴۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' چار خصلتیں ہیں' جس میں وہ ہوں گی' وہ خالص منافق ہو گا اور جس

خَالِصاً، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ، كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْ نِفاقٍ حَتَّى يَدَعَهَا: إذا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإذا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإذَا عاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ» متفقٌ عليه. وقد سبق بيانه معَ حديثِ أبي هُرَيْرَةَ بنحوهِ في «باب الوفاءِ بالعهد».

کے اندر ان میں سے ایک خصلت ہو گی تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہو گی' یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے (وہ خصلتیں یہ ہیں) جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے' جب بات کرے تو جھوٹ بولے' جب عہد کرے تو بے وفائی کرے اور جب جھگڑے تو خوب جھگڑے' جھوٹی قسمیں کھائے اور بدزبانی کرے۔ (بخاری و مسلم)

اور اس کی تفصیل' اسی طرح کی حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ میں باب الوفاء بالعهد کے تحت میں گزر چکی ہے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب علامات المنافق ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب لا يدخل الجنة إلا المؤمنون.

فوائد: دیکھئے باب الوفاء بالعهد' رقم ۲ / ۶۸۹' ۶۹۰۔ آج کل اعتقادی نفاق تو نہیں ہے' لیکن مسلمانوں میں عملی نفاق عام ہے' اسی لئے ان کی اکثریت ان منافقانہ خصلتوں سے متصف ہے۔ اعاذنا اللہ منھا۔ البتہ کمیونسٹ اور سیکولر قسم کے بہت سے لوگ اعتقادی منافقین میں آسکتے ہیں۔

١٥٤٥ ـ وعن ابنِ عباسٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ، كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ، وَمَنِ اسْتَمَعَ إلى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كارِهُونَ، صُبَّ في أُذُنَيْهِ الآنُكُ يَوْمَ القِيامَةِ، وَمَنْ صَوَّرَ صُورَةً عُذِّبَ، وَكُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فيها الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ» رواه البخاري. «تَحَلَّمَ» أي: قَالَ إنَّهُ حَلَمَ في نَوْمِهِ وَرَأَى كَذَا وَكَذَا؛ وهو كاذبٌ. و«الآنك» بالمدِّ وضمِّ النونِ وتخفيفِ الكاف: وهو الرَّصَاصُ المذابُ.

۳ / ۱۵۴۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو شخص ایسا خواب بیان کرے' جو اس نے نہیں دیکھا' تو اسے (قیامت والے دن) مجبور کیا جائے گا کہ وہ جو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگائے اور وہ یہ ہرگز نہیں کر سکے گا اور جو شخص ایسے لوگوں کی بات سننے کے لئے ان کی طرف کان لگائے' جو اس کے لئے اس کو ناپسند کرتے ہوں تو قیامت والے دن اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا اور جو شخص (کسی جاندار کی) تصویر بنائے تو اسے عذاب دیا جائے گا اور اسے مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے جب کہ وہ اس میں روح نہیں پھونک سکے گا۔ (بخاری)

تحلم کے معنی ہیں۔ وہ بیان کرے کہ اس نے خواب میں اس اس طرح دیکھا' حالانکہ وہ جھوٹا ہو۔

الآنک مد اور نون پر پیش اور کاف بغیر شد کے۔ پگھلا
ہوا سیسہ

تخریج: صحیح بخاري، کتاب التعبیر، باب من کذب في حُلمه.

فوائد: حلم' برے خواب کو کہتے ہیں' لیکن یہاں مراد مطلق خواب ہے' چاہے اچھا ہو یا برا۔ اس میں اپنی طرف سے گھڑ کر جھوٹے خواب بیان کرنے کی شدید وعید ہے۔ یہ بیماری عام طور پر ایسے لوگوں میں ہوتی ہے جو شہرت و ناموری کے بھوکے ہوتے یا اپنی پاکبازی کا پروپیگنڈہ کرنا چاہتے ہوں۔ جیسے چند سال قبل ہمارے ملک میں ایک چرب زبان مقرر اور قائد بننے کے خبط میں مبتلا شخص نے بڑے بڑے عجیب و غریب خواب دیکھنے کے دعوے کئے تھے۔ وہ چونکہ سب بناوٹی تھے' اس لئے بہت جلد بھانڈا پھوٹ گیا' اور کسی نے بھی اس پر اعتبار نہیں کیا۔ (۲) اس میں ٹوہ میں رہنے یا ٹوہ لگانے کی بھی مذمت ہے۔ (۳) تصویر سازی پر سخت وعید ہے' چاہے یہ تصویر ہاتھ کی بنی ہوئی ہو' یا کیمرے کی کھینچی ہوئی۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تصویر' بہرحال تصویر ہے حتیٰ کہ مووی تصاویر کی بھی یہی سزا ہو گی۔ جس کو بہت سے لوگ تصویر ہی نہیں سمجھتے۔ اللھم احفظنا منھا

١٥٤٦ ـ وعن ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَفْرَى الفِرَى أَنْ يُرِيَ الرَّجُلُ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ تَرَيَا». رواهُ البخاري. ومعناه: يقولُ: رأيتُ، فيما لم يَرَهُ.

۴/ ۱۵۴۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو انہوں نے نہیں دیکھی۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب التعبیر، باب من کذب في حُلمه.

فوائد: اس میں بھی دروغ گوئی کی مذمت ہے' ایسا دعویٰ خواب کے بارے میں ہو یا حالت بیداری میں۔ دونوں صورتوں میں بڑا جھوٹ ہے۔

١٥٤٧ ـ وعن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِمَّا يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ لأَصْحَابِهِ: «هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنكُمْ مِنْ رُؤْيَا؟» فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُصَّ، وَإِنَّهُ قَالَ لنا ذاتَ غَدَاةٍ: «إِنَّهُ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ، وإِنَّهُمَا قَالا لي: انطَلِقْ، وَإِنِّي انطَلَقْتُ مَعَهُمَا، وَإِنَّا أَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ، وإِذا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ، وَإِذَا هُوَ يَهْوِي بِالصَّخْرَةِ لِرَأْسِهِ، فَيَثْلَغُ رَأْسَهُ، فَيَتَدَهْدَهُ الحَجَرُ هَا هُنَا،

۵/ ۱۵۴۷۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر اپنے صحابہ سے دریافت فرماتے تھے' کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ پس آپ کے سامنے کوئی شخص' جو اللہ چاہتا' بیان کرتا۔ اور ایک دن صبح کے وقت آپ نے ہمارے سامنے بیان فرمایا' کہ رات کو (خواب میں) میرے پاس دو آنے والے آئے' ان دونوں نے مجھ سے کہا' چلئے' میں ان کے ساتھ چل پڑا۔ (چلتے چلتے) ہمارا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو لیٹا ہوا تھا' اور اس کے ساتھ ہی ایک دوسرا آدمی' اس کے اوپر پتھر لئے کھڑا

فَيَتْبَعُ الحَجَرَ فَيَأْخُذُهُ، فَلَا يَرجِعُ إِلَيْهِ حَتَّى يَصِحَّ رَأْسُه كَمَا كَانَ، ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ، فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ المَرَّةَ الأُولَى» قال: «قلتُ لهما: سُبْحَانَ اللهِ! مَا هٰذَانِ؟ قالا لي: انطَلِقِ انطَلِقْ، فانطَلَقنَا ، فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاه وَإِذا آخرُ قائمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوبٍ مِنْ حَدِيدٍ، وإذا هُوَ يَأْتي أَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهِ فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهُ إلى قَفَاهُ، وَمَنْخِرَهُ إلى قَفَاهُ، وَعَيْنَهُ إلى قَفَاهُ، ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إلى الجَانِبِ الآخَرِ فيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ ما فَعَلَ بالجانب الأول فَمَا يَفْرُغُ من ذٰلِكَ الجَانِبِ حَتَّى يَصِحَّ ذلكَ الجانبُ كما كَانَ، ثُمَّ يَعُودُ عليْهِ، فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ في المَرَّةِ الأُولى» قال: «قلتُ: سُبْحَانَ اللهِ! مَا هذانِ؟ قال: قالا لي: انْطَلِقِ انْطَلِقْ، فَانطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلَى مِثْلِ التَّنُّورِ» فَأَحسبُ أَنَّه قال: «فإذا فيهِ لَغَطٌ، وَأَصْوَاتٌ، فاطَّلَعْنَا فِيهِ فَإِذَا فِيهِ رجالٌ وَنِساءٌ عُرَاةٌ، وإذا هُمْ يَأْتِيهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ، فإذا أَتَاهُمْ ذلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا. قلتُ: ما هؤلاء؟ قالا لي: انْطَلِقِ انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى نَهرٍ» حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «أَحْمَرُ مِثْلُ الدَّمِ، وَإِذا في النَّهْرِ رَجُلٌ سَابحٌ يَسْبَحُ، وَإِذا عَلَى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجارةً كَثِيرَةً، وإذا ذلكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ ما يَسْبَحُ، ثُمَّ يَأْتِي ذلكَ الذي قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الحِجَارَةَ، فَيَفْغَرُ لَهُ فَاهُ، فَيُلْقِمُهُ حَجَراً، فَيَنْطَلِقُ فَيَسْبَحُ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيهِ، كُلَّمَا رَجَعَ إِلَيْهِ، فَغَرَ لَهُ فَاهُ، فَأَلْقَمَهُ

ہے' وہ پتھر اس کے سر پر مارتا ہے اور اس کے سر کو پاش پاش کر دیتا ہے' پس وہ پتھر وہاں سے لڑھک کر دور جا گرتا ہے' تو وہ پتھر کے پیچھے جاتا اور اسے پکڑ لاتا ہے' اس کے دوبارہ واپس آنے تک اس کا سر پہلے کی طرح صحیح ہو جاتا ہے' وہ پھر اس کی طرف لوٹتا ہے اور وہی کچھ کرتا ہے جو اس نے پہلی مرتبہ کیا تھا۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں' میں نے ان دو آدمیوں سے پوچھا' سبحان اللہ' یہ کیا ماجرا ہے؟ انہوں نے کہا' چلئے' چلئے۔ پس ہم چل پڑے اور ایک ایسے آدمی کے پاس آئے جو گدی کے بل (چت) لیٹا ہوا تھا اور اس کے پاس ہی ایک دوسرا شخص لوہے کا زنبور لئے اس کے اوپر کھڑا ہے' وہ اس کے چہرے کی ایک طرف آتا ہے اور اس کے جبڑے کو اس کی گدی تک چیر دیتا ہے' اس کے نتھنے کو اور اس کی آنکھ کو بھی گدی تک چیر دیتا ہے۔ پھر وہ اس کے چہرے کی دوسری جانب آتا ہے اور وہی عمل کرتا ہے جو اس نے پہلی جانب میں کیا تھا۔ پس وہ اس ایک جانب سے فارغ نہیں ہو پاتا کہ دوسری جانب پہلے کی طرح صحیح ہو جاتی ہے۔ وہ پھر اس کی طرف آتا ہے اور وہی کچھ کرتا ہے جو پہلی مرتبہ میں کیا تھا۔

آپ نے فرمایا' میں نے پوچھا' سبحان اللہ' یہ دو آدمی کون ہیں؟ انہوں نے مجھے کہا' چلئے' چلئے۔ پس ہم چلے تو ہم تنور جیسے گڑھے پر آئے (راوی کا بیان ہے) کہ میرا گمان ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس میں بہت شور تھا اور آوازیں تھیں' پس ہم نے اس میں جھانکا تو اس میں برہنہ مرد اور عورتیں تھیں' اس کے نیچے سے آگ کا شعلہ اٹھتا ہے اور جب وہ ان کو لگتا ہے تو وہ چیخیں مارتے ہیں' میں نے کہا۔ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے مجھ سے کہا' چلئے' چلئے۔ پس ہم پھر چلے اور ایک نہر

حَجَراً. قلت لهما: ما هذان؟ قالا لي: انطَلِقِ انطَلِقْ، فانطلقنا، فأتينا على رَجلٍ كَرِيهِ المَرْآةِ، أَوْ كأكرهِ ما أنتَ راءٍ رجلاً مَرْأًى، فإذا هو عِندَه نارٌ يَحشُّها ويَسْعَى حَوْلَهَا. قلتُ لهما: ما هذا؟ قالا لي: انطَلِقِ انطَلِقْ، فانطلقنا فأتينا على رَوْضةٍ مُعْتَمَّةٍ فِيهَا مِنْ كلِّ نَوْرِ الرَّبيع، وإذا بَيْنَ ظَهْرَي الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طويلٌ لا أكادُ أرى رأسَهُ طُولاً في السَّماءِ، وإذا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ أكثرِ وِلدانٍ رَأَيْتُهُم قطُّ، قُلتُ: ما هذا؟ وما هؤلاء؟ قالا لي: انْطَلِقْ انطَلِقْ، فانْطَلَقنا، فأتَينا إلى دَوْحَةٍ عَظِيمَةٍ لم أرَ دَوْحَةً قطُّ أعظمَ منها، ولا أَحسَنَ! قالا لي: ارْقَ فيها، فارتقينا فيها إلى مدينةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ ولَبِن فضَّةٍ، فأتينا بابَ المَدينَة فاستَفْتَحْنا، فَفُتِحَ لَنا، فدخلناها، فتَلَقَّانا رجالٌ شَطْرٌ مِن خَلْقِهِمْ كأَحْسَنِ ما أنت راءٍ! وشَطرٌ منهم كأقبَحِ ما أنتَ راءٍ! قالا لهمُ: اذهَبوا فقعُوا في ذلكَ النَّهر، وإذا هُوَ نَهرٌ مُعترِضٌ يَجري كأنَّ ماءَهُ المَحضُ في البَياضِ، فَذَهَبُوا فوقَعُوا فيه. ثُمَّ رجعُوا إلينا قد ذَهَبَ ذلك السُّوءُ عنهمْ، فصَارُوا في أحسَنِ صُورةٍ. قال: قالا لي: هذه جَنَّةُ عَدْنٍ، وهذاك منزِلُكَ، فَسَمَا بَصَري صُعُداً، فإذا قَصرٌ مِثلُ الرَّبَابَةِ البَيضَاءِ. قالا لي: هذاك مَنزِلُكَ؟ قلتُ لهما: بَارَكَ الله فيكُما، فَذَرَاني فأدخُلَه. قالا: أما الآن فلا، وأنتَ داخلُهُ. قلتُ لَهُمَا: فَإنِّي رَأَيْتُ مُنْذُ اللَّيلةِ عَجَباً؟ فما هذا الذي رأيتُ؟ قالا لي: أمَا إنَّا سَنُخبِرُك: أمَّا الرجلُ الأوَّلُ الذي أتيتَ عَلَيه يُثلَغُ رَأْسُهُ بالحَجَرِ، فإنَّهُ

پر آئے۔ راوی کا بیان ہے‘ میرا گمان ہے کہ آپ ؐ فرماتے تھے‘ وہ خون کی طرح سرخ تھی۔ اس میں ایک تیراک تیر رہا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک آدمی ہے جس نے اپنے پاس بہت سے پتھر جمع کر رکھے ہیں۔ یہ تیرنے والا جب تک تیرتا ہے تیرتا ہے‘ پھر اس شخص کے پاس آتا ہے جس نے اپنے پاس پتھر جمع کئے ہوئے ہیں‘ وہ اس کے سامنے آکر اپنا منہ کھولتا ہے اور وہ اس کے منہ میں پتھر کا لقمہ ڈال دیتا ہے۔ وہ پھر جاکر تیرنے لگتا ہے اور پھر اس کی طرف لوٹ آتا ہے‘ جب بھی اس کی طرف لوٹ کر آتا ہے‘ اس کے سامنے اپنا منہ کھولتا ہے اور وہ پتھر کا لقمہ اس کے منہ میں ڈال دیتا ہے۔ میں نے ان سے کہا۔ یہ دو شخص کون ہیں؟ انہوں نے مجھے کہا۔ چلئے‘ چلئے۔ ہم پھر چلے‘ پس ہم ایک بہت ہی بدمنظر آدمی کے پاس آئے یا (فرمایا) سب سے زیادہ بدصورت آدمی کی طرف‘ جو تم نے دیکھا ہو‘ اس کے پاس آئے۔ اس کے پاس آگ ہے جسے وہ دھکاتا ہے اور اس کے گرد دوڑتا ہے۔ میں نے دونوں ساتھیوں سے پوچھا‘ یہ کیا ماجرا ہے؟ انہوں نے مجھے کہا‘ چلئے‘ چلئے۔ پس ہم چلے اور ایک ایسے باغ میں آئے جس میں کثرت سے درخت لگے ہوئے تھے اور اس میں بہار کے (موسم کی طرح) ہر قسم کے پھول تھے اور اس باغ کے درمیان میں ایک لمبا تڑنگا آدمی تھا‘ مجھے لمبائی کی وجہ سے اس کا سر آسمان میں دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اس آدمی کے اردگرد زیادہ بچے ہیں‘ ایسے بچے میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ میں نے پوچھا‘ یہ کیا ہے؟ اور یہ بچے کون ہیں؟ انہوں نے کہا۔ چلئے چلئے۔ پس ہم چلے اور ایک بہت بڑے درخت پر آئے۔ اس سے زیادہ بڑا اور اس سے زیادہ اچھا درخت میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ دونوں ساتھیوں نے مجھے کہا‘ اس پر چڑھئے‘ پس ہم اس پر

الرَّجُلُ يأخُذُ القرْآنَ فيَرْفُضه، وينامُ عن الصَّلاةِ المكتُوبَةِ. وأَمّا الرَّجُلُ الذي أَتَيتَ عَلَيْهِ يُشَرْشَرُ شِدْقُهُ إِلى قَفاهُ، ومَنْخِرُه إِلى قفاهُ، وَعَيْنُه إِلى قفاهُ، فإنه الرَّجُلُ يَغْدُو مِنْ بَيْتِه فيَكذِبُ الكَذْبَةَ تَبْلُغُ الآفاقَ. وأَمّا الرِّجالُ والنِّساءُ العُرَاةُ الذين هُمْ في مِثْلِ بناءِ التَّنُّورِ، فإنَّهم الزُّناةُ والزَّواني. وأَما الرجُلُ الَّذي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يَسْبَحُ في النَّهْرِ، وَيُلْقَمُ الحِجارَةَ، فإِنَّهُ آكِلُ الرِّبا، وَأَمَّا الرَّجُلُ الكَرِيهُ المرآةِ الذي عندَ النَّارِ يَحُشُّها ويسْعَى حَوْلَها، فَإِنَّهُ مَالِكٌ خازِنُ جهَنَّمَ، وأما الرَّجُلُ الطَّويلُ الَّذي في الرَّوْضَةِ، فإنه إبراهيمُ، وأَما الوِلدانُ الذينَ حَوْلَه، فكلُّ مَوْلودٍ مَاتَ على الفِطْرَةِ» وفي روايةِ البَرْقانيِّ: «وُلِدَ على الفِطرَةِ» فقال بعض المسلمينَ: يَا رسولَ اللهِ! وأَولادُ المشركينَ؟ فقال رسولُ اللهِ ﷺ: «وأَولادُ المشركينَ، وأَما القومُ الذينَ كَانُوا شَطْرٌ مِنهم حَسَنٌ، وشَطْرٌ منهمْ قَبيحٌ، فإنهمْ قَوْمٌ خَلَطُوا عَمَلاً صَالِحاً وآخرَ سَيئاً، تَجاوَزَ اللهُ عَنْهُمْ» رواه البخاري. وفي روايةٍ لَه: «رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَاني فأَخْرَجاني إِلَى أَرْضٍ مُقدَّسةٍ» ثُمَّ ذكَره وَقال: «فانطلقنا إِلى نَقَبٍ مثلِ التَّنُّورِ، أَعْلاهُ ضَيِّقٌ وأَسْفَلُهُ وَاسِعٌ، يَتَوَقَّدُ تَحتَه نَاراً، فإذا ارْتَفَعَتِ ارْتَفَعُوا حَتَّى كَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا، وإذا خَمَدَتْ فيها، رَجَعُوا فيها، وفيها رِجالٌ ونساءٌ عُراةٌ»، وفيها: «حتى أَتَيْنَا على نَهرٍ من دَمٍ ـ ولم يشُكَّ ـ فيه رجُلٌ قائمٌ على وسَطِ النَّهرِ، وعلى شَطِّ النَّهرِ رَجُلٌ، وبيْنَ يَدَيْهِ حِجارةٌ، فأقبَلَ الرَّجُلُ الذي في النَّهرِ، فإذا

چڑھے تو ایک ایسا شہر ہمیں نظر آیا جو سونے چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا' پس ہم اس شہر کے دروازے پر آئے اور اسے کھولنے کا مطالبہ کیا' پس وہ دروازہ ہمارے لئے کھول دیا گیا اور ہم اس میں داخل ہو گئے۔ پس ہمیں بہت سے آدمی ملے' ان کا آدھا جسم تو اس خوبصورت ترین آدمی کی طرح ہے جو تم نے دیکھا ہو اور آدھا جسم اس بدترین آدمی کی طرح ہے جو تم نے دیکھا ہو۔ دونوں ساتھیوں نے ان آدمیوں سے کہا۔ جاؤ اور اس نہر میں کود جاؤ۔ وہاں عرضاً ایک نہر بہہ رہی تھی' اس کا پانی سفیدی میں گویا دودھ تھا' پس وہ لوگ گئے اور اس میں کود گئے۔ پھر وہ ہماری طرف واپس آئے تو ان کے آدھے جسم کی بدصورتی دور ہو چکی تھی اور بہترین صورت والے ہو گئے تھے۔ آپ ؐ نے فرمایا' ان دونوں نے مجھے کہا۔ یہ جنت عدن ہے اور یہ آپ ؐ کا مقام ہے۔ میری نگاہ جو اوپر اٹھی تو سفید بادل کی طرح ایک محل نظر آیا۔ دونوں ساتھیوں نے مجھے کہا' یہ ہے آپ ؐ کا مقام۔ میں نے ان سے کہا' اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا کرے' تم مجھے چھوڑو' میں اندر جاؤں۔ انہوں نے کہا' لیکن ابھی نہیں۔ البتہ آپ ؐ ہی اس میں داخل ہوں گے۔ (نہ کہ کوئی اور) میں نے ان سے عرض کیا۔ میں نے رات کو عجیب چیزیں دیکھی ہیں' میں نے جو کچھ دیکھا ہے یہ کیا ہے؟ دونوں نے کہا' گھبرائیں نہیں' ہم ابھی آپ ؐ کو بتلائے دیتے ہیں۔ وہ پہلا آدمی' جس کے پاس سے آپ ؐ گزرے اور اس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا' وہ شخص ہے جو قرآن حاصل کرے اور پھر اسے چھوڑ دے (حفظ کر کے بھول جائے' یا قرآن کا علم حاصل کر کے بے عمل ہو جائے) اور فرض نماز پڑھے بغیر سو جائے۔ اور لیکن وہ آدمی' جس کے پاس سے آپ گزرے جس کے جبڑے کو' اس کے نتھنے کو اور اس

أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ، رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِي فِيهِ، فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ، فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ جَعَلَ يَرْمِي فِي فِيهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ». وَفِيهَا: «فَصَعِدَا بِيَ الشَّجَرَةَ، فَأَدْخَلانِي دَاراً لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا، فِيهَا رِجَالٌ شُيُوخٌ وَشَبَابٌ». وَفِيهَا: «الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ، يُحَدِّثُ بِالْكَذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الآفَاقَ، فَيُصْنَعُ بِهِ مَا رَأَيْتَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ» وَفِيهَا: «الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشْدَخُ رَأْسُهُ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللهُ الْقُرْآنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ، وَلَمْ يَعْمَلْ فِيهِ بِالنَّهَارِ، فَيُفْعَلُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَالدَّارُ الأُولَى الَّتِي دَخَلْتَ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِينَ، وَأَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ، وَأَنَا جِبْرِيلُ، وَهٰذَا مِيكَائِيلُ، فَارْفَعْ رَأْسَكَ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا فَوْقِي مِثْلُ السَّحَابِ، قَالا: ذَاكَ مَنْزِلُكَ، قُلْتُ: دَعَانِي أَدْخُلْ مَنْزِلِي، قَالا: إِنَّهُ بَقِيَ لَكَ عُمُرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ، فَلَوِ اسْتَكْمَلْتَهُ، أَتَيْتَ مَنْزِلَكَ» رواه البخاري. قوله: «يَثْلَغ رَأْسَهُ» هو بالثاء المثلثة والغينِ المعجمة، أي: يَشْدَخُهُ وَيَشُقُّهُ. قوله: «يَتَدَهْدَه» أي: يتدحرجُ. و«الكَلُّوبُ» بفتح الكاف، وضم اللام المشدّدة، وهو معروف. قوله: «فَيُشَرْشِرُ» أي: يُقَطِّعُ. قوله: «ضَوْضَوْا» وهو بضادين معجمتين، أي: صاحوا. قوله: «فَيَفْغَرُ» هو بالفاءِ والغينِ المعجمةِ، أي: يفتحُ. قوله: «المرآة» هو بفتح الميمِ، أي المنْظَرِ. قوله: «يَحُشُّها» هو بفتح الياءِ وضم الحاءِ المهملة والشين المعجمة، أَيْ: يوقِدُها. قوله: «رَوْضَةٍ

کی آنکھ کو اس کی گدی تک چیرا جا رہا تھا‘ یہ وہ شخص ہے جو صبح اپنے گھر سے نکلتا اور جھوٹ بولتا جو (دنیا کے) کناروں تک پھیل جاتا۔ لیکن وہ برہنہ مرد اور عورتیں جو تنور جیسے گڑھے میں تھیں‘ وہ بدکار مرد اور بدکار عورتیں تھیں۔ لیکن وہ آدمی‘ جس کے پاس آپ ؐ آئے‘ وہ نہر میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھر کا لقمہ دیا جاتا تھا‘ وہ سود خور شخص تھا۔ لیکن وہ نہایت بدمنظر آدمی جو آگ کے پاس تھا‘ اسے دہکاتا تھا اور اس کے گرد دوڑتا تھا‘ وہ داروغہ جہنم‘ مالک ہے اور وہ دراز قد آدمی‘ جو باغ میں تھا‘ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور وہ بچے جو ان کے ارد گرد تھے‘ یہ تمام وہ بچے تھے جو فطرت (صحیح دین) پر فوت ہوئے۔ اور برقانی کی روایت میں ہے‘ وہ بچے ہیں جو فطرت پر پیدا ہوئے۔ مسلمانوں میں سے ایک نے سوال کیا‘ یا رسول اللہ! اور مشرکین کے بچے (بھی وہیں تھے؟) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا‘ مشرکین کے بچے بھی۔ لیکن وہ لوگ‘ جن کا آدھا جسم خوب صورت اور آدھا جسم بدصورت تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ملے جلے عمل کئے‘ کچھ عمل نیک کئے اور دوسرے کچھ برے بھی‘ اللہ نے ان سے درگزر فرمایا۔ (بخاری)

اور بخاری کی ایک اور روایت میں ہے۔ میں نے رات کو دیکھا کہ میرے پاس دو آدمی آئے اور مجھے پاک سرزمین کی طرف لے گئے‘ پھر وہی واقعہ بیان فرمایا (جو ابھی گزرا) اور فرمایا‘ کہ ہم چلتے چلتے ایک گڑھے پر پہنچے جو تنور کی مثل تھا‘ اس کا بالائی حصہ تنگ اور نچلا حصہ کشادہ تھا‘ اس کے نیچے آگ فروزاں تھی‘ جب وہ آگ اوپر کو اٹھتی تو (اس میں موجود لوگ بھی) اوپر کو اٹھتے‘ حتیٰ کہ وہ باہر نکلنے کے قریب ہو جاتے اور جب آگ بجھ جاتی تو وہ بھی اس میں واپس چلے جاتے۔ اور

«مُعْتَمَّةٍ» هو بضم الميم وإسكانِ العين وفتح التـاءِ وَتَشْـديـدِ الميـم، أي: وافيـةِ النَّبَـات طَويلَتِهِ. قَولُهُ: «دَوْحَةٌ» وَهِيَ بفتح الدال، وإسكان الواو وبالحاءِ المهملة: وَهِيَ الشَّجَرَةُ الْكَبيرةُ. قولُهُ: «المَحْضُ» هو بفتح الميم وإسكانِ الحاءِ المهملة وبالضَّاد المعجمة: وهُوَ اللَّبَنُ. قولُهُ: «فَسَمَا بَصَرِي» أي: ارْتَفَعَ. و«صُعُـداً»: بضـم الصـاد والعيـن، أَيْ مُرْتَفِعاً. «وَالرَّبَابَةُ». بفتح الراءِ وبالباءِ الموحدة مُكررةً، وهِيَ السَّحَابَة.

اس میں برہنہ مرد اور عورتیں تھیں۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ہم خون کی ایک نہر پر آئے۔ اس میں راوی نے شک نہیں کیا (جیسے پہلی روایت میں راوی کو شک تھا) اس میں ایک آدمی نہر کے درمیان میں کھڑا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک آدمی ہے' جس کے سامنے پتھر ہے' پس نہر میں کھڑا آدمی آگے بڑھتا ہے اور جب باہر نکلنا چاہتا ہے تو کنارے والا آدمی اس کے منہ میں پتھر پھینک دیتا ہے اور اس کو وہیں لوٹا دیتا ہے جہاں وہ تھا۔ پس یہ (برلب نہر آدمی) (اسی کام پر لگا ہے) جب بھی یہ باہر نکلنے کے لئے آتا ہے' وہ اس کے منہ میں پتھر پھینک دیتا ہے' پس وہ لوٹ جاتا ہے جیسے پہلے تھا۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے۔ کہ وہ دونوں مجھے لے کر درخت پر چڑھے اور مجھے ایسے گھر میں داخل کیا جس سے زیادہ خوبصورت گھر میں نے کبھی نہیں دیکھا' اس میں کچھ مرد تھے' بوڑھے اور جوان۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے' وہ شخص جس کو میں نے دیکھا کہ اس کا جبڑا چیرا جا رہا ہے' پس وہ بہت جھوٹا آدمی ہے جو جھوٹی بات زبان سے نکالتا ہے' وہ اس سے نقل کی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ (دنیا کے) کناروں تک پہنچ جاتی ہے۔ پس اس کے ساتھ قیامت کے دن تک وہ معاملہ کیا جاتا رہے گا جو آپ نے دیکھا۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے وہ شخص جس کو آپ نے دیکھا کہ اس کا سر کوٹا جا رہا تھا' وہ آدمی ہے جس کو اللہ نے قرآن کے علم سے نوازا' لیکن یہ قرآن کو چھوڑ کر رات کو سویا رہا اور دن کو بھی اس پر عمل نہیں کیا' پس اس کے ساتھ بھی وہ سلوک قیامت کے دن تک کیا جاتا رہے گا۔ اور وہ پہلا گھر جس میں آپ داخل ہوئے' عام مومنوں کا گھر ہے اور لیکن یہ گھر' شہیدوں کا گھر ہے اور میں جبریلؑ ہوں اور یہ میکائیل ہے' پس اپنا سر اٹھائیں' میں نے اپنا سر

اٹھایا تو میرے اوپر بادل کی مثل (کوئی چیز) ہے۔ ان دونوں نے کہا' یہ آپ کا ٹھکانا ہے۔ میں نے کہا' مجھے چھوڑو میں اپنے ٹھکانے میں داخل ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا' ابھی آپ کی کچھ عمر باقی ہے جس کی آپ نے تکمیل نہیں کی۔ پس اگر آپ اس کی تکمیل کر لیں گے تو پھر اپنے ٹھکانے میں تشریف لے آئیں گے۔ (بخاری)

یثلغ راسہ (ثاء اور غین کے ساتھ) سر کو کوٹتا اور چیرتا تھا۔ یتدھدہ کے معنی' لڑھکتا ہے۔ کلوب' کاف پر زبر لام مشدد پر پیش' اس کے معنی مشہور ہیں (یعنی آنکڑا جس پر گوشت لٹکایا جاتا ہے) یشرشر' کاٹایا کچلا جاتا ہے۔ ضوضوا دو ضادوں کے ساتھ' وہ چیخے۔ یفغر۔ فاء اور غین کے ساتھ۔ کھولتا ہے۔۔المراۃ' میم پر زیر' منظر۔ یحشھا یاء پر زبر' حاء اور شین پر پیش' جلاتا اور بھڑکاتا ہے۔ روضۃ معتمۃ' میم پر پیش' عین ساکن' تاء پر زبر اور میم پر شد۔ لمبا اور زیادہ درختوں والا باغ۔ دوحۃ' دال پر زبر' واؤ ساکن اور پھر حاء' بڑا درخت۔ المحض' میم پر زبر' حاء ساکن پھر ضاد' دودھ۔ سما بصری' میری نگاہ اوپر اٹھی۔ صعدا' صاد اور عین پر پیش۔ بلند ہونے والا (یعنی بمعنی صاعد۔ اور یہ حال ہے) الربابہ' راء پر زبر اور باء مکرر (دو مرتبہ) بادل۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب التعبير، باب تعبير الرؤيا بعد صلاة الصبح .

فوائد: اس میں خواب کے ذریعے سے بہت سی بدعملیوں کی سزائیں دکھلائی گئی ہیں۔ مثلاً قرآن یاد کر کے اسے بھلا دینا' یا اس پر عمل نہ کرنا' اسی طرح قرآن کا علم سیکھ کر بے عملی اور بدعملی اختیار کیے رکھنا۔ فرض نمازوں میں سستی کرنا' جھوٹ بولنا' بدکاری اور سود خوری وغیرہ ان سب پر سخت وعیدیں ہیں جس کے نمونے اس حدیث میں گزرے۔ اعاذنا اللہ منھا۔ علاوہ ازیں اس میں نبی ﷺ کے مقام و مرتبہ اور شہداء کا مرتبہ بھی واضح کیا گیا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عذاب کے لئے اللہ نے جہنم اور نعمتوں کے لئے جنت بنائی ہے اور ان میں سے متعدد چیزوں کا مشاہدہ اللہ نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو کرایا ہے۔

٢٦١ - بَابُ بَيَانِ مَا يَجُوزُ مِنَ الْكَذِبِ ٢٦١۔ جھوٹ کی بعض جائز صورتوں کا بیان

اِعْلَمْ أَنَّ الْكَذِبَ، وَإِنْ كَانَ أَصْلُهُ مُحَرَّماً، فَيَجُوزُ فِي بَعْضِ الأَحْوَالِ بِشُرُوطٍ قد أَوْضَحْتُهَا فِي كِتَابِ: «الأَذْكَارِ»، وَمُخْتَصَرُ ذلك: أَنَّ الكلامَ وسيلةٌ إلى المقاصِدِ، فَكُلُّ مَقْصُودٍ مَحْمُودٍ يُمْكِنُ تَحْصِيلُهُ بِغَيْرِ الْكَذِبِ يَحْرُمُ الْكَذِبُ فيه، وَإِنْ لَمْ يُمْكِنْ تَحْصِيلُهُ إِلَّا بِالكَذِبِ، جازَ الْكَذِبُ. ثُمَّ إِنْ كَانَ تَحْصِيلُ ذلك المقصُودِ مُبَاحاً كَانَ الْكَذِبُ مُبَاحاً، وَإِنْ كَانَ وَاجِباً، كان الكذبُ واجباً. فإذا اخْتَفَى مُسْلِمٌ مِن ظالِمٍ يريدُ قَتْلَه، أَوْ أَخْذَ مالِه، وَأَخْفَى مَالَه، وَسُئِلَ إنسانٌ عنه، وَجَبَ الْكَذِبُ بِإِخفائِه، وكَذَا لو كانَ عِنْدَهُ وَدِيعَةٌ، وَأَرَادَ ظَالِمٌ أَخْذَهَا، وَجَبَ الْكَذِبُ بِإِخفائها. والأَحْوطُ في هذا كُلِّه أَنْ يُوَرِّيَ، ومعنَى التَّوْرِيَةِ: أَنْ يَقْصِدَ بِعِبارَتِهِ مَقْصُوداً صَحيحاً لَيْسَ هُوَ كَاذِباً بالنِّسْبَةِ إِلَيْهِ، وإِنْ كَانَ كَاذِباً في ظَاهِرِ اللَّفْظِ، وَبِالنِّسْبَةِ إِلى مَا يَفْهَمُهُ المخاطَبُ، وَلَوْ تَرَكَ التَّوْرِيَةَ وأَطْلَقَ عِبارَةَ الكَذِبِ، فَلَيْسَ بِحَرَامٍ في هذا الحَالِ. وَاسْتَدَلَّ الْعُلَمَاءُ لِجَوَازِ الكَذِبِ في هذا الحَالِ بِحَدِيثِ: (أُمِّ كُلْثُوْمِ الْآتِیْ)

معلوم ہونا چاہئے کہ جھوٹ اصل میں تو یقیناً حرام ہے' تاہم بعض صورتوں میں چند شرطوں کے ساتھ جھوٹ بولنا جائز ہو جاتا ہے' جنہیں میں نے کتاب الاذکار (باب النهى عن الكذب وبيان اقسامه) میں واضح کیا ہے' اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بات چیت' مقاصد حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ پس ہر وہ مقصود جو پسندیدہ ہے اور اسے بغیر جھوٹ کے حاصل کرنا ممکن ہے' اس میں جھوٹ بولنا حرام ہے اور اگر جھوٹ بولے بغیر اس کا حاصل کرنا ممکن نہ ہو تو پھر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ پھر اس مقصود کا حاصل کرنا اگر مباح (جائز) ہے تو جھوٹ بولنا بھی صرف مباح ہی ہو گا اور اگر مقصود واجب ہے تو جھوٹ بولنا بھی واجب ہو گا۔ (جیسے) کوئی مسلمان ایسے ظالم سے چھپ جائے جو اسے مارنا یا اس کا مال لینا چاہتا ہے اور اپنا مال بھی چھپا لے۔ اب کسی شخص سے اس کی بابت پوچھا جائے تو اس کے معاملے کو چھپائے رکھنے کے لئے جھوٹ بولنا واجب ہے۔ اسی طرح اگر اس کے پاس کوئی امانت ہے اور کوئی ظالم اسے لینے کا ارادہ کرے تو اسے چھپانا واجب ہے۔ اس قسم کے تمام معاملات میں زیادہ محتاط طریقہ یہ ہے کہ توریہ اختیار کیا جائے۔ توریے کا مطلب یہ ہے کہ ذو معنی گفتگو کرے جس کا ایک ظاہری مفہوم ہو اور ایک باطنی۔ اپنی گفتگو سے صحیح مقصود کی نیت کرے اور اس کی طرف نسبت کرنے میں وہ جھوٹا نہ ہو' اگرچہ ظاہری الفاظ میں اور اس چیز کی طرف نسبت کرنے میں جسے مخاطب سمجھے' وہ جھوٹا ہو اور اگر توریے کی بجائے صاف جھوٹ ہی بولے' تب بھی اس قسم کی حالت میں جھوٹ بولنا حرام نہیں ہے۔

١٥٤٨ ـ عن أُمِّ كُلثومٍ رَضِيَ اللهُ عَنهَا أنَّها سمِعَتْ رسولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَيْسَ الكَذَّابُ الَّذي يُصلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَيَنْمي خَيْراً أَو يقولُ خيْراً» متفقٌ عليه.

زاد مسلم في رواية: قَالَتْ أُمُّ كُلثُوم: وَلَمْ أَسْمَعْهُ يُرَخِّصُ في شَيءٍ مِمَّا يَقُولُ النَّاسُ إلَّا في ثلاثٍ؛ تَعْني: الحَرْبَ، وَالإِصْلاحَ بَيْنَ النَّاسِ، وَحَديثَ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ، وحَدِيثَ المَرْأَةِ زَوْجَها.

۶ / ۱۵۴۸ - اس قسم کے حالات میں جھوٹ بولنے کے جواز میں علماء نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں وہ بیان فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے' پس وہ بھلائی کی بات (دوسروں تک) پہنچاتا ہے یا بھلائی کی بات کہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

مسلم نے ایک روایت میں یہ زیادہ بیان کیا۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سوائے تین موقعوں کے' لوگوں کی گفتگو سے متعلق رخصت دیتے ہوئے نہیں سنا۔ تین موقعوں سے وہ مراد لیتی تھیں' جنگ کا' لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا اور مرد کا اپنی بیوی سے اور بیوی کا اپنے خاوند سے گفتگو کرنے کا موقعہ۔

فوائد: رخصت سے مراد' جھوٹ بولنے کی رخصت ہے۔ ینمی خیرا' بھلائی کی چغلی کھاتا یا بھلائی کی بات پہنچاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دو لڑے ہوئے شخصوں کو قریب لانے اور ان کے دلوں سے باہمی بغض و عناد دور کرنے کے لئے' اپنی طرف سے ایسی جھوٹی باتیں بنا کر ان کے سامنے پیش کرتا ہے کہ جس سے بغض و عناد کی برف پگھل جائے اور ان کی دوریاں قربت میں بدل جائیں۔ تو عنداللہ یہ شخص جھوٹا یا چغل خور شمار نہیں ہو گا۔ اسی طرح جنگ کے موقعے پر بھی عندالضرورت خلاف واقعہ بات کرنا جائز ہے' ورنہ مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچ سکتا ہے' تیسرا موقعہ میاں بیوی کی باہمی گفتگو کا ہے' معاشرتی زندگی میں بھی بہت سے موڑ ایسے آتے ہیں کہ ازدواجی تعلق کو برقرار رکھنے یا انہیں خوشگوار رکھنے کے لئے خاوند کو بیوی سے یا بیوی کو خاوند سے کچھ باتیں چھپانی پڑ جاتی ہیں۔ ایسے خاص موقعوں اور ضرورتوں پر اخفائے حال کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے۔ تاہم اس رخصت کا مطلب مطلقاً جھوٹ کی اجازت نہیں ہے کہ میاں بیوی آپس میں ہر وقت جھوٹ ہی بولتے رہیں' جھوٹ بہرحال جھوٹ ہے جو کبیرہ گناہ ہے' معاشرتی زندگی بھی سچائی ہی پر مبنی ہونی چاہئے۔ دونوں کا کردار ایک دوسرے کے لئے ایک آئینے کی طرح صاف شفاف ہونا چاہئے' اسی میں مسرت اور خوش گواری کا راز مضمر ہے۔ جھوٹ اور اخفائے حال ایک کو دوسرے سے متنفر اور دور کر سکتا ہے۔ اس لئے عندالضرورت ہی جھوٹ کا استعمال مفید اور خوش گوار اثرات کا حامل ہو سکتا ہے اور یہ اسلام کے دین فطرت ہونے کی ایک بہت بڑی دلیل ہے کہ

اس نے اس واقعی ضرورت کا احساس کیا اور اس کے لئے رخصت عنایت فرما دی' اس لئے اس کا فائدہ بھی بقدر ضرورت استعمال میں ہی ہے' بلا ضرورت استعمال میں نقصان ہی نقصان ہے' دین کا بھی اور دنیا کا بھی۔

٢٦٢ ـ بَابُ الْحث عَلَى التَّثَبُّتِ فِيمَا يَقُولُهُ وَيَحْكِيهِ

۲۶۲۔ اس بات کی ترغیب کا بیان کہ انسان جو کہے اور نقل کرے' اس کی تحقیق کر لے

قَالَ اللهُ تَعالَى: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ﴾ [الإسراء: ٣٦]. وقالَ تَعالَى: ﴿مَّا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ [ق: ١٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' اور اس چیز کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہ ہو۔ (سورۂ بنی اسرائیل' ۳۶)

نیز فرمایا: انسان جو لفظ بھی بولتا ہے تو اس کے پاس ہی ایک نگران فرشتہ تیار ہوتا ہے۔ (سورۂ ق۔ ۱۸)

١٥٤٩ ـ وعَنْ أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أنَّ النبيَّ ﷺ قَالَ: «كفى بالمَرءِ كَذِباً أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ» رواه مسلم.

۱/ ۱۵۴۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ جو سنے' اسے (بغیر تحقیق کئے) بیان کر دے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، المقدمة، باب النهى عن الحديث بكل ما سمع.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ ہر سنی ہوئی بات کو' اس کی تحقیق کئے بغیر' آگے بیان کرنا یا اسے صحیح سمجھ لینا درست نہیں۔ عین ممکن ہے کہ وہ جھوٹی ہو اور یہ بھی اسے بیان کر کے اپنے کو جھوٹوں میں شامل کر لے۔ اس لئے پہلے ہر بات کی تحقیق ضروری ہے۔

١٥٥٠ ـ وعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قال: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «من حَدَّثَ عَنِّي بحديثٍ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فهوَ أَحَدُ الكاذِبَيْن» رواه مسلم.

۲/ ۱۵۵۰۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص میری طرف منسوب کر کے کوئی بات بیان کرے' وہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے' پس وہ بھی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، المقدمة، باب وجوب الرواية عن الثقات وترك الكذّابين.

فوائد: بعض روایات میں کاذبین' تثنیہ کا لفظ ہے۔ یعنی دو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ ایک رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ گھڑنے والا اور دوسرا آگے بیان کرنے والا۔ اس میں ان علماء و واعظین کے لئے سخت وعید ہے جو جھوٹی حدیثیں بیان کرنے میں کوئی تأمل نہیں کرتے۔

١٥٥١ ـ وعَنْ أسْماءَ رضي اللهُ عَنْهَا أنَّ امرَأَةً قالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إنَّ لي ضَرَّةً فهل عَلَيَّ جُنَاحٌ إنْ تَشَبَّعْتُ مِن زوجِي غيْرَ الذي يُعطِيني؟ فقال النَّبيُّ ﷺ: «المُتَشَبِّعُ

۳/ ۱۵۵۱۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا' یا رسول اللہ! میری ایک سوکن ہے' کیا مجھے اس بات سے گناہ ہو گا اگر میں (اس پر) یہ ظاہر کروں کہ مجھے خاوند کی طرف سے خوب مل

بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَي زُورٍ» متفقٌ عليه.
الْمُتَشَبِّعُ هُوَ الذي يُظْهِرُ الشِّبَعَ وَلَيْسَ بِشَبْعَانَ، ومعناه هُنا: أَنَّهُ يُظهِرُ أنه حَصَلَ له فَضيلَةٌ وَلَيْسَتْ حَاصِلَةً. و«لابِسُ ثَوْبَيْ زورٍ» أي: ذِي زُورٍ، وهو الذي يُزَوِّرُ على النَّاس بِأَن يَتَزَيَّى بِزيِّ أَهْلِ الزُّهْدِ أَو العلم أَو الثروَة؛ لِيَغْتَـرَّ بِهِ النَّاسُ وَلَيْسَ هُوَ بِتِلْكَ الصِّفةِ. وَقِيلَ غَيْرُ ذلك واللهُ أعلم.

رہا ہے جب کہ مجھے وہ چیزیں نہیں دیتا؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا۔ جو چیز اس کو نہیں دی گئی' اس کا جھوٹ موٹ اظہار کرنے والا' جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی طرح ہے۔ (بخاری و مسلم)

المتشبع' وہ شخص ہے جو سیر ہونے کا اظہار کرتا ہے حالانکہ وہ سیر نہیں ہوتا' یہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کا اظہار کرے کہ اسے (علم' منصب یا مال کے اعتبار سے) خاص مقام حاصل ہے جب کہ وہ حاصل نہ ہو۔ اور ثوبی زور' اصل میں ثوبی ذی زور (مضاف مقدر) ہے (جھوٹے کے دو کپڑے) اور اس سے مراد وہ شخص ہے جو لوگوں کو جال میں پھانسنے کے لئے خلاف واقعہ تاثر دیتا ہے بایں طور کہ وہ زاہدوں والا' یا اہل علم والا یا اہل ثروت والا لباس پہنتا اور ان کی سی ہیئت بناتا ہے تاکہ لوگ اس کے فریب میں آسکیں' درآں حالیکہ اس کے اندر وہ خوبی نہ ہو (جس کا وہ اظہار کر رہا ہے)۔ بعض نے اس کے اور معنی بھی بیان کئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب المتشبع بما لم ينل ـ وصحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب النهى عن التزوير في اللباس.

فوائد: بعض لوگ زاہدوں والا روپ دھار کر اپنے زہد و عبادت کا نقش قائم کرتے ہیں' بعض اہل علم کی سی ہیئت اختیار کر کے اپنی عالمانہ شان منوانا چاہتے ہیں اور بعض اہل ثروت میں اپنے کو شمار کرانے کے لئے خوش لباسی کو اپنا شیوہ بنا لیتے ہیں۔ اگر یہ سب جھوٹ اور فریب پر مبنی ہے تو سخت گناہ ہے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ جیسا کچھ ہے' وہ ویسا ہی بن کر رہے' اس سے بڑھ کر اپنے کو شمار کرانے کی سعی نہ کرے۔ اسی طرح سوکنیں بھی اپنی بابت ایک دوسرے کو غلط تاثر دینے کے لئے خلاف واقعہ باتیں نہ کریں اور محض دوسری بیویوں کو جلانے اور آتش حسد بھڑکانے کے لئے خاوند سے خصوصی قرب و محبت اور اس کی داد و دہش کا اظہار یا دعویٰ نہ کریں جب کہ ایسا نہ ہو۔ بلکہ اگر ایسا ہو بھی تو خاوند کی اس کوتاہی کی پردہ پوشی کریں تاکہ دوسری بیویوں کا آبگینہ جذبات پاش پاش نہ ہو۔

٢٦٣ ـ بَابُ بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيمِ شَهَادَةِ الزُّورِ ۲۶۳۔ جھوٹی گواہی کی شدید حرمت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم جھوٹی بات سے بچو۔ (سورۃ

قَالَ اللهُ تَعالى: ﴿وَٱجۡتَنِبُواْ قَوۡلَ ٱلزُّورِ ۝٣٠﴾ [الحج: ٣٠]. وقالَ تعالى: ﴿وَلَا تَقۡفُ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهِۦ عِلۡمٌۚ﴾ [الإسراء: ٣٦] وقَالَ تعَالى: ﴿مَّا يَلۡفِظُ مِن قَوۡلٍ إِلَّا لَدَيۡهِ رَقِيبٌ عَتِيدٞ﴾ [ق: ١٨]. وقَالَ تَعَالى: ﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبِٱلۡمِرۡصَادِ﴾ [الفجر: ١٤]. وقَالَ تعَالى: ﴿وَٱلَّذِينَ لَا يَشۡهَدُونَ ٱلزُّورَ﴾ [الفرقان: ٧٢].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جھوٹی بات سے بچو۔ (سورۂ حج' ۳۰)

نیز فرمایا: اس چیز کے پیچھے مت پڑو' جس کا تمہیں علم نہ ہو۔ (سورۂ بنی اسرائیل' ۳۶)

اور فرمایا: انسان جو لفظ بھی بولتا ہے تو اس کے پاس ہی ایک نگران فرشتہ تیار ہوتا ہے۔ (سورۂ ق' ۱۸)

نیز فرمایا: تیرا رب یقیناً گھات میں ہے۔ (سورۂ فجر' ۱۴) یعنی عملوں کو دیکھ رہا ہے۔

نیز فرمایا: (اہل ایمان) جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ (سورۂ فرقان' ۷۲)

١٥٥٢ ـ وعنْ أبي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا أُنَبِّئُكُم بِأَكْبَرِ الكَبَائِرِ؟» قُلْنَا: بَلى يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «الإِشْرَاكُ باللهِ، وعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ» وكَانَ مُتَّكِئاً فَجَلَسَ فقال: «أَلَا وقَوْلُ الزُّورِ!» فما زَالَ يُكَرِّرُهَا حتى قلنا: لَيْتَهُ سَكَتَ. متفقٌ عليه.

۱/ ۱۵۵۲۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں؟ ہم نے کہا' کیوں نہیں' یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا' اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا' والدین کی نافرمانی کرنا' اور آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے' کہ بیٹھ گئے اور فرمایا' سنو۔ اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی۔ پس آپ برابر یہ بات دہراتے رہے' یہاں تک کہ ہم نے کہا' کاش آپ خاموشی اختیار فرمالیں۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الشهادات، باب ما قيل في شهادة الزور ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان الكبائر وأكبرها.

فوائد: اس سے واضح ہے کہ جھوٹی گواہی کتنا بڑا جرم ہے۔ لیکن بدقسمتی سے نام نہاد مسلمانوں میں دیگر کبیرہ گناہوں کی طرح اس کا ارتکاب بھی عام ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

٢٦٤ ـ بابُ تَحْرِيمِ لَعْنِ إِنْسَانٍ بِعَيْنِهِ أَوْ دَابَّةٍ

۲۶۴۔ کسی متعین شخص یا جانور پر لعنت کرنے کے حرام ہونے کا بیان

١٥٥٣ ـ عنْ أبي زَيْدٍ ثَابتِ بنِ الضَّحَّاكِ الأنصاريِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وهو مِن أَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوانِ قال: قَالَ رسُولُ اللهِ ﷺ: «مَن حَلَفَ عَلى يَمِينٍ بملَّةٍ غَيْرِ الإِسْلَامِ كَاذِباً مُتَعَمِّداً، فَهُوَ كَمَا قَالَ،

۱/ ۱۵۵۳۔ حضرت ابو زید ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ' جو بیعت رضوان کے شرکاء میں سے ہیں۔ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص جان بوجھ کر اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی جھوٹی قسم کھائے' تو وہ اس طرح ہی ہے جیسے اس نے کہا۔ اور

وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيءٍ، عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ القِيَامَةِ، وَلَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُهُ، وَلَعْنُ المُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ» متفقٌ عليه.

جس شخص نے کسی چیز کے ساتھ خود کشی کی تو قیامت والے دن اسی چیز کے ساتھ اس کو عذاب دیا جائے گا' اور آدمی پر اس نذر کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے جس کا وہ مالک نہیں ہے اور مومن پر لعنت کرنا' اس کو قتل کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب ما جاء في قاتل النفس - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه.

فوائد: کسی اور دین کی قسم کھانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ مثلاً اس طرح کہے' اگر میں نے فلاں کام کیا تو میں یہودی یا عیسائی۔ اس سے اس کی نیت اگر واقعتاً یہودیت یا عیسائیت کا اختیار کرنا ہے تو وہ فی الفور کافر (یہودی یا عیسائی) ہو جائے گا' کیونکہ عزم کفر بھی کفر ہے۔ اور اگر مقصد اس سے دوسرے دینوں کے اختیار کرنے کی نفی کرنا ہے اور اس کا عزم ہے کہ وہ کبھی بھی دین اسلام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا دین اختیار نہیں کرے گا' تو اس انداز کی قسم بہرحال ناپسندیدہ اور معصیت ہے جس سے استغفار لازمی ہے۔ اس حدیث کے آخری فقرے سے واضح ہے کہ کسی مومن پر لعنت کرنا جائز نہیں' کیونکہ یہ قتل کے برابر جرم ہے

١٥٥٤ - وعنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: «لَا يَنْبَغِي لِصِدِّيقٍ أَنْ يَكُونَ لَعَّاناً» رواه مسلم.

۲ / ۱۵۵۴ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کسی راست باز (مومن) کے لئے مناسب نہیں کہ وہ لعن طعن کرنے والا ہو۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب البر، باب النهى عن لعن الدوابّ وغيرها.

فوائد: لعن طعن اور سب و شتم' کمال ایمان و کمال صدق کے منافی ہے۔

١٥٥٥ - وعنْ أَبي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَكُونُ اللَّعَّانُونَ شُفَعَاءَ، وَلَا شُهَدَاءَ يَوْمَ القِيَامَةِ» رواه مسلم.

۳ / ۱۵۵۵ - حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' لعن طعن کرنے والے' قیامت والے دن نہ سفارشی ہوں گے اور نہ گواہ۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب البر، باب النهى عن لعن الدوابّ وغيرها.

فوائد: یعنی لعن طعن کی عادت' انسان کو فاسق بنا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسے شخص کا کوئی مقام نہیں ہو گا۔

١٥٥٦ - وعنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَلَاعَنُوا بِلَعْنَةِ اللهِ، وَلَا بِغَضَبِهِ، وَلَا بِالنَّارِ» رواه أبو داود، والترمذي وقالا: حديثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۴ / ۱۵۵۶ - حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم ایک دوسرے پر اللہ کی لعنت' اس کے غضب اور جہنم کی آگ کے ساتھ لعن طعن نہ کرو۔ (ابو داوٗد' ترمذی' حسن صحیح)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في اللعن ـ وسنن ترمذي، أبواب البر، باب ما جاء في اللعنة.

فوائد: اس کا مطلب ہے کہ آپس میں اس طرح بددعا نہ کرو، تجھ پر اللہ کی لعنت ہو، یا اللہ کا غضب نازل ہو یا تو جہنم کی آگ میں جلے وغیرہ۔

١٥٥٧ ـ وعن ابنِ مسعودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْـهُ قَـالَ: قَـالَ رَسُـولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ المـؤْمِـنُ بِـالطَّعَّـانِ، وَلَا اللَّعَّـانِ، وَلَا الفَاحِشِ، وَلَا البَذِيِّ» رواه الترمذي وقَالَ: حديثٌ حسنٌ.

۵ / ۱۵۵۷۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مومن طعنہ زنی کرنے والا ہوتا ہے اور نہ لعنت کرنے والا، نہ فحش بکنے والا اور نہ فضول گوئی و زبان درازی کرنے والا۔

(ترمذی، یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب البر، باب ما جاء في اللعنة.

فوائد: یہ مومن کامل کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔ طعنہ زنی سے مراد حسب و نسب کے حوالے سے یا غیبت و بدگوئی کے ذریعے سے تنقیص و تحقیر کرنا۔ لعان، ہروقت لعنت ملامت اور سب و شتم کرنے والا، جیسے بعض لوگوں کی عادت ہو جاتی ہے کہ گالی کے بغیر کوئی بات ہی نہیں کرتے۔ فاحش سے مراد، قول و فعل سے بے حیائی کا ارتکاب کرنے والا اور بذی، چرب زبان اور زبان دراز قسم کا آدمی، اور بے وقوف اور فضول گو بھی اس میں شامل ہے۔

١٥٥٨ ـ وعنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ العَبْدَ إذا لَعَـنَ شَيْئاً، صَعِـدَتِ اللَّعْنَـةُ إِلَـى السَّمَـاءِ، فَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ دُونَها، ثُمَّ تَهبطُ إِلى الأَرْضِ، فَتُغْلَقُ أَبوابُها دُونَهَا، ثُمَّ تَأْخُذُ يَمِيناً وَشِمَالاً، فَإِذا لَمْ تَجِدْ مَسَاغاً رَجَعَتْ إِلى الذي لُعِنَ، فَإِنْ كَانَ أَهْلاً لِذٰلِكَ، وَإِلَّا رَجَعَتْ إِلَى قائِلِها» رواه أبو داود.

۶ / ۱۵۵۸۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے، لیکن اس کے ورے آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے تو اس کے دروازے بھی اس کے ورے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر دائیں اور بائیں سمت اختیار کرتی ہے، پھر جب کوئی گنجائش نہیں پاتی تو اس کی طرف لوٹتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہوتی ہے۔ پس اگر وہ چیز اس لعنت کی مستحق ہوتی ہے (تو اسی پر پڑتی ہے) ورنہ وہ لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ (ابو داود)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في الطعن.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ کسی پر لعنت کرنا (یعنی اسے اللہ کی رحمت سے محرومی یا اس کے عتاب و غضب کی بددعاء دینا) یہ ایسا فعل ہے کہ انسان خود اس کا مورد اور ہدف بن سکتا ہے۔ اس لئے اس سے حتی الامکان

اجتناب ہی کرنا چاہیے۔

١٥٥٩ ـ وعنْ عِمْرَانَ بْنِ الحُصَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ في بَعْضِ أَسْفَارِهِ، وَامرَأَةٌ مِنَ الأنصَارِ عَلَى نَاقَةٍ، فَضَجِرَتْ، فلَعَنَتْهَا، فَسَمِعَ ذلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «خُذُوا مَا عَلَيها وَدَعُوها؛ فَإِنَّهَا مَلْعُونَةٌ» قَالَ عِمرَانُ: فَكَأَنِّي أَرَاهَا الآنَ تَمْشِي فِي النَّاسِ مَا يَعرِضُ لَهَا أَحَدٌ. رواه مسلم.

۷ / ۱۵۵۹۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' ایک وقت رسول اللہ ﷺ اپنے کسی سفر پر تھے اور ایک انصاری عورت اونٹنی پر سوار (اونٹنی سے) تنگ دل ہو گئی تو اس نے اس پر لعنت کی' رسول اللہ ﷺ نے اسے سنا تو فرمایا' اس اونٹنی پر جو سامان لدا ہوا ہے' وہ اتار لو اور اسے چھوڑ دو' اس لئے کہ اس پر لعنت کی گئی ہے۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ پس گویا میں اب بھی اس اونٹنی کو دیکھ رہا ہوں' وہ لوگوں کے درمیان چل رہی ہے' کوئی اس سے تعرض نہیں کر رہا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب البر، باب النهى عن لعن الدوابّ وغيرها.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ تنگ دل ہو کر انسانوں کو تو کجا' جانوروں کو بھی بددعاء دینا اور ان پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے۔

١٥٦٠ ـ وعن أبي بَرْزَةَ نَضلَةَ بْنِ عُبَيْدٍ الأسلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بينما جَارِيَةٌ عَلى نَاقَةٍ عَلَيها بعضُ مَتَاعِ القَوْمِ، إذْ بَصُرَتْ بِالنَّبِيِّ ﷺ، وَتَضَايَقَ بِهِمُ الجَبَلُ، فقالتْ: حَلْ، اللَّهُمَّ العَنْهَا. فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لا تُصَاحِبْنَا نَاقَةٌ عَلَيها لَعْنَةٌ» رواه مسلم.

قَوله: «حَلْ»: بفتح الحاءِ المُهْمَلَةِ، وَإسكانِ اللاَّمِ، وَهِيَ كَلِمَةٌ لِزَجْرِ الإبلِ. واعْلَمْ أَنَّ هذا الحديثَ قَدْ يُسْتَشْكَلُ مَعْنَاهُ، وَلاَ إشْكَالَ فيه، بَلِ المُرَادُ النَّهيُ أَنْ تُصَاحِبَهُمْ تِلكَ النَّاقَةُ، وَلَيسَ فيه نَهيٌ عَن بَيْعِهَا وَذَبحِهَا وَرُكُوبِهَا في غَيْرِ صُحْبَةِ النَّبِيِّ ﷺ، بَلْ كُلُّ ذلِكَ وَمَا سِوَاهُ مِنَ التَّصَرُّفَاتِ جَائِزٌ لا مَنْعَ مِنْهُ، إلَّا مِنْ مُصَاحَبَتِهِ ﷺ بِهَا، لأَنَّ هذِهِ التَّصَرُّفَاتِ كُلَّهَا

۸ / ۱۵۶۰۔ حضرت ابو برزہ نضلہ بن عبید اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' ایک دفعہ ایک نوجوان لڑکی ایک اونٹنی پر سوار تھی' اس پر لوگوں کا کچھ سامان تھا' اچانک اس نے نبی ﷺ کی طرف دیکھا اور لوگوں پر پہاڑ تنگ ہو گیا (غالبًا دشوار گزار راستہ ہونے کی وجہ سے) اس لڑکی نے کہا حل (اونٹ کی رفتار کو تیز کرنے کے لئے کلمہ زجر) اے اللہ! اس پر لعنت فرما۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا' وہ اونٹنی ہمارے ساتھ نہ رہے جس پر لعنت ہو۔ (مسلم)

حل' حاء پر زبر اور لام ساکن۔ یہ لفظ اونٹ کے ڈانٹنے کے لئے ہے (تاکہ وہ تیزی سے چلے)

جاننا چاہیے کہ اس حدیث کے مفہوم میں اشکال پیش کیا جاتا ہے' حالانکہ اس میں کوئی اشکال نہیں ہے' بلکہ مراد اس امر کی ممانعت ہے کہ یہ اونٹنی ان کے ساتھ رہے۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ نبی ﷺ کی صحبت

كَانَتْ جَائِزَةً فَمُنِعَ بَعْضٌ مِنْهَا، فَبَقِيَ البَاقِي عَلَى مَا كَانَ. واللهُ أعْلَمُ.

کے علاوہ اس کا بیچنا' ذبح کرنا اور اس پر سوار ہونا منع ہے۔ بلکہ یہ تمام کام اور ان کے سوا دیگر تصرفات جائز ہیں' کوئی ممانعت نہیں ہے' صرف اس کی مصاحبت نبی ﷺ کے ساتھ جائز نہیں۔ کیونکہ یہ سارے تصرفات جائز ہیں' ان میں سے بعض کی ممانعت کر دی گئی' پس باقی صورتیں جائز رہیں گی جیسا کہ پہلے تھیں۔ واللہ اعلم

تخریج: صحيح مسلم، كتاب البر، باب النهى عن لعن الدوابّ وغيرها.

فوائد: اس میں بعض لوگوں کو اشکال یہ پیش آیا کہ اونٹنی کو یوں ہی چھوڑ دیا گیا' اس کو باربرداری کے کام میں لایا گیا اور نہ سواری کے۔ جیسے زمانہ جاہلیت میں بتوں کے نام وقف شدہ جانوروں کے ساتھ کیا جاتا تھا' جسے سائبہ کہا جاتا تھا' حالانکہ اس میں اشکال کی کوئی وجہ نہیں' کیونکہ اسے سائبہ کی طرح مطلقاً آزاد نہیں چھوڑا گیا' بلکہ صرف لعنت کی وجہ سے اسے اس چیز کا مستحق نہیں سمجھا گیا کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ سفر میں رہے۔ اس صحبت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ اس پر ہر قسم کے تصرفات کی اجازت تھی۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اہل بدعت و اہل فسق و فجور کی صحبت و ہم نشینی جائز نہیں' اس لئے کہ وہ محل لعنت ہیں۔ جب ایسے جانور کو ساتھ رکھنا جائز نہیں ہے جس پر لعنت کی گئی ہو تو لعنتی کام کرنے والوں کی صحبت اور دوستی کس طرح جائز ہو سکتی ہے؟

٢٦٥ ـ بَابُ جَوَازِ لَعْنِ بَعْضِ أَصْحَابِ الْمَعَاصِي غَيْرِ الْمُعَيَّنِينَ

٢٦٥۔ معین نام لئے بغیر معاصی کے مرتکبین پر لعنت کرنے کے جائز ہونے کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿أَلَا لَعْنَةُ ٱللَّهِ عَلَى ٱلظَّٰلِمِينَ﴾ [هود: ١٨]. وقَالَ تَعَالَى: ﴿فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ أَن لَّعْنَةُ ٱللَّهِ عَلَى ٱلظَّٰلِمِينَ﴾ [الأعراف: ٤٤].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: خبردار' ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ (سورۂ ہود' ۱۸)

نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے: پس ان کے درمیان ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ (الاعراف' ۴۴)

وَثَبَتَ فِي الصَّحِيحِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَعَنَ اللهُ الوَاصِلَةَ وَالمُسْتَوْصِلَةَ» وَأَنَّهُ قَالَ: «لَعَنَ اللهُ آكِلَ الرِّبَا» وَأَنَّهُ لَعَنَ المُصَوِّرِينَ؛ وَأَنَّهُ قَالَ: «لَعَنَ اللهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الأَرْضِ» أَيْ: حُدُودَهَا؛ وَأَنَّهُ قَالَ: «لَعَنَ اللهُ السَّارِقَ يَسرِقُ البَيْضَةَ» وَأَنَّهُ قال: «لَعَنَ اللهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ» وَ«لَعَنَ اللهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللهِ»

اور صحیح حدیث میں ثابت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ان عورتوں پر لعنت ہے جو دوسروں کے بال اپنے بالوں کے ساتھ ملائے اور اس پر جو کسی دوسرے عورت سے بال ملوائے' (جڑوائے) اور آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ سود خور پر لعنت فرمائے۔ نیز آپ نے تصویر

وأنَّهُ قَالَ: «مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثاً، أو آوَى مُحْدِثاً، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ والملائِكَةِ وَالنَّاس أَجْمَعِينَ» وَأَنَّهُ قَالَ: «اللَّهُمَّ الْعَنْ رِعْلاً، وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ؛ عَصَوُا اللهَ وَرَسُولَهُ» وَهٰذِهِ ثَلَاثُ قَبَائِلَ مِنَ العَرَبِ وأَنَّهُ قَالَ: «لَعَنَ اللهُ اليَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِم مَسَاجِدَ». وَأَنَّهُ لَعَنَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، والمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بالرِّجَالِ». وَجَمِيعُ هٰذِهِ الألفَاظِ في الصحِيحِ، بَعْضُهَا في صحِيحَي البخاري ومسلمٍ، وَبَعْضُها في أَحَدِهِمَا، وَإِنَّمَا قَصَدْتُ الاختِصَارَ بالإِشارَةِ إليهَا، وَسَأَذْكرُ مُعظَمَهَا في أَبوابها مِنْ هذا الكِتَابِ، إن شاءَ الله تعالى.

بنانے والوں پر لعنت فرمائی۔ اور آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جو زمین کی حدوں میں رد و بدل کرے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ چور پر لعنت کرے جو انڈے کی چوری کرتا ہے۔ اور فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جو اپنے ماں باپ پر لعن طعن کرے۔ اور---- اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے جو اللہ کے سوا کسی اور کے لئے جانور ذبح کرے۔ اور فرمایا: جو مدینے میں کوئی بدعت ایجاد کرے یا کسی بدعتی کو پناہ دے' پس اس پر اللہ کی' فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اور فرمایا: اے اللہ رعل' ذکوان اور عصیہ قبیلوں پر لعنت فرما' انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ یہ تینوں عرب کے قبیلے ہیں اور آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے' انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا۔ اور آپ نے ان مردوں پر لعنت کی جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔

یہ تمام الفاظ (جو مذکور ہوئے) صحیح احادیث میں ہیں' ان میں سے بعض تو صحیح بخاری و صحیح مسلم دونوں میں ہیں اور بعض ان میں سے کسی ایک میں۔ میں نے ان کی طرف اشارہ کرنے میں اختصار سے کام لیا ہے اور ان احادیث کا بیشتر حصہ میں اس کتاب کے مختلف ابواب میں ذکر کروں گا' ان شاء اللہ تعالیٰ

فوائد: امام نوویؒ کی نقل کردہ آیات و احادیث سے واضح ہے کہ اس طرح لعنت کرنا تو جائز ہے' ظلم کرنے والوں' جھوٹ بولنے والوں' قطع رحمی کرنے والوں پر لعنت ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن کسی ایک شخص کا نام لے کر لعنت کرنا جائز نہیں ہے' چاہے وہ بظاہر ظالم ہو' جھوٹا ہو' قاطع رحم ہو' قاتل ہو۔ کیونکہ کسی کو یہ پتہ نہیں کہ جس شخص پر وہ اس کے ظلم یا جھوٹ یا کسی اور گناہ کی وجہ سے لعنت کر رہا ہے' اس نے اپنے اس گناہ سے توبہ کر لی ہو اور عنداللہ وہ ظالم یا جھوٹا وغیرہ شمار نہ ہو۔ اس لئے کسی بھی گناہ گار مسلمان کے لئے' چاہے وہ کتنا بھی

بڑا گناہ گار ہو' اس پر۔ اس کی زندگی میں یا اس کے مرنے کے بعد۔ لعنت کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ممکن ہے مرنے سے پہلے اس نے خالص توبہ کر لی ہو اور اللہ نے اسے معاف کر دیا ہو۔ صرف یہ کہنا جائز ہے' جھوٹوں پر' ظالموں پر یا فلاں فلاں کام کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

٢٦٦ ـ بابُ تَحْرِيم سَبِّ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ

۲۶۶۔ ناحق مسلمان پر سب و شتم کرنے کے حرام ہونے کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ﴾ [الأحزاب: ٥٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور وہ لوگ جو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بغیر قصور کے تکلیف پہنچاتے ہیں تو انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔ (سورۃ احزاب' ۵۸)

١٥٦١ ـ وعَنِ ابنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفرٌ» متفقٌ عليه.

۱ / ۱۵۶۱ ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مسلمان کو گالی دینا' فسق (اللہ کی حکم عدولی) ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب قول النبي ﷺ : سباب المسلم فسوق.

فوائد: مومن کے قتل کو کفر کہنے کا مطلب ہے' گناہ اور حرمت میں کفر کی طرح ہے۔ جس سے اس جرم کی شدت واضح ہے' بعض کے نزدیک قتال سے مراد' لڑائی جھگڑا ہے۔ بہرحال اس میں مسلمان کو سب و شتم یا اسے قتل یا اس سے جھگڑا کرنے کی ممانعت ہے۔

١٥٦٢ ـ وعَنْ أبي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يقولُ: «لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلاً بِالفِسْقِ أَوِ الكُفْرِ، إلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ، إنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُه كذلِكَ» رواهُ البخاريُّ.

۲ / ۱۵۶۲ ۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر فسق یا کفر کی تہمت نہ لگائے' کیونکہ اگر وہ ایسا نہ ہوا تو یہ تہمت اسی کی طرف لوٹ آتی ہے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص' کسی مسلمان کی بابت یہ کہے کہ وہ تو فاسق یا کافر ہے درآں حالیکہ وہ فاسق یا کافر نہیں ہے' تو خود کہنے والا عنداللہ فاسق یا کافر قرار پا جائے گا۔ اس لئے اس قسم کے دعوؤں سے بچنا چاہئے۔

١٥٦٣ ـ وعَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الْمُتَسَابَّانِ

۳ / ۱۵۶۳ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' آپس میں گالی دینے والے دو

مَا قَالا فَعَلَى البَادِئ مِنهُمَا حتَّى يَعْتَدِيَ المَظلُومُ» رواه مسلم.

شخص' جو کچھ ایک دوسرے کو کہیں گے' اس کا گناہ ابتداء کرنے والے کو ہو گا' یہاں تک کہ مظلوم زیادتی کا ارتکاب کرے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البر، باب النهی عن السباب.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان نے گالی دی' اور دیگر ناجائز باتیں کیں۔ تو دوسرے مسلمان نے بھی جواب میں اسی طرح کی گالی دی اور دیگر ناجائز باتیں کیں۔ اس نے اس کی باتوں سے تجاوز نہیں کیا' تو اس صورت میں سب و شتم کا سارا گناہ ابتداء کرنے والے کو ہو گا۔ ہاں اگر دوسرا (مظلوم) شخص بدلہ لینے میں حد سے تجاوز کر گیا تو پھر اپنی زیادتی کے حساب سے وہ بھی گناہ گار ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدلہ لینا اگرچہ جائز ہے' لیکن بدلہ لیتے وقت عام طور پر انسان حد سے تجاوز کر جاتا ہے اور مظلوم کی جگہ ظالم بن جاتا ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ انسان بدلہ لینے کی بجائے معاف کر دے اور صبر اور عفو (درگزر) کو اپنا شعار بنائے۔

١٥٦٤ ـ وعنهُ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ برجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ: «اضرِبُوهُ» قَالَ أَبو هُرَيْرَةَ: فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيدِهِ، والضَّارِبُ بنَعْلِه، والضَّارِبُ بثوبِهِ. فَلَمَّا انصرَفَ، قَالَ بعضُ القَومِ: أَخزاكَ اللهُ، قَالَ: «لَا تَقُولُوا هذا، لا تعِينُوا علَيْهِ الشَّيطَانَ» رواهُ البخاريُّ.

۴ / ۱۵۶۴۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شرابی آدمی لایا گیا۔ آپ نے فرمایا' اسے مارو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' کہ پس ہم میں سے کوئی اسے اپنے ہاتھ سے' کوئی اپنے جوتے سے اور کوئی اپنے کپڑے سے مارتا تھا' جب وہ (مار کھا کر) جانے لگا' تو لوگوں میں سے کسی نے کہا' اللہ تجھے رسوا کرے۔ آپ نے فرمایا' اس طرح مت کہو' اس کے خلاف شیطان کی مدد مت کرو۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الحدود، باب ما یکره من لعن شارب الخمر.

فوائد: گناہگار کو بددعاء دینے سے شیطان کی مدد ہوتی ہے' کیونکہ شیطان کا مقصد بھی مسلمان کو عنداللہ ذلیل و خوار کرنا ہی ہے' تو جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر لعنت کرتا یا اسے ذلت و رسوائی کی بددعا دیتا ہے تو گویا وہ شیطان کے مشن ہی کی تکمیل کرتا ہے۔ اس لئے گناہگار کو بددعاء نہیں دینی چاہئے' اس کے لئے ہدایت کی دعاء کی جائے۔ (۲) اس میں شرابی کو صرف زد و کوب کرنے کا ذکر ہے۔ یہ حد کے مقرر ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ بعد میں نبی ﷺ نے شراب پینے والے پر چالیس کوڑوں کی حد نافذ فرمائی۔ اس لئے راجح مسلک یہی ہے کہ شراب نوشی کی سزا' بطور تعزیر نہیں' بطور حد ہے اور وہ ہے چالیس کوڑے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اسی حد کو نافذ کیا۔ البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب شراب نوشی کا رواج کچھ زیادہ ہو گیا' تو حضرت عمرؓ نے صحابہ کرام کے مشورے سے چالیس کے بجائے اسی کوڑے اس کی سزا کر دی۔ علمائے محققین نے کہا ہے کہ حد تو چالیس کوڑے ہی ہے' البتہ بطور تعزیر چالیس کوڑوں یا اس سے کم و بیش کا حق امام وقت اور قاضی کو حاصل ہے۔ حضرت عمرؓ کا یہ اضافہ بھی بطور تعزیر ہی ہے۔ ورنہ حد میں کسی کو بھی کمی بیشی کرنے کا حق حاصل نہیں

ہے۔

١٥٦٥ ۔ وعَنْـهُ قَـالَ: سَمِعْـتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ بِالزِّنى يُقامُ عَلَيْهِ الحَدُّ يَوْمَ القِيامَةِ، إلَّا أَنْ يَكُونَ كما قالَ» متفقٌ عليهِ.

۵ / ۱۵۶۵ ۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جو شخص اپنے مملوک (غلام' باندی) پر بدکاری کی تہمت لگائے تو قیامت والے دن اس (مالک) پر حد قائم کی جائے گی' مگر یہ کہ وہ (مملوک) ایسا ہی ہو جیسے اس نے کہا (پھر مالک پر حد نہیں ہو گی)۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الحدود، باب قذف العبيد ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب التغليظ على من قذف مملوكه بالزنى.

فوائد: مالک پر قیامت والے دن حد قذف (زنا کی تہمت لگانے کی سزا) اس لئے قائم کی جائے گی کہ دنیا میں مالک اپنے مملوکین پر' ہر طرح کا ظلم کر لیتے ہیں اور ان کی داد رسی نہیں ہوتی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ قیامت والے دن' جب بے لاگ انصاف فرمائے گا' تو اس مظلوم طبقے کے ساتھ بھی انصاف کا اہتمام ہو گا اور جو مالک دنیا میں سزا سے بچ رہے ہوں گے' انہیں قیامت والے دن سزا سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اس میں ان لوگوں کے لئے ترہیب ہے جو اپنے مالکانہ اختیارات کے گھمنڈ میں اپنے غلاموں اور نوکروں چاکروں پر ظلم کرتے ہیں۔

٢٦٧ ـ بابُ تَحْرِيم سَبِّ الأَمْوَاتِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَمَصْلَحَةٍ شَرْعِيَّةٍ

۲۶۷۔ فوت شدہ لوگوں پر ناحق اور کسی شرعی مصلحت کے بغیر سب و شتم کرنا حرام ہے

وَهُوَ التَّحْذِيرُ مِنَ الاقْتِداءِ بِهِ في بِدْعَتِهِ، وَفِسْقِهِ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ؛ وَفِيهِ الآيَةُ وَالأَحاديثُ السَّابِقَةُ في البابِ قبلَهُ.

اور مصلحت شرعی یہ ہے کہ کسی بدعتی اور فاسق وغیرہ کی بدعت اور فسق وغیرہ میں پیروی کرنے سے لوگوں کو بچانا اور اس میں وہی آیت اور احادیث ہیں جو ماقبل کے باب میں گزریں۔

فائدہ باب: مطلب امام نوویؒ کا یہ ہے۔ کہ فوت شدہ شخص بدعت اور فسق و فجور وغیرہ میں مبتلا رہا ہو' تو ایسے شخص کے ایسے کردار سے لوگوں کو آگاہ کرنا چاہئے' تاکہ لوگ اس کی بدعت اور اس کے سے فسق و فجور سے بچیں۔ یہ مردہ کی بدگوئی اور سب و شتم نہیں ہے جس کی ممانعت ہے۔ بلکہ اس کی حقیقت واضح کرنے میں مصلحت شرعی موجود ہے' اس لئے ایسا کرنا جائز ہے۔

١٥٦٦ ـ وعن عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَـالَـتْ: قَـالَ رَسُـولُ اللهِ ﷺ: «لاتَسُبُّـوا الأَمْوَاتَ؛ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوا إلى ما قَدَّمُوا»

۱ / ۱۵۶۶ ۔ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' فوت شدہ لوگوں کو برا بھلا مت کہو' اس لئے کہ انہوں نے (اچھے یا برے) جو عمل آگے

رواه البخاري.

بھیجے' وہ اس کو پہنچ گئے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب ما ينهى عن سب الأموات، وكتاب الرقاق، باب سكرات الموت.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ دنیا میں انہوں نے اچھے یا برے جو عمل بھی کئے' اس کے مطابق وہ جزاء یا سزا کے مستحق ہوں گے۔ ہمیں اب انہیں برا کہنے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی ہے۔ اس لئے کسی بھی فوت شدہ پر سب وشتم نہ کی جائے' بالخصوص کسی کا نام لے کر۔ سوائے اس مصلحت شرعی کے جس کا ذکر عنوان باب اور اس کے فوائد کے تحت میں گزرا۔

٢٦٨ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِيذَاءِ

۲۶۸۔ تکلیف پہنچانے سے ممانعت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴾ [الأحزاب: ٥٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور وہ لوگ جو بغیر کسی قصور کے' مومن مردوں اور مومن عورتوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں' انہوں نے یقیناً بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔ (سورۂ احزاب' ۵۸)

١٥٦٧ - وعنْ عبدِ اللهِ بنِ عَمرِو بنِ العَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «المُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ المُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللهُ عَنْهُ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۵۶۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب المسلم من سلم المسلمون - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان تفاضل الإسلام.

فوائد: کہنے کو تو ہر وہ شخص مسلمان ہے جس نے کلمہ شہادت پڑھ کر توحید و رسالت محمدیہ کا اقرار کر لیا۔ لیکن کامل مسلمان وہ ہے جس کا کردار اتنا بلند ہو کہ اس کی زبان یا ہاتھ سے کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔ اسی طرح مہاجر تو اصل میں وہ ہے جو اللہ کے لئے اپنے وطن اور خویش و اقارب کو چھوڑ کر کسی ایسی جگہ چلا جائے جہاں وہ آسانی سے اللہ کے دن پر عمل کر سکے۔ لیکن وہ شخص بھی مہاجر ہے جو اللہ کے حکم کے مطابق نافرمانی والے کاموں کو ترک کر دیتا ہے۔ اس لئے کہ ہجرت کے معنی ترک کرنے کے ہیں' وطن کو ترک کر دے یا معاصی کو ترک کر دے۔

١٥٦٨ - وعنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ، وَيُدْخَلَ الجَنَّةَ، فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ

۲/ ۱۵۶۸۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ جہنم سے دور اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو

يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الذي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ» رواه مسلم. وَهُوَ بَعْضُ حَدِيثٍ طويلٍ سَبَقَ في بَابِ طَاعَةِ وُلَاةِ الأُمُورِ.

چاہئے کہ اس کو موت اس حال میں آئے کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ وہ برتاؤ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (مسلم) اور یہ ایک لمبی حدیث کا حصہ ہے جو پہلے باب طاعۃ ولاۃ الامور میں گزر چکی ہے۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب الأمر بالوفاء ببیعة الخلفاء.

فوائد: یہ روایت رقم ۶/ ۶۶۸ میں گزر چکی ہے۔ اس میں ایمان پر استقامت اور عمل صالح پر مداومت کی تاکید ہے' کیونکہ موت کا کوئی پتہ نہیں' کس وقت آجائے؟ اس لئے انسان کو کسی وقت بھی ایمان کے تقاضوں اور عمل صالح سے غافل نہیں رہنا چاہئے' تاکہ اس کی موت ایمان پر آئے۔ اس کا وہی مفہوم ہے جو آیت ولا تموتن الا وانتم مسلمون (آل عمران' ۱۰۲) کا ہے۔ (۲) مسلمان کو چاہئے کہ وہ ہر ایک کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے' جیسے اس کی خواہش ہوتی ہے کہ لوگ اس کے ساتھ اچھا معاملہ کریں۔

٢٦٩ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّبَاغُضِ وَالتَّقَاطُعِ وَالتَّدَابُرِ

۲۶۹۔ باہم بغض رکھنے' قطع تعلق کر لینے اور ایک دوسرے سے منہ پھیر لینے کی ممانعت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالى: ﴿إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ [الحجرات: ١٠]. وقالَ تعالى: ﴿أَذِلَّةٍ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى ٱلْكَٰفِرِينَ﴾ [المائدة: ٥٤]. وقالَ تعالى: ﴿مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ ٱللَّهِ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ أَشِدَّآءُ عَلَى ٱلْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ [الفتح: ٢٩].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' مومن تو بھائی بھائی ہیں۔ (سورۂ حجرات' ۱۰)

نیز فرمایا: مومنوں پر نرم ہیں اور کافروں پر سخت۔ (سورۂ مائدہ' ۵۴)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھی کافروں پر سخت ہیں' آپس میں مہربان۔ (سورۂ فتح' ۲۹)

١٥٦٩ - وعنْ أَنسٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا تَقَاطَعُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخواناً، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاه فَوقَ ثَلَاثٍ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۵۶۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو' نہ باہم حسد کرو' نہ ایک دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ' نہ آپس میں تعلق منقطع کرو اور اے اللہ کے بندو' بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے (کسی مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ بول چال چھوڑے رکھے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهٰى عن التحاسد ـ وصحيح مسلم، كتاب البر، باب النهي عن التحاسد.

فوائد: ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو' کا مطلب ہے کہ ایسا کام یا بات نہ کرو جس سے دلوں میں کدورت اور بغض پیدا ہو۔ حسد نہ کرو' یعنی کسی مسلمان کو کوئی نعمت اور شرف و فضل حاصل ہو تو اس کے زوال کی آرزو مت کرو۔ ایک دوسرے کو پیٹھ مت دکھاؤ' یعنی ایک دوسرے سے آمنا سامنا ہو' تو سلام کرنے کی بجائے' ایک دوسرے سے اعراض کرتے ہوئے کنی کترا کر مت نکلو۔ یہ تمام چیزیں ممنوع ہیں' کیونکہ ان سے افتراق اور انتشار پیدا ہوتا ہے' اسی لئے تین دن سے زیادہ ترک تعلق اور بول چال بند رکھنا جائز نہیں ہے۔

١٥٧٠ ـ وعنْ أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «تُفتَحُ أَبْوَابُ الجَنَّةِ يَوْمَ الاثنَيْنِ وَيَوْمَ الخَمِيسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئاً، إلَّا رَجُلاً كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فيقالُ: أَنظِرُوا هٰذَيْنِ حَتَّى يَصطَلِحَا! أَنظِرُوا هٰذَيْنِ حَتَّى يَصطَلِحَا!» رواه مسلم. وفي روايةٍ له: «تُعْرَضُ الأَعْمَالُ في كُلِّ يَومِ خَمِيسٍ وَاثنَيْنِ» وَذَكَرَ نحوَهُ.

۲ / ۱۵۷۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' پیر اور جمعرات کے روز جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ پس ہر اس بندے کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو سوائے اس آدمی کے کہ اس کے اور اس کے (کسی مسلمان) بھائی کے درمیان دشمنی ہو۔ پس کہا جاتا ہے' ان دونوں کو مہلت دی جائے یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں' ان دونوں کو صلح کرنے تک مہلت دی جائے۔ (مسلم)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے' ہر جمعرات اور سوموار کو اعمال پیش کئے جاتے ہیں' اور آگے اسی طرح روایت بیان کی۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب البر، باب ما ينهٰى عن الفحشاء والتهاجر.

فوائد: اس میں بھی باہم دشمنی اور بغض و عناد کو جنت سے محرومی کا سبب بتلایا گیا ہے۔

٢٧٠ ـ بابُ تَحْرِيمِ الْحَسَدِ وَهُوَ تَمَنِّيْ زَوَالِ النِّعْمَةِ عَنْ صَاحِبِهَا: سَواءٌ كَانَتْ نِعْمَةَ دِيْنٍ أَوْ دُنْيَا

۲۷۰۔ حسد کے حرام ہونے کا بیان اور یہ کسی صاحب نعمت سے زوال نعمت کی آرزو کرنے کا نام ہے' وہ نعمت دینی ہو یا دنیوی

قالَ اللهُ تعالى: ﴿أَمْ يَحْسُدُونَ ٱلنَّاسَ عَلَىٰ مَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ﴾ [النساء: ٥٤].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' کیا وہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس نعمت پر جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دی۔ (سورۂ نساء' ۵۴)

وَفِيهِ حَدِيثُ أَنَسٍ السَّابِقُ فِي البَابِ قَبْلَهُ.

اور اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جو ماقبل کے باب میں گزری۔ (ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں)

١٥٧١ ـ وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالحَسَدَ؛ فَإِنَّ الحَسَدَ يَأْكُلُ الحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الحَطَبَ، أَوْ قَالَ: العُشْبَ» رواه أبو داود.

۱/ ۱۵۷۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حسد سے بچو' اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ یا فرمایا' خشک گھاس کو (کھا جاتی ہے)۔

(ابو داؤد)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب الحسد.

فوائد: حسد بھی کبیرہ گناہ ہے جو نہایت تیزی سے نیکیوں کو مٹا دیتا ہے' جیسے آگ لکڑی اور خشک گھاس کو جلا کر فوراً بھسم کر دیتی ہے۔

٢٧١ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّجَسُّسِ وَالتَّسَمُّعِ لِكَلَامِ مَنْ يَكْرَهُ اسْتِمَاعَهُ

۲۷۱۔ ٹوہ لگانے اور دوسرے کے ناپسند کرنے کے باوجود اس کی بات سننے کی ممانعت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَجَسَّسُوا﴾ [الحجرات: ١٢] وقَالَ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا﴾ [الأحزاب: ٥٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ٹوہ مت لگاؤ (یعنی مسلمانوں کے عیبوں اور کمزوریوں کو تلاش مت کرو)۔ (سورۂ حجرات' ۱۲)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور وہ لوگ جو بغیر قصور کے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں' پس انہوں نے یقیناً بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔ (سورۂ احزاب' ۵۸)

١٥٧٢ ـ وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيثِ، وَلَا تَحَسَّسُوا، وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَافَسُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَاناً كَمَا أَمَرَكُم. المُسْلِمُ أَخُو المُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ،

۱/ ۱۵۷۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم بدگمانی سے بچو' کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے اور عیبوں کی ٹوہ مت لگاؤ اور نہ جاسوسی کرو اور نہ دوسرے کا حق غصب کرنے کی حرص اور اس کے لئے کوشش کرو' نہ ایک دوسرے سے حسد کرو' نہ باہم بغض رکھو' نہ ایک دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ' اور اے اللہ کے بندو! تم بھائی

وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ، التَّقْوَى هٰهُنَا، التَّقْوَى هٰهُنَا» وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِه «بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ، وَعِرْضُهُ، وَمَالُهُ، إِنَّ اللهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى أَجْسَادِكُم، وَلَا إِلَى صُوَرِكُمْ، وَلٰكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُم وأَعْمَالِكُمْ». وفي روايةٍ: «لَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَجَسَّسُوا، وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَاناً». وفي روايةٍ: «لا تَقَاطَعُوا، وَلَاتَدَابَرُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَاناً». وفي روايةٍ: «لَاتَهَاجَرُوا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُم عَلَى بَيعِ بَعْضٍ». رواه مسلم بكلِّ هذه الروايات، وروى البخاريُّ أكثَرَها.

بھائی ہو جاؤ' جیسے اس نے تمہیں حکم دیا ہے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے' نہ اس پر ظلم کرے' نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑے' نہ اس کو حقیر سمجھے۔ تقویٰ' تو یہاں ہے' تقویٰ تو یہاں ہے اور اپنے سینے کی طرف اشارہ فرماتے۔ آدمی کے برے ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر اس کا خون' اس کی عزت اور اس کا مال حرام ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے اور نہ تمہاری صورتوں کو' وہ تو تمہارے دلوں اور تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے۔ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو' باہم بغض نہ رکھو۔ جاسوسی نہ کرو' عیبوں کی ٹوہ مت لگاؤ' محض دھوکہ دینے کے لئے بولی بڑھا کر مت لگاؤ' اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔

ایک اور روایت میں ہے' ایک دوسرے سے بول چال بند مت کرو اور تم میں سے کوئی شخص دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے۔ یہ ساری روایات مسلم نے بیان کی ہیں اور ان میں سے اکثر باتیں امام بخاری نے بھی روایت کی ہیں۔

تخريج: صحيح بخاري، وكتاب النكاح، وكتاب الوصايا، وكتاب الإكراه، وكتاب المظالم ـ وصحيح مسلم، كتاب البر، باب تحريم ظلم المسلم وخذله.

فوائد: بدگمانی سے مراد کسی مسلمان کی بابت ایسا گمان ہے جس کا کوئی ظاہری سبب نہ ہو' اسی طرح وہ خیال ہے جو بغیر کسی دلیل کے دل میں پیدا ہو۔ نجش کا مطلب ہے' کسی سودے کی بولی میں اس لئے اضافہ کرنا تاکہ دوسرے لوگ دھوکہ کھا جائیں' اس کا مقصد خریدنا نہ ہو۔ اس حدیث میں جو ہدایات دی گئی ہیں' ان کا مقصد مسلمان کی عزت کا تحفظ ہے' بلاوجہ بدگمانی' عیبوں اور کمزوریوں کی تلاش' مسلمان کی عزت کے منافی ہے' اس لئے ان سے روک دیا گیا۔ دوسرا مقصد' اخوت اسلامیہ کی پاسداری ہے' اسی لئے ظلم کرنے سے' دست گیری کے وقت بے یار و مددگار چھوڑ دینے سے' حقیر سمجھنے سے اور تکبر کرنے سے روک دیا گیا ہے اور مسلمان کی جان' مال اور عزت کو دوسرے مسلمان پر حرام کر دیا گیا ہے' بولی میں اضافہ اور سودے پر سودا کرنے کی ممانعت بھی اسی لئے ہے کہ ان سے بھی بغض و نفرت پیدا ہوتی ہے۔

١٥٧٣ ـ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّكَ إِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِينَ أَفْسَدْتَهُمْ، أَوْ كِدْتَ أَنْ تُفْسِدَهُمْ» حديثٌ صحيحٌ. رواه أبو داودَ بإسنادٍ صحيحٍ.

۲ / ۱۵۷۳۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' آپ فرماتے تھے' اگر تو مسلمان کے عیبوں کی تلاش میں رہے گا تو تو ان کے اندر بگاڑ پیدا کرے گا یا قریب ہے کہ تو ان کے اندر فساد پیدا کر دے۔ (یہ حدیث صحیح ہے' اسے ابو داوٗد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب النهى عن التجسس.

فوائد: جب ایک شخص دوسروں کے عیوب کی تلاش میں اور ان کی کمزوریوں کے تعاقب میں لگا رہے گا تو پھر دوسرے لوگ بھی اس کی بابت یہی انداز اختیار کریں گے' اس سے معاشرے میں جو فساد پیدا ہو گا وہ ظاہر ہے' اس لئے شریعت نے اس سے منع کر دیا ہے۔

١٥٧٤ ـ وعَنِ ابْنِ مسعودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ أُتِيَ بِرَجُلٍ فَقِيلَ لَهُ: هٰذَا فُلانٌ تَقْطُرُ لِحْيَتُهُ خَمراً، فَقَالَ: إِنَّا قَدْ نُهِينَا عَنِ التَّجَسُّسِ، وَلٰكِنْ إِن يَظْهَرْ لَنَا شَيْءٌ، نَأْخُذْ بِهِ. حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. رواه أَبو داود بإسنادٍ عَلى شَرْطِ البخاريِّ ومسلمٍ.

۳ / ۱۵۷۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی لایا گیا اور اس کے بارے میں کہا گیا کہ یہ فلاں آدمی ہے جس کی داڑھی سے شراب کے قطرے گر رہے ہیں' تو آپ نے فرمایا' ہمیں ٹوہ لگا کر عیب تلاش کرنے سے منع کیا گیا ہے' البتہ اگر کوئی کمزوری ہمارے سامنے آئے گی تو ہم اس پر اس کی گرفت کریں گے' یہ حدیث حسن ہے۔ (اسے ابو داوٗد نے ایسی سند سے روایت کیا ہے جو بخاری و مسلم کی شرط پر ہے۔)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب النهى عن التجسس.

فوائد: اس میں صحابہ کرام کے اس عمل کا ایک نمونہ ہے جس کی ہدایت اسلام نے دی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یقیناً اسلام کے اوامر و نواہی کے پابند تھے۔ (۲) محض شبہے پر حد یا تعزیر عائد نہیں ہو گی' اس کے لئے واقعی ثبوت ضروری ہے۔

٢٧٢ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ سُوءِ الظَّنِّ بِالْمُسْلِمِينَ مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ

۲۷۲۔ بلا ضرورت مسلمانوں سے بدگمانی کرنے کی ممانعت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعالى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱجْتَنِبُوا۟ كَثِيرًا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ ٱلظَّنِّ إِثْمٌ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! زیادہ بدگمانی کرنے سے بچو' اس لئے کہ بعض بدگمانی گناہ ہے۔

[الحجرات : ١٢]. (سورۂ حجرات' ۱۲)

١٥٧٥ـ وعنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْـهُ أَنَّ رَسُـولَ اللهِ ﷺ قَـالَ: «إِيَّـاكُـمْ وَالظَّنَّ؛ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيثِ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۵۷۵ ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم بدگمانی سے بچو' اس لئے کہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري وصحيح مسلم.

فوائد: یہ روایت اس سے ماقبل کے باب میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے ۱/ ۱۵۷۲۔ اس میں بھی بدگمانی سے' خاص طور پر اہل خیر و صلاح کے بارے میں' بدگمانی سے بچنے کی تاکید ہے' اس لئے کہ یہ جھوٹ کی بدترین قسم ہے۔ علاوہ ازیں شرعی احکام اور سزائیں یقین پر نافذ ہوتی ہیں' محض ظن و تخمین پر نہیں۔ (۲) عام حالات میں ہر مسلمان کی بابت اچھا خیال رکھنا ضروری ہے' اِلاّ یہ کہ کوئی واضح ثبوت اس کے برعکس موجود ہو۔

٢٧٣ ـ بَابُ تَحْرِيمِ احْتِقَارِ الْمُسْلِمِينَ

۲۷۳۔ مسلمانوں کو حقیر جاننا حرام ہے

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُونُواْ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّن نِّسَآءٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوٓاْ أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُواْ بِٱلْأَلْقَٰبِ بِئْسَ ٱلِٱسْمُ ٱلْفُسُوقُ بَعْدَ ٱلْإِيمَٰنِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ﴾ [الحجرات: ١١]. وقالَ تَعَالى: ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ [الهمزة: ١].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو' کوئی قوم کسی قوم سے استہزاء نہ کرے' ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں' دوسری عورتوں سے استہزاء کریں' ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور اپنے مومن بھائیوں کو عیب مت لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو برے ناموں سے پکارو۔ ایمان لانے کے بعد برا نام (رکھنا) اللہ کی حکم عدولی ہے' اور جو توبہ نہ کریں' پس وہی لوگ ظالم ہیں۔ (سورۂ حجرات' ۱۱)

نیز فرمایا: ہر اس شخص کے لئے خرابی ہے جو طعنہ زنی کرنے والا' عیب جو اور چغل خور ہے۔

١٥٧٦ ـ وعنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْـهُ أَنَّ رَسُـولَ اللهِ ﷺ قَـالَ: «بِحَسْـبِ امْرِىءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحقِرَ أَخَاهُ المُسْلِمَ». رواه مسلم، وقد سبق قريباً بطوله.

۱/ ۱۵۷۶ ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' آدمی کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ (مسلم) اور یہ روایت پوری تفصیل سے قریب ہی گزری ہے۔

تخريج: صحيح مسلم.

فوائد: یہ روایت باب النھی عن التجسس میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے رقم ۱/ ۱۵۷۲۔ حدیث کا مفہوم واضح ہے۔

١٥٧٧ ـ وعَن ابْنِ مسعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَدْخُلُ الجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ!» فَقَالَ رَجُلٌ: إنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَناً، وَنَعْلُهُ حَسَنَةً، فقال: «إِنَّ اللهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الجَمَالَ، الكِبْرُ بَطَرُ الحَقِّ، وَغَمْطُ النَّاسِ» رواه مسلم. وَمَعْنَى «بطر الحَقِّ»: دَفْعُه، وَ«غَمْطُهُم»: احْتِقَارُهُمْ، وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُهُ بِأَوْضَحَ مِنْ هٰذَا فِي بابِ الكِبْرِ.

۲/ ۱۵۷۷۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ایک رائی کے برابر بھی کبر ہو گا' تو ایک آدمی نے عرض کیا' ایک آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو' اس کی جوتی اچھی ہو (کیا یہ بھی کبر ہے؟) تو آپ نے فرمایا' بے شک اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے' خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ کبر' حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔ (مسلم)

بطر الحق کے معنی ہیں' حق سے گریز کرنا۔ غمطھم کا مطلب ہے لوگوں کو حقیر سمجھنا' اس کا بیان اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ باب الکبر میں گزر چکا ہے۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب تحريم الكبر وبيانه.

فوائد: یہ روایت باب تحریم الکبر والاعجاب میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے' رقم ۱/ ۶۱۲۔ امام نوویؒ نے بطر الحق کے معنی دفع الحق کیے ہیں۔ یعنی حق بات کو ٹال دینا اور کہنے والے پر لوٹا دینا' مطلب وہی گریز کرنا ہے۔ گویا اچھا لباس پہن لینا کبر نہیں ہے' جس کو عام طور پر لوگ کبر سمجھتے ہیں۔ بلکہ کبر اصل میں وہ ہے جس کی نشاندہی حدیث میں کی گئی ہے۔

١٥٧٨ ـ وعن جُنْدُبِ بْنِ عَبدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَالَ رَجُلٌ: وَاللهِ! لَا يَغْفِرُ اللهُ لِفُلَانٍ، فَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَنْ ذَا الَّذِي يَتَأَلَّى عَلَيَّ أَنْ لَا أَغفِرَ لِفُلَانٍ! إنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُ، وَأَحْبَطْتُ عَمَلَكَ» رواه مسلم.

۳/ ۱۵۷۸۔ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ایک آدمی نے کہا' اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو نہیں بخشے گا' تو اللہ عز و جل نے فرمایا' کون ہے جو مجھ پر اس بات کی قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں شخص کو نہیں بخشوں گا؟ بے شک میں نے اس کو بخش دیا' اور تیرے عمل میں نے برباد کر دیئے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب البر، باب النهى عن تقنيط الإنسان من رحمة الله.

فوائد: بعض لوگوں کو اپنی عبادت اور زہد و تقویٰ پر گھمنڈ ہو جاتا ہے جو انہیں دوسروں کی بابت بدگمانی میں مبتلا کر دیتا ہے اور وہ بڑے یقین سے اس بات کا اظہار کر دیتے ہیں کہ فلاں شخص کو تو اللہ نے کبھی معاف نہیں کرنا۔

حالانکہ یہ اللہ کی شان میں بے ادبی کا مظاہرہ اور اپنی بابت حد سے زیادہ خوش گمانی کا نتیجہ ہے۔ یہ رویہ اللہ کو پسند نہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو اس عابد و زاہد و متقی کے سارے عمل برباد کر کے اسے جہنم میں پھینک دے اور اس گناہ گار کو معاف کر کے جنت میں بھیج دے جس کی بابت یہ قسم کھا کر کہتا تھا کہ اسے اللہ معاف نہیں کرے گا۔ اس لئے انسان کو اپنی عبادت پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہئے اور دوسروں کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے۔

٢٧٤ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِظْهَارِ الشَّمَاتَةِ بِالْمُسْلِمِ

۲۷۴۔ مسلمان کی تکلیف پر خوشی کا اظہار کرنے کی ممانعت

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ [الحجرات: ١٠]. وقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ ٱلْفَٰحِشَةُ فِى ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ﴾ [النور: ١٩].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' مومن تو بھائی بھائی ہیں۔ (الحجرات' ۱۰)

نیز فرمایا: بے شک وہ لوگ جو اہل ایمان کے اندر بے حیائی کے پھیلانے کو پسند کرتے ہیں' ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ (النور' ۱۹)

١٥٧٩ ـ وعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لأَخِيكَ، فَيَرْحَمَهُ اللهُ وَيَبْتَلِيَكَ» رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

۱/۱۵۷۹۔ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اپنے (مسلمان) بھائی کی تکلیف پر خوشی کا اظہار نہ کرو (کہیں ایسا نہ ہو) کہ اللہ تعالیٰ اس پر تو رحم فرما دے اور تمہیں آزمائش میں ڈال دے۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخريج: سنن ترمذي، أبواب صفة القيامة، باب لا تظهر الشماتة لأخيك فيعافيه الله ويبتليك.

فوائد: مومن تو دوسرے مومن کی تکلیف پر تکلیف اور اس کی خوشی پر خوشی محسوس کرتا ہے۔ نہ کہ کسی مومن کی تکلیف پر مسرت و شادمانی۔ یہ رویہ تو مومنانہ کردار ہی کے منافی ہے۔ اسی لئے اللہ کو یہ سخت ناپسند ہے اور ممکن ہے کہ اس کی سزا اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں اس طرح دے دے کہ اس مصیبت زدہ کو تو مصیبت سے نجات دے دے اور خوشی منانے والے کو مصیبت میں ڈال دے۔

وفي الباب حديثُ أبي هريرةَ السابقُ في باب التَّجَسُّسِ: «كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ» الحديثَ.

امام نوویؒ فرماتے ہیں اور اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث بھی ہے جو اس سے پہلے باب التجسس میں گزر چکی ہے' کہ ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر اس کا خون' مال اور عزت حرام ہے۔

٢٧٥ ـ بَابُ تَحْرِيمِ الطَّعْنِ فِي الأَنْسَابِ الثَّابِتَةِ فِي ظَاهِرِ الشَّرْعِ

۲۷۵۔ شرعی طور پر ثابت نسب میں طعن کرنا حرام ہے

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿ وَٱلَّذِينَ يُؤْذُونَ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ بِغَيْرِ مَا ٱكْتَسَبُوا۟ فَقَدِ ٱحْتَمَلُوا۟ بُهْتَٰنًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴾ [الأحزاب: ٥٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر قصور کے تکلیف دیتے ہیں، یقیناً انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔ (سورۂ احزاب، ۵۸)

١٥٨٠ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ: الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَى المَيِّتِ» رواه مسلم.

۱/ ۱۵۸۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، دو چیزیں لوگوں میں ایسی ہیں جو ان کے کفر کا باعث ہیں، نسب میں طعن کرنا اور فوت شدہ پر بین کرنا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب اطلاق اسم الكفر على الطعن.....

فوائد: یہ دونوں گناہ ایسے ہیں کہ اگر انسان انہیں حلال سمجھ کر ان کا ارتکاب کرے گا، تو وہ کافر ہو جائے گا، تاہم بشری کمزوری کی وجہ سے ان کا صدور سخت کبیرہ گناہ ہے۔ نسب میں طعنہ زنی کا مطلب ہے کہ کسی شخص کو اس کی تحقیر و توہین کی نیت سے کہا جائے کہ تیرا باپ تو فلاں کام کرتا ہے، تیری ماں تو ایسی ویسی ہے، یا تو جولاہا، لوہار، دھوبی اور موچی وغیرہ ہے۔ پیشوں کی وجہ سے بھی کسی خاندان یا شخص کو حقیر سمجھنا طعن فی النسب ہی کی ایک صورت ہے۔ (۲) نوحہ و ماتم (بین کرنے) کا مطلب، مردہ کے اوصاف بیان کر کر کے رونا پیٹنا اور زور زور سے چیخنا اور واویلا کرنا ہے۔

٢٧٦ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْغِشِّ وَالْخِدَاعِ

۲۷۶۔ جعل سازی اور دھوکہ دہی کی ممانعت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿ وَٱلَّذِينَ يُؤْذُونَ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ بِغَيْرِ مَا ٱكْتَسَبُوا۟ فَقَدِ ٱحْتَمَلُوا۟ بُهْتَٰنًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴾ [الأحزاب: ٥٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر قصور کے تکلیف دیتے ہیں، انہوں نے یقیناً بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔ (سورۂ احزاب، ۵۸)

١٥٨١ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا، وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ

۱/ ۱۵۸۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو ہم پر ہتھیار اٹھائے، وہ ہم (مسلمانوں) میں سے نہیں اور جو ہمیں دھوکہ و فریب

مِنَّا» رواه مسلم. وفي رِوَايَةٍ لَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ عَلى صُبْرَةِ طَعَامٍ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا، فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلاً، فَقَالَ: «مَا هٰذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟» قَالَ: أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «أَفَلاَ جَعَلْتَه فَوْقَ الطَّعَامِ حَتَّى يَرَاهُ النَّاسُ! مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا».

دے' وہ ہم میں سے نہیں۔ (مسلم)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ کا غلے کے ایک ڈھیر پر سے گزر ہوا' پس آپ نے اس میں اپنا ہاتھ داخل کیا تو آپ کی انگلیوں نے تری محسوس کی۔ آپ نے پوچھا' اے غلے والے! یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! اسے بارش پہنچی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو تو نے اس (بھیگے ہوئے حصے) کو غلے کے اوپر کیوں نہ کر دیا' تاکہ لوگ اسے دیکھ لیں (یاد رکھ) جس نے ہم سے دھوکہ کیا' پس وہ ہم میں سے نہیں۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب من حمل علينا السلاح، وباب من غشّنا فليس منا.

فوائد: ہتھیار اٹھانے سے مراد مسلمانوں کی جماعت کے خلاف خروج و بغاوت کرنا۔ یا بغیر کسی وجہ کے کسی مسلمان پر تلوار' بندوق' موزر اور کلاشنکوف وغیرہ اٹھانا اور اسے مار دینا ہے' جیسے آج کل بدقسمتی سے یہ دہشت گردی عام ہے۔ (۲) جعل سازی اور دھوکہ دہی کی مختلف صورتیں ہیں' ایک معنوی ہے جیسے باطل پر حق کا غلاف چڑھا دینا اور دوسری مادی اور ظاہری ہیں۔ جیسے سودے میں کوئی عیب ہو تو اسے ظاہر نہ کرنا' اچھے مال میں ردی اور گھٹیا مال کی آمیزش کر دینا' سودے میں کسی اور چیز کی ملاوٹ کر دینا تاکہ اس کا وزن زیادہ ہو جائے' اس طرح کی اور متعدد صورتیں۔ (۳) ہم میں سے نہیں کا مطلب ہے' مسلمانوں کے طریقے پر نہیں۔ اس کا یہ کردار مومنانہ نہیں' غیر مومنانہ ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو ہر قسم کی دھوکہ دہی سے اجتناب کرنا چاہئے۔

١٥٨٢ ـ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: «لاَ تَنَاجَشُوا» متفقٌ عليه.

۲ / ۱۵۸۲۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' خریداری کی نیت کے بغیر بولی میں اضافہ مت کرو۔

تخريج: صحيح بخاری، كتاب البيوع، وكتاب الشروط ـ وصحيح مسلم، كتاب البيوع وكتاب البر.

فوائد: یہ روایت رقم ۱ / ۱۵۷۲ میں گزر چکی ہے۔ انسان کی نیت خریدنے کی نہ ہو' پھر بھی قیمت بڑھا کر بولی لگائے تو ظاہر بات ہے کہ اس سے دوسرا خریدار دھوکہ کھا جائے گا اور اسے اصل قیمت سے کہیں زیادہ قیمت پر وہ چیز خریدنی پڑے گی۔ گویا یہ بھی دھوکہ دہی کی ایک صورت ہے۔

١٥٨٣ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ النَّجْشِ.

۳ / ۱۵۸۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے دھوکہ دینے کی نیت سے قیمت بڑھانے

متفقٌ عليه.

سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب النجش ـ وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب النهي عن النجش.

فوائد: اس میں بھی نرخ پر نرخ بڑھانے سے منع فرمایا گیا ہے' جب کہ مقصد خریدنا نہ ہو' بلکہ صرف دوسرے کو دھوکے میں مبتلا کرنا ہو۔

١٥٨٤ ـ وَعَنْهُ قَالَ: ذَكَرَ رَجُلٌ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوعِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ بَايَعْتَ، فَقُلْ لَا خِلَابَةَ» متفقٌ عليه. «الخِلَابَة» بخاءٍ معجمةٍ مكسورة، وباءٍ موحدة: وهي الخديعةُ.

۴ / ۱۵۸۴۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا کہ وہ خرید و فروخت میں دھوکہ کھا جاتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس سے تو سودا کرے تو یہ کہہ دیا کر کہ دھوکہ نہیں ہونا چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

الخلابۃ ' خاء' کے نیچے زیر اور باء (مفتوحہ) دھوکہ و فریب۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب ما يكره من الخداع ـ وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب من يخدع في البيع.

فوائد: مذکورہ الفاظ کہنے سے مقصد ثبوت خیار کا تحقق ہے۔ یعنی اگر سودے میں کوئی دھوکہ اور فریب ہوا تو خریدار کو سودا واپس کرنے کا حق ہو گا۔ بیچنے والوں کو بھی اس حق کا احترام کرنا پڑے گا۔

١٥٨٥ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ خَبَّبَ زَوْجَةَ امْرِيءٍ، أَوْ مَمْلُوكَهُ، فَلَيْسَ مِنَّا» رواه أبو داود. «خبب» بخاءٍ معجمة، ثُمَّ باءٍ موحدة مكررة: أَيْ: أَفْسَدَه وَخَدَعَهُ.

۵ / ۱۵۸۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص کسی کی بیوی یا اس کے غلام کو دھوکہ دے' تو وہ ہم میں سے نہیں۔ (ابو داؤد)

خبب' خاء پھر دو مرتبہ باء' اس کو ورغلائے اور دھوکہ دے۔

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب من خبّب مملوكا على مولاه.

فوائد: کسی کی بیوی یا غلام کو ورغلا کر خاوند اور مالک کے خلاف کر دینا' ان کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کر کے انہیں ایک دوسرے سے متنفر کرنا' بڑا جرم ہے۔ مومن کی شان تو اصلاح بین الناس ہے نہ کہ افساد بین الناس (لوگوں کے درمیان فساد ڈالنا)۔

٢٧٧ ـ بَابُ تَحْرِيمِ الْغَدْرِ

۲۷۷۔ بدعہدی کے حرام ہونے کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَوْفُواْ بِٱلْعُقُودِ﴾ [المائدة: ١]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَأَوْفُواْ بِٱلْعَهْدِ إِنَّ ٱلْعَهْدَ كَانَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو' عہدوں کو پورا کرو۔ (سورۂ مائدہ' ۱)

نیز فرمایا: عہد کو پورا کرو' اس لئے کہ عہد کی بابت

مَسْئُولًا﴾ [الإسراء: ٣٤].

پوچھا جائے گا۔ (سورۂ بنی اسرائیل' ٣٤)

فائدۂ آیات: ایک عہد تو وہ ہے جو انسان آپس میں کرتے ہیں۔ اور ایک عہد وہ ہے جو اللہ نے انسانوں سے لیا ہے کہ وہ اس کی توحید و ربوبیت کا اقرار کریں اور اس کے احکام و ہدایات کے مطابق زندگی گزاریں۔ ان دونوں قسم کے عہدوں کی پاسداری ضروری ہے اور ان میں کوتاہی پر قیامت والے دن باز پرس ہو گی۔

١٥٨٦ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فيه، كَانَ مُنَافِقاً خَالِصاً، وَمَنْ كَانَتْ فيه خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ، كَانَ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذا خَاصَمَ فَجَرَ» متفقٌ عليه.

١/ ١٥٨٦۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' چار خصلتیں ہیں' جن میں وہ ہوں گی وہ خالص منافق ہو گا اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت ہو گی تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہو گی' یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے' جب بات کرے تو جھوٹ بولے' جب کوئی عہد کرے تو بے وفائی کرے اور جب کسی سے جھگڑے تو خوب لڑے اور بدزبانی کرے۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري ـ وصحيح مسلم.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل گزر چکی ہے' دیکھیے رقم ٢/ ١٥٤٤۔ یہ منافقانہ خصلتیں ہیں' ایک مومن کو ان تمام خصلتوں سے پاک ہونا چاہیے۔ اخلاق فاضلہ کا ایمان سے گہرا تعلق ہے' جہاں ایمان ہو گا' وہاں حسن اخلاق کی بھی جلوہ گری ہو گی اور جہاں ایمان نہیں ہو گا' اخلاق کا بھی فقدان ہو گا۔

١٥٨٧ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وأَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالُوا: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لِكُلِّ غادِرٍ لِوَاءٌ يومَ القِيامَةِ، يُقَالُ: هذِهِ غَدْرَةُ فُلانٍ» متفقٌ عليه.

٢/ ١٥٨٧۔ حضرت ابن مسعود' حضرت ابن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' قیامت والے دن ہر عہد توڑنے والے کے لئے ایک جھنڈا ہو گا' کہا جائے گا کہ یہ فلاں کی بدعہدی (کا نشان) ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب إثم الغادر ـ وصحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب تحريم الغدر.

فوائد: غدر سے مراد عہد توڑ دینا اور اس کی پروا نہ کرنا ہے' قیامت والے دن تمام لوگوں کے سامنے ایسے عہد شکن کو ایک جھنڈا دیا جائے گا جو اس کی بدعہدی کا ایک نشان ہو گا۔

١٥٨٨ ـ وَعَنْ أَبي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لِكُلِّ

٣/ ١٥٨٨۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' ہر عہد شکن کے لئے

غَادِرٍ لِوَاءٌ عِنْدَ اسْتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرْفَعُ لَهُ بِقَدْرِ غَدْرِهِ، أَلَا وَلَا غَادِرَ أَعْظَمُ غَدْراً مِنْ أَمِيرِ عَامَّةٍ» رواه مسلم.

قیامت والے دن' اس کی سرین کے پاس ایک جھنڈا ہو گا' اسے اس کی بدعہدی کے تناسب سے بلند کیا جائے گا' سنو! عام لوگوں کے امیر و حاکم کے عہد کو توڑنے والے سے بڑا عہد شکن کوئی نہیں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب تحریم الغدر.

فوائد: عامۃ المسلمین کے امیر سے مراد حاکم وقت (خلیفہ' بادشاہ اور حکمران) یا اس کا نائب ہے۔ اس کے عہد کو توڑنے سے مراد اس کے عہد اطاعت اور بیعت کا توڑنا اور اس کے خلاف خروج و بغاوت ہے۔ اسلام نے حکمرانوں پر تنقید کرنے اور قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کی اصلاح کرنے کی تو تاکید کی ہے اور اس کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا ہے۔ لیکن ان کے فسق و فجور یا ان کے ظلم کی وجہ سے ان کے عہد اطاعت کو توڑ دینے اور ان کے خلاف خروج و بغاوت کی اجازت نہیں دی ہے۔ کیونکہ اس طرح ملک میں فساد اور بدامنی پیدا ہوتی ہے جس سے حالات مزید خراب ہی ہوتے ہیں' اصلاح پذیر نہیں ہوتے۔ خلفاء و سلاطین کے خلاف خروج و بغاوت کی تاریخ کا جائزہ لینے سے بھی اس حکم کی افادیت و اہمیت واضح ہوتی ہے۔ تاریخ میں خروج و بغاوت کے جتنے بھی واقعات ہیں' ان میں سے کسی سے بھی امت مسلمہ یا اسلام کو فائدہ نہیں ہوا' بلکہ نقصان ہی ہوا ہے۔ اسی طرح آج کل کی جمہوریت میں بھی' جس میں حکومت وقت کے خلاف مظاہرے جمہوریت کا ایک حصہ بلکہ اس کی جان سمجھے جاتے ہیں' یہ ایک بے ثمر عمل ہے' جس سے نہ حکمرانوں کی اصلاح ہوتی ہے' نہ ملک و قوم کو کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے' البتہ توڑ پھوڑ سے لوگوں کی املاک اور قومی املاک کو نقصان پہنچتا ہے اور بعض دفعہ انسانی جانوں کا بھی ضیاع ہوتا ہے۔ اس لئے یہ سیاسی مظاہرے بھی شرعاً محل نظر ہیں۔ اس حدیث میں حکمرانوں کے خلاف اس قسم کے اقدامات پر سخت وعید بیان کی گئی ہے۔ اس لئے ہمیں حکومت وقت اور حکمرانوں کی اصلاح کے لئے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے کے لئے کوئی اور مناسب طریق کار وضع اور اختیار کرنا چاہئے' جس میں محض تنقید برائے تنقید نہ ہو' بلکہ صحیح معنوں میں خیر خواہی اور ملک و قوم کے مفادات کا جذبہ کارفرما ہو۔ یہ احتجاجی ہڑتالیں اور سیاسی مظاہرے شرعی لحاظ سے بھی غلط ہیں اور تجربات نے بھی ثابت کر دیا ہے کہ ان سے سوائے نقصان کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

(۲) عربوں میں رواج تھا کہ وہ بدعہدی کرنے والوں کے لئے بازاروں میں جھنڈے گاڑ دیا کرتے تھے تاکہ وہ بدنام اور ذلیل ہوں۔ اسی رواج کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ان کی اخروی سزا کا تذکرہ فرمایا' تاکہ اس جرم اور اس کی سزا کی نوعیت لوگ سمجھ سکیں۔

١٥٨٩ ـ وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «قَالَ اللهُ تَعَالَى: ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ،

۴/ ۱۵۸۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تین آدمی ہیں جن سے قیامت والے دن میں خود جھگڑوں گا' ایک وہ آدمی جس نے میرے نام سے عہد کیا' پھر اسے

وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيراً، فَاسْتَوفى مِنهُ، وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ» رواه البخاري.

توڑ دیا' دوسرا وہ آدمی جس نے کسی آزاد آدمی کو بیچ کر اس کی قیمت کھالی اور تیسرا وہ آدمی' جس نے اجرت پر ایک مزدور حاصل کیا' پس اس سے اپنا کام تو پورا لیا' لیکن اسے اس کی اجرت نہیں دی۔ (بخاری)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب إثم من باع حُرًّا.

فوائد: اس میں عہدوں کو پورا کرنے' آزاد شخص کو فروخت نہ کرنے اور مزدور کو اس کی مزدوری دینے کی ترغیب ہے۔

٢٧٨ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمَنِّ بِالْعَطِيَّةِ وَنَحْوِهَا

۲۷۸۔ عطیہ وغیرہ دینے کے بعد احسان جتلانے کی ممانعت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالى: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تُبْطِلُوا۟ صَدَقَٰتِكُم بِٱلْمَنِّ وَٱلْأَذَىٰ ﴾ [البقرة: ٢٦٤]. وقَالَ تَعَالى: ﴿ ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَٰلَهُمْ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَآ أَنفَقُوا۟ مَنًّا وَلَآ أَذًى ﴾ [البقرة: ٢٦٢].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' اے ایمان والو! احسان جتا کر اور تکلیف دے کر اپنے صدقے ضائع مت کرو۔ (سورۂ بقرہ' ۲۶۴)

اور فرمایا: وہ لوگ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں' پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتلاتے ہیں اور نہ تکلیف پہنچاتے ہیں۔ (سورۂ بقرہ' ۲۶۲)

١٥٩٠ ـ وعن أبي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عن النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ» قَالَ: فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. قَالَ أَبُو ذَرٍّ: خابُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُمْ يا رَسولَ اللهِ؟ قال: «المُسْبِلُ، وَالمَنَّانُ، وَالمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالحَلِفِ الكَاذِبِ» رواه مسلم. وفي روايةٍ له: «المسبل إزارَهُ» يَعْني: المسبلَ إزارَهُ وَثَوْبَهُ أَسْفَلَ مِنَ الكَعْبَيْنِ للخُيَلاءِ.

۱/ ۱۵۹۰۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' تین آدمیوں سے قیامت والے دن اللہ تعالیٰ نہ کلام کرے گا' نہ (رحمت کی نظر سے) انہیں دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہو گا' راوی بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ کلمات تین مرتبہ ارشاد فرمائے۔ حضرت ابو ذر نے عرض کیا' وہ نامراد ہوئے اور گھاٹے میں رہے' یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا' ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا' احسان کر کے احسان جتلانے والا اور اپنا سامان جھوٹی قسم کے ذریعے سے بیچنے والا۔ (مسلم)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے۔ اپنی ازار کو نیچے لٹکانے والا۔ یعنی اپنی شلوار' پاجامے اور کپڑے کو

تکبر کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا۔

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب غلظ تحريم إسبال الإزار والمنّ.

فوائد: اس سے واضح ہے کہ شلوار' پاجامہ' پتلون اور تہ بند وغیرہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا حرام ہے۔ یہ حکم مردوں کے لئے ہے۔ عورتوں کے لئے اس کے برعکس ٹخنے' بلکہ پیر تک بھی ڈھکنے ضروری ہیں۔ (۲) جھوٹی قسم کھانا مطلقاً حرام ہے لیکن سودا بیچنے کے لئے گاہک کو دھوکہ دینے کی نیت سے جھوٹی قسم کھانا تو اور زیادہ بڑا جرم ہے' کہ اس میں دو جرم اکٹھے ہو جاتے ہیں' جھوٹی قسم اور دھوکہ دہی۔

٢٧٩ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الإفْتِخَارِ وَالْبَغْيِ

۲۷۹۔ فخر کرنے اور ظلم و زیادتی کے ارتکاب سے ممانعت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعالى: ﴿فَلَا تُزَكُّوٓا أَنفُسَكُمۡ هُوَ أَعۡلَمُ بِمَنِ ٱتَّقَىٰٓ﴾ [النجم: ٣٢]. وقَالَ تَعالى: ﴿إِنَّمَا ٱلسَّبِيلُ عَلَى ٱلَّذِينَ يَظۡلِمُونَ ٱلنَّاسَ وَيَبۡغُونَ فِي ٱلۡأَرۡضِ بِغَيۡرِ ٱلۡحَقِّۚ أُوْلَٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ أَلِيمٞ﴾ [الشورى: ٤٢].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' تم اپنی بابت پاکیزگی کا دعویٰ مت کرو' تم میں سے جو پرہیزگار ہیں ان کو وہ خوب جانتا ہے۔ (سورۂ نجم' ۳۲)

نیز فرمایا: بے شک ملامت کے لائق وہ لوگ ہیں جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی کرتے ہیں' یہی لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (سورۂ شوریٰ' ۴۲)

١٥٩١ ـ وعَنْ عِياضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إنَّ الله تَعالى أَوْحى إليَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ، وَلَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ» رواه مسلم.

قَالَ: أَهلُ اللُّغَةِ: البَغْيُ: التَّعَدي وَالاسْتِطَالَةُ.

۱/۱۵۹۱۔ حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے میری طرف اس بات کی وحی فرمائی ہے کہ تم عاجزی اختیار کرو' یہاں تک کہ کوئی کسی پر ظلم نہ کرے اور نہ کوئی' کسی دوسرے کے مقابلے میں فخر کرے۔ (مسلم)

اہل لغت نے کہا ہے کہ بغی کا مطلب' ظلم و زیادتی اور دست درازی کرنا ہے۔ (جس سے روکا گیا ہے)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب الصفات التي يعرف بها في الدنيا أهل الجنة.

فوائد: اللہ نے کسی کو مال و دولت اور جاہ و منصب یا حسن و جمال یا علم و فضل عطا کیا ہو' تو یہ اس پر اللہ کا احسان ہے' اس کو اللہ کے حکم کے مطابق تواضع اور عاجزی اختیار کر کے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور ان خداداد نعمتوں سے دوسرے لوگوں کو فائدہ پہنچائے نہ کہ فخر و غرور کا اظہار کر کے اللہ کی ناشکری اور لوگوں پر ظلم و زیادتی کا ارتکاب کرے۔

١٥٩٢ ـ وَعَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْـهُ أَنَّ رَسُـولَ اللهِ ﷺ قَـالَ: «إذا قَـالَ الرَّجُلُ: هَلَكَ النَّاسُ، فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ» رواه مُسلم. الـرِّوَايَـةُ المَشْهُـورَةُ: «أَهْلَكُهُمْ» بِرَفعِ الكَافِ، ورُوِيَ بِنَصْبِهَا. وَهٰذَا النَّهْيُ لِمَنْ قَالَ ذلكَ عُجْباً بِنَفْسِهِ، وَتَصَاغُراً لِلنَّاسِ، وَارْتِفاعاً عَلَيْهِمْ، فَهٰذَا هُوَ الحَرَامُ وَأَمَّا مَنْ قَالَهُ لِمَا يَرى فِي النَّاسِ مِنْ نَقْصٍ فِي أَمْرِ دِينِهم، وَقَالَهُ تَحَزُّناً عَلَيْهِمْ، وَعَلى الدِّينِ، فَلا بَأْسَ بِهِ هٰكَذا فَسَّرَهُ العُلَمَاءُ وَفصَّلوه، وَمِمَّنْ قَالَهُ مِنَ الأئمَّةِ الأَعْلاَمِ: مـالِكُ بـنُ أَنـسٍ وَالخَطَّابِيُّ وَالحُمَيْدِيُّ وآخـرون، وقـد أَوْضَحْتُـهُ فـي كِتَـابِ «الأذْكَارِ».

۲ / ۱۵۹۲ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب، کوئی آدمی یہ کہے کہ لوگ تباہ ہو گئے، تو وہ ان میں سب سے زیادہ تباہ ہونے والا ہے۔ (مسلم)

امام نوویؒ فرماتے ہیں، مشہور روایت اهلکهم ہے، کاف کے پیش کے ساتھ (اسم تفضیل) اور یہ کاف کے زبر کے ساتھ بھی مروی ہے (مبنی علی الفتح ہونے کی بنیاد پر۔ اسم تفضیل کے ساتھ ہی زیادہ صحیح اور واضح ہے) لیکن یہ کہنا کہ لوگ تباہ ہو گئے، اس شخص کے لئے منع ہے جو اپنے کو سب سے اچھا سمجھے، لوگوں کو حقیر گردانے اور ان پر اپنے کو برتر خیال کرے، پس یہ حرام ہے۔ لیکن جو شخص یہ اس لئے کہے کہ وہ دیکھتا ہے کہ لوگوں میں دین داری کم ہو گئی ہے اور اس پر اظہار افسوس کرتے ہوئے دینی غیرت کی وجہ سے یہ الفاظ اس کی زبان پر آجائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ علماء نے اسی طرح اس کی وضاحت اور تفصیل بیان کی ہے اور جن ائمہ اعلام نے یہ تفسیر کی ہے ان میں امام مالک بن انس، امام خطابی، امام حمیدی اور دیگر ائمہ ہیں۔ رحمہم اللہ۔ میں نے اسے کتاب الاذکار میں واضح کیا ہے۔

تخریج: صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب النهى عن قول هلك الناس.

فوائد: اس میں اپنے کو اچھا سمجھنے اور دوسروں کو حقیر گردانے کی ممانعت ہے۔

٢٨٠ ـ بَـابُ تَحْرِيـمِ الْهِجْـرَانِ بَيْـنَ الْمُسْلِمِينَ فَوْقَ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ إلاَّ لِبِدْعَةٍ فِي الْمَهْجُورِ، أَوْ تَظَاهَرَ بِفِسْقٍ، أَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ

۲۸۰۔ تین دن سے زیادہ مسلمانوں کے آپس میں بول چال بند رکھنے کے حرام ہونے کا بیان، البتہ بدعتی شخص سے یا علانیہ فسق و فجور کے مرتکب وغیرہ سے ترک تعلق جائز ہے

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ [الحجرات: ١٠].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مومن تو بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو (لڑے ہوئے) بھائیوں میں صلح کرا دو۔ (سورۂ حجرات' ۱۰)

وقَالَ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا۟ عَلَى ٱلْإِثْمِ وَٱلْعُدْوَٰنِ﴾ [المائدة: ٢].

نیز فرمایا: گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ (سورۂ مائدہ' ۲)

فائدۂ آیات: لڑائی اور ترک تعلق' مقتضائے اخوت کے خلاف ہے' اس لئے مسلمانوں کو' باہم لڑے ہوئے مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ مومنانہ اخوت برقرار رہے۔

(۲) بغیر کسی سبب شرعی کے بول چال بند رکھنا بھی گناہ اور زیادتی ہے' اس لئے اس کی حوصلہ افزائی بھی گناہ پر تعاون ہے' جس سے مسلمانوں کو روک دیا گیا ہے۔ بلکہ ایسے موقعوں پر ضروری ہے کہ صلح کرا دی جائے۔

١٥٩٣ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقَاطَعُوا، وَلا تَدَابَرُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَاناً. وَلا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوقَ ثَلاثٍ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۵۹۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم ایک دوسرے سے تعلقات منقطع نہ کرو' نہ ایک دوسرے سے منہ موڑو' (پیٹھ دکھاؤ) نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو' نہ آپس میں حسد کرو' اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ اور کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ بول چال بند رکھے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى عن التحاسد والتدابر، وباب الهجرة ـ وصحيح مسلم، كتاب البر، باب النهى عن التحاسد.

فوائد: ہجران کا مطلب تعلق منقطع کر لینا اور بول چال بند رکھنا ہے۔ حدیث میں مذکور تمام باتیں ممنوع ہیں' اس لئے کہ یہ سب اخوت کے منافی ہیں' جب کہ مسلمانوں کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ اخوت اسلامیہ کو برقرار رکھیں۔

١٥٩٤ ـ وَعَنْ أَبي أَيُّوبَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ: يَلْتَقِيَانِ، فَيُعْرِضُ هذا وَيُعْرِضُ هٰذَا، وَخَيْرُهُما الَّذِي يَبْدَأُ بالسَّلَامِ» متفقٌ عليه.

۲/ ۱۵۹۴۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین راتوں سے زیادہ تعلق منقطع رکھے' دونوں کا آمنا سامنا ہو تو یہ اس سے اور وہ اس سے منہ پھیر لے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب الهجرة، وكتاب الاستئذان ـ وصحيح مسلم، كتاب البر، باب تحريم الهجر فوق ثلاث.

فوائد: اسلام چونکہ دین فطرت ہے' اس لئے اس میں فطری امور و معاملات کی مناسب حد تک رعایت رکھی گئی ہے۔ جب دو مسلمانوں میں کسی وجہ سے لڑائی جھگڑا ہو جائے تو طبیعت میں انقباض و تکدر کا پیدا ہو جانا فطری امر ہے جس کی وجہ سے وہ دونوں ایک دوسرے سے بولنا اور تعلق قائم رکھنا پسند نہیں کرتے۔ شریعت نے اس فطری انقباض کو تسلیم کیا اور تین دن تک بول چال بند رکھنے کی اجازت دے دی لیکن زیادہ دنوں تک ترک تعلق' شدید بغض و عداوت کا باعث بنتا ہے' جس سے معاشرتی فساد میں اضافہ' رشتے داریوں میں مستقل رخنہ اور دوستانہ تعلقات میں شدید خلل پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے عارضی تلخی و کشیدگی کو تین دن سے زیادہ برقرار رکھنے سے روک دیا گیا۔

(۲) سلام میں پہل کرنے کی فضیلت بیان کر کے دوبارہ تعلقات استوار کرنے کا ایک آسان طریقہ بھی تجویز فرما دیا' کیونکہ سلام سے محبت میں اضافہ اور بات چیت کا آغاز ہو جاتا ہے۔

١٥٩٥ ـ وَعَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تُعْرَضُ الأَعْمَالُ في كُلِّ اثنيْنِ وَخَميسٍ، فَيَغفِرُ اللهُ لِكُلِّ امْرِىءٍ لَا يُشْرِكُ باللهِ شَيْئاً، إلَّا امْرءاً كَانَت بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخيهِ شَحْنَاءُ، فَيَقُولُ: اتْرُكُوا هٰذَينِ حَتَّى يَصْطَلِحَا» رواه مسلم.

۳ / ۱۵۹۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہر سوموار اور جمعرات کو (بارگاہ الٰہی میں) اعمال پیش کئے جاتے ہیں' پس اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کے (صغیرہ) گناہ معاف فرما دیتا ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔ سوائے اس شخص کے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان دشمنی اور کینہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' ان دونوں کو چھوڑ دو' یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب النهي عن الشحناء والتهاجر.

فوائد: بغیر کسی سبب شرعی کے' آپس میں دشمنی رکھنا' مغفرت الٰہی سے محرومی کا باعث ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

١٥٩٦ ـ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يَعْبُدَهُ المُصَلُّونَ في جَزيرَةِ العَرَبِ، وَلٰكِنْ في التَّحْرِيشِ بَيْنَهم» رواه مسلم. «التَّحْرِيشُ»: الإفْسَادُ وَتغييرُ قُلُوبِهم وَتَقَاطُعُهُم.

۴ / ۱۵۹۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ شیطان یقیناً اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ نمازی جزیرۂ عرب میں اس کی عبادت کریں گے' البتہ وہ ان کے درمیان فساد ڈالنے میں (کامیاب رہے گا)۔ (مسلم)

التحریش' فساد ڈالنا' دلوں کو بدل دینا اور آپس میں تعلق قطع کر لینا۔

تخریج: صحيح مسلم، كتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب تحريش الشيطان.

فوائد: یہ حدیث دلائل نبوت میں سے ہے کہ نبی ﷺ کی یہ پیش گوئی سچ ثابت ہوئی کہ مسلمان آپس میں لڑیں گے، جھگڑیں گے اور باہم تعلقات منقطع کر لیں گے اور یہ کام شیطان کی شرارت، اس کی انگیخت اور وسوسہ اندازی کی وجہ سے ہو گا۔ (۲) نمازیوں سے مراد مسلمان ہیں۔

١٥٩٧ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ». رَوَاهُ أَبو دَاود بِإِسْنَادٍ عَلَى شَرْطِ البُخَارِيِّ ومُسلم.

۵ / ۱۵۹۷ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے تعلق منقطع رکھے۔ پس جو شخص تین دن سے اوپر تعلق منقطع کئے رکھے گا اور اسی حالت میں اسے موت آگئی تو وہ جہنم میں جائے گا۔ (اسے ابو داؤد نے شرط بخاری کی سند پر روایت کیا ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب فيمن يهجر أخاه المسلم.

فوائد: جہنم میں یہ دخول بطور سزا کے ہو گا، سزا بھگتنے کے بعد اسے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ کیونکہ ہمیشہ جہنم میں رہنا، صرف کافروں کے لئے ہے۔ تاہم اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ مسلمان جو چاہے کر لے، وہ بطور سزا بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔ ایسا سمجھنا غلط ہے۔

١٥٩٨ ـ وَعَنْ أَبِي خِرَاشٍ حَدْرَدِ بْنِ أَبِي حَدْرَدٍ الأَسْلَمِي، وَيُقَالُ السُّلَمِي الصَّحَابِي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهِ». رواه أبو داود بإسناد صحيح.

۶ / ۱۵۹۸ ۔ حضرت ابو خراش حدرد بن ابی حدرد اسلمی اور بعض کے نزدیک سُلَمی، صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی سے ایک سال تک تعلق منقطع رکھے گا تو اس کا یہ عمل، اس کا خون بہانے کے برابر ہے)

(اسے ابو داؤد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب من هجر أخاه سنة.

فوائد: ترک تعلق بھی ایک طرح سے معنوی قتل ہے جس سے دوسرے مسلمان کو سخت ذہنی اذیت سے گزرنا پڑتا ہے، اس لئے اسے قتل کے مترادف قرار دیا۔

١٥٩٩ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَهْجُرَ مُؤْمِناً فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَإِنْ مَرَّتْ بِهِ ثَلَاثٌ، فَلْيَلْقَهُ، فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَإِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدِ اشْتَرَكَا فِي

۷ / ۱۵۹۹ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کسی مومن کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی مومن سے تین دن سے اوپر تعلق منقطع کئے رکھے، پس اگر اسی حالت میں تین دن گزر جائیں تو چاہیے کہ اس سے ملاقات کر کے اسے سلام

الأَجْرِ، وَإِنْ لَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ، فَقَدْ بَاءَ بالإِثْمِ، وَخَرَجَ الْمُسَلِّمُ مِنَ الهِجْرَةِ» رواه أبو داودَ بإسناد حسن. قال أبو داود: إذا كَانَتِ الهِجْرَةُ للهِ تَعَالى، فَلَيْسَ مِنْ هٰذَا في شَيْءٍ.

کرے' پس اگر اس نے سلام کا جواب دے دیا' تو دونوں ثواب میں شریک ہو گئے اور اگر اس نے (کشیدگی کو برقرار رکھتے ہوئے) سلام کا جواب نہ دیا تو وہ گناہ گار ہوا اور سلام کرنے والا ترک تعلق کے گناہ سے نکل گیا۔ اسے ابو داؤد نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ امام ابو داؤد نے فرمایا' اگر ترک تعلق اللہ کے لئے ہو تو پھر اس میں کوئی گناہ نہیں۔

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب فيمن يهجر أخاه المسلم.

فوائد: یعنی بول چال یا ترک تعلق صرف اللہ کی رضا کے لئے ہو' مثلاً کوئی شخص بدعتی ہے' یا کھلم کھلا فسق و فجور کا ارتکاب کرتا ہو' سمجھانے کے باوجود وہ اپنی بدعت یا فسق و فجور سے باز نہ آئے تو ایسے شخص سے صرف اللہ کے لئے بول چال بند کر دینا اور تعلق منقطع کر لینا جائز بلکہ مستحب ہے تاکہ اسے عبرت و نصیحت ہو اور اس طرح شاید وہ باز آجائے۔ لیکن محض دنیوی رنجشوں کی وجہ سے تین دن سے زیادہ تعلق منقطع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

(۲) تین دن کے بعد سلام میں پہل کرنے والا افضل ہے' لیکن اگر دوسرے نے جواب نہیں دیا اور اپنے دل میں رنجش اور عداوت کو پالے رکھا' تو گناہ گار یہ ہو گا اور سلام کرنے والا ترک تعلق کے گناہ سے پاک ہو جائے گا۔

٢٨١ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَنَاجِي اثْنَيْنِ دُونَ الثَّالِثِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ إِلاَّ لِحَاجَةٍ، وَهُوَ أَنْ يَتَحَدَّثَا سِرًّا بِحَيْثُ لاَ يَسْمَعُهُمَا، وَفِي مَعْنَاهُ مَا إِذَا تَحَدَّثَ اثْنَانِ بِلِسَانٍ لاَ يَفْهَمُهُ

۲۸۱۔ تیسرے آدمی کی اجازت کے بغیر' دو آدمیوں کا باہم سرگوشی کرنا منع ہے۔ مگر بوقت ضرورت ایسے رازدارانہ انداز میں باتیں کرنا کہ وہ ان کی باتیں نہ سن سکے' یہ جائز ہے اور اسی مفہوم میں یہ بھی ہے کہ دو آدمی ایسی زبان میں گفتگو کریں کہ وہ اسے نہ سمجھ سکے

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَٰنِ﴾ [المجادلة: ١٠].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' سرگوشی کرنا تو شیطان کی طرف سے ہے۔ (سورۂ مجادلہ' ۱۰)

فائدہ آیت: یعنی چند افراد ایک ساتھ ہوں یا ہم سفر ہوں' تو ایسے مقام اور موقعے پر دوسروں کو چھوڑ کر' صرف دو شخصوں کا باہم رازدارانہ انداز میں گفتگو کرنا نجویٰ (سرگوشی) ہے' جس کی ممانعت ہے' کیونکہ اس سے دوسروں

کی دل آزاری ہوتی ہے یا وہ بدگمانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

١٦٠٠ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إذا كَانُوا ثَلاَثَةً، فلاَ يَتَنَاجى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ» متفقٌ عليه.

1/1600۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تین آدمی ہوں' تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں۔ (بخاری و مسلم)

ورواه أَبـو داود وَزَادَ: قَـالَ أَبُـو صَالِحٍ: قُلْتُ لابْنِ عُمَرَ: فأَرْبَعَةً؟ قَالَ: لَا يَضُرُّكَ. ورواه مالكٌ في «المُوَطَّأ»: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ عِنْدَ دَارِ خالِدِ بْنِ عُقْبَةَ الَّتِي في السُّوقِ، فَجَاءَ رُجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يُنَاجِيَهُ، وَلَيْسَ مَعَ ابْنِ عُمَرَ أَحَدٌ غَيْرِي، فَدَعَا ابْنُ عُمَرَ رَجُلاً آخَرَ حَتَّى كُنَّا أَرْبَعَةً، فَقَالَ لِي وَللرَّجُلِ الثَّالِثِ الَّذِي دَعَا: اسْتَأْخِرَا شَيْئاً، فَـإِنِّـي سَمِعْـتُ رَسُـولَ اللهِ ﷺ يَقُـولُ: «لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ وَاحِدٍ».

اسے ابو داوٗد نے بھی روایت کیا اور اس میں ابو صالح (راوی) نے یہ زیادہ بیان کیا' کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا' اگر چار آدمی ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا' اس میں تیرے لئے کوئی حرج نہیں اور اسے امام مالک نے موطا میں عبداللہ بن دینار سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا' میں اور حضرت ابن عمرؓ خالد بن عقبہ کے اس مکان کے پاس تھے جو بازار میں ہے۔ پس ایک آدمی آیا جو حضرت ابن عمرؓ سے سرگوشی کرنا چاہتا تھا اور حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ میرے سوا کوئی نہ تھا۔ پس حضرت ابن عمرؓ نے ایک دوسرے آدمی کو بلایا' یہاں تک کہ ہم چار آدمی ہو گئے' تو انہوں نے مجھ سے اور اس تیسرے آدمی سے' جس کو انہوں نے بلایا تھا' فرمایا۔ تھوڑا پیچھے ہٹ جاؤ۔ اس لئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے' ایک کو چھوڑ کر دو آدمی باہم سرگوشی نہ کریں۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الاستئذان، باب لا يتناجى اثنان دون الثالث ـ وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم مناجاة الاثنين دون الثالث ـ وسنن أبي داود، كتاب الأدب، باب التناجى، وموطأ مالك، كتاب الكلام، باب ما جاء في مناجاة اثنين.

فوائد: اس میں بعض آداب مجلس کا بیان ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے ایک چوتھے آدمی کو اس لئے بلایا تاکہ آپ اس شخص کی بات سن لیں جو آپ سے علیحدگی میں گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ آپ نے دو آدمیوں کو تھوڑا پیچھے کر دیا تاکہ سرگوشی کرنے والے کی کوئی بات وہ نہ سن سکیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ آدمیوں کی موجودگی میں دو آدمی آپس میں سرگوشی کر سکتے ہیں۔ البتہ چار آدمی ہوں تو تین سرگوشی کریں اور چوتھے کو الگ رکھیں' یہ ممنوع ہے۔ علاوہ ازیں یہ ممانعت جائز باتوں میں ہے۔ ورنہ شر کی باتوں میں تو سرے سے سرگوشی کی اجازت ہی نہیں ہے' چاہے تیسرا آدمی نہ بھی ہو۔ قرآن کریم میں ہے۔ اے ایمان والو! جب تم آپس میں سرگوشی

کرو تو گناہ اور زیادتی کے کاموں اور رسول کی نافرمانی میں سرگوشی نہ کرو! (المجادلہ)

١٦٠١ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً، فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الآخَرِ حَتَّى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ؛ مِنْ أَجْلِ أَنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهُ» متفقٌ عليه.

۲ / ۱۶۰۱ ـ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم تین آدمی ہو، تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں، یہاں تک کہ تم لوگوں میں مل جل جاؤ۔ اس لئے کہ ایسا کرنا اس (تیسرے آدمی) کو غمگین کر دے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الاستئذان، باب إذا كانوا أكثر من ثلاثة فلا بأس ـ وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم مناجاة الاثنين دون الثالث.

فوائد: اس میں ممنوعہ سرگوشی کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ اس سے ایک مومن کو تکلیف ہوتی ہے اور مومن کو ایذا پہنچانا سخت گناہ ہے۔ اس بنا پر یہ سرگوشی حرام کے درجے میں ممنوع ہے۔ البتہ جب تینوں افراد لوگوں میں مل جل جائیں تو پھر دو شخص آپس میں جس طرح چاہیں گفتگو کر سکتے ہیں۔

٢٨٢ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَعْذِيبِ الْعَبْدِ وَالدَّابَّةِ وَالْمَرْأَةِ وَالْوَلَدِ لِغَيْرِ سَبَبٍ شَرْعِيٍّ أَوْ زَائِدٍ عَلَى قَدْرِ الْأَدَبِ

۲۸۲۔ بغیر شرعی عذر کے یا حد ادب سے زیادہ غلام، جانور، بیوی اور اولاد کو سزا دینا ممنوع ہے

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾ [النساء: ٣٦].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو اور رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں، رشتے دار (یا قریب کے) پڑوسی اور دور کے پڑوسی، ہم نشین ساتھی اور مسافر کے ساتھ اور ان کے ساتھ جو تمہارے غلام ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے، فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ (سورۂ نساء، ۳۶)

فائدہ آیت: ان تمام قسم کے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم ہے، جس کا مطلب ہے کہ کسی کے ساتھ بھی ایسا رویہ اختیار نہ کیا جائے جو حسن سلوک کے منافی ہو۔ اور بغیر کسی شرعی عذر کے کسی کو سزا دینا یا ادب سکھانے کے لئے مارنے کی ضرورت پیش آجائے، تو ضرورت سے زیادہ مارنا، بھی اسی لئے ممنوع ہے کہ یہ حسن سلوک کے منافی ہے۔

١٦٠٢ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ، فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ، لَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا

۱ / ۱۶۰۲ ـ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا، اس نے اسے قید کر دیا تھا حتیٰ کہ وہ مر گئی، پس وہ اس کی وجہ سے جہنم میں گئی۔ نہ اس نے

وَسَقَتْهَا، إذْ حَبَسَتْهَا، وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَأكُلُ مِنْ خَشَاشِ الأَرْضِ» متفقٌ عليه. «خَشَاشُ الأَرْضِ» بفتحِ الخاءِ المعجمةِ، وبالشينِ المعجمةِ المكررة: وهي هَوَامُّهَا وَحَشَرَاتُهَا.

اسے کھلایا پلایا جب کہ اس نے اسے قید کر رکھا تھا اور نہ اسے اس نے چھوڑا کہ وہ خود زمین کے کیڑے مکوڑے کھالیتی۔ (بخاری و مسلم)

خشاش الارض' خاء پر زبر اور شین دو مرتبہ۔ زمین کے موذی جانور اور کیڑے مکوڑے۔

تخريج: صحيح بخاري، أواخر كتاب الأنبياء - وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم قتل الهرة.

فوائد: حیوانات کے ساتھ بھی نرمی اور حسن سلوک ضروری ہے سنگ دلی کا مظاہرہ حرام ہے۔ (۲) جانوروں کو قید کر کے پنجرے وغیرہ میں رکھنا جائز ہے' بشرطیکہ ان کی خوراک اور دیگر ضروریات کا خیال رکھا جائے۔

١٦٠٣ - وَعَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ بِفِتْيَانٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ نَصَبُوا طَيْراً وَهُمْ يَرْمُونَهُ، وَقَدْ جَعَلُوا لِصَاحِبِ الطَّيْرِ كُلَّ خَاطِئَةٍ مِنْ نَبْلِهِمْ، فَلَمَّا رَأَوْا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوا، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَنْ فَعَلَ هذا؟ لَعَنَ اللهُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا، إنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئاً فِيهِ الرُّوحُ غَرَضاً. متفقٌ عليه. «الْغَرَضُ»: بفتحِ الغينِ المعجمة، والراءِ وَهُوَ الهَدَفُ، وَالشَّيْءُ الَّذِي يُرْمَى إلَيْهِ.

۲ / ۱۶۰۳ - سابق راوی ہی بیان کرتے ہیں کہ ان کا گزر قریش کے چند نوجوانوں کے پاس سے ہوا جو ایک پرندے کو نشانہ بنائے اسے تیر مار رہے تھے اور پرندے کے مالک سے یہ طے کیا تھا کہ ہر چوک جانے والا تیر اس کا ہے۔ پس جب انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو منتشر ہو گئے۔ پس حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا' ایسا کام کس نے کیا ہے؟ اللہ اس پر لعنت کرے جس نے ایسا کام کیا ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی جاندار چیز کو نشانہ بنائے۔ (بخاری و مسلم)

الغرض' غین اور راء پر زبر۔ یہ وہ نشانہ یا چیز ہے جس کی طرف تیر پھینکے جائیں۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الذبائح، باب ما يكره من المُثلة - وصحيح مسلم، كتاب الصيد، باب النهى عن صبر البهائم.

فوائد: کسی جاندار چیز کو تختہ مشق بنا کر اسے تیروں وغیرہ کا نشانہ بنانا کبیرہ گناہ ہے' اس کا مرتکب ملعون ہے۔

١٦٠٤ - وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ. متفقٌ عليه. ومَعْنَاه: تُحْبَسَ لِلْقَتْلِ.

۳ / ۱۶۰۴ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (قتل یا نشانے کے لئے) جانوروں کو باندھنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اس کا مطلب ہے کہ قتل کرنے کے لئے اسے قید کر دیا جائے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الذبائح، باب ما يكره من المُثلة - وصحيح مسلم، كتاب الصيد، باب النهي عن صبر البهائم.

فوائد: باندھ یا قید کر کے مارنے کا مطلب ہے کہ اسے باندھ کر پھر تیروں یا گولیوں وغیرہ سے اسے نشانہ بنایا جائے حتیٰ کہ وہ مرجائے۔ بلکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ جانور کو قابو کر کے اس کے گلے پر تیز چھری پھیری جائے' تاکہ اسے زیادہ تکلیف نہ ہو۔

١٦٠٥ - وَعَنْ أَبِي عَلِيٍّ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ مِنْ بَنِي مُقَرِّنٍ مَا لَنَا خَادِمٌ إِلَّا وَاحِدَةٌ لَطَمَهَا أَصْغَرُنَا فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نُعْتِقَهَا. رواه مسلم. وفي رِوَايَةٍ: «سَابِعَ إِخْوَةٍ لِي».

۴ / ۱۶۰۵ - حضرت ابو علی سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں مقرن کے سات (بیٹوں) میں سے ساتواں تھا (یعنی ہم سات بھائی تھے) ہماری ایک ہی کنیز تھی' اسے ہمارے سب سے چھوٹے بھائی نے طمانچہ مارا تو ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم اسے آزاد کر دیں۔ (مسلم) اور ایک اور روایت میں ہے' میں اپنے بھائیوں کا ساتواں تھا۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب صحبة المماليك...

فوائد: مملوک' (غلام اور نوکر چاکر) کو بلا وجہ مارنا پیٹنا اور اس پر زیادتی کرنا سخت جرم ہے اور اس کا کفارہ ہے کہ اسے آزاد کر دیا جائے۔ یا پھر کسی دوسرے طریقے سے اسے راضی کیا جائے' ورنہ عنداللہ زیادتی کرنے والا مجرم ہو گا۔ یہ ساتوں بھائی صحابی اور مہاجر تھے' رضی اللہ عنہم۔

١٦٠٦ - وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ البَدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَضْرِبُ غُلاماً لِي بِالسَّوْطِ، فَسَمِعْتُ صَوْتاً مِنْ خَلْفِي: «اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ» فَلَمْ أَفْهَمِ الصَّوْتَ مِنَ الغَضَبِ، فَلَمَّا دَنَا مِنِّي إِذَا هُوَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ يَقُولُ: «اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ أَنَّ اللهَ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَى هَذَا الغُلَامِ» فَقُلْتُ: لَا أَضْرِبُ مَمْلُوكاً بَعْدَهُ أَبَداً. وفي رِوَايَةٍ: فَسَقَطَ السَّوْطُ مِنْ يَدِي مِنْ هَيْبَتِهِ. وَفي رِوَايَةٍ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللهِ تَعالى، فَقَالَ: «أَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ، لَلَفَحَتْكَ النَّارُ، أَوْ لَمَسَّتْكَ

۵ / ۱۶۰۶ - حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی' خبردار' اے ابو مسعود! مگر میں غصے کی حالت میں ہونے کی وجہ سے آواز کو نہیں سمجھ سکا' پس جب (آواز دینے والا) میرے قریب ہوا تو دیکھا کہ وہ تو رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپ فرما رہے تھے' خبردار' اے ابو مسعود! اللہ تعالیٰ تجھ پر اس سے کہیں زیادہ قادر ہے جتنا تو اس غلام پر ہے۔ تو میں نے کہا' اس کے بعد میں کبھی کسی غلام کو نہیں ماروں گا۔

ایک اور روایت میں ہے' کہ آپ کی ہیبت سے کوڑا میرے ہاتھ سے گر گیا۔

النَّارُ» رواه مسلم بهٰذِهِ الرِّوَايَاتِ.

ایک اور روایت میں ہے، پس میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! یہ اللہ کی رضا کے لئے آزاد ہے، تو آپ نے فرمایا، اگر تو آزاد نہ کرتا تو آگ تجھے اپنی لپیٹ میں لے لیتی، یا (فرمایا) تجھے جہنم کی آگ ضرور چھوتی۔ یہ تمام روایات مسلم نے بیان کی ہیں۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب صحبة الممالیك. . .

فوائد: اس میں بھی غلاموں (اور نوکروں چاکروں) پر بلاوجہ سختی کرنے یا جرم سے زیادہ شدید سزا دینے کی وعید کا ذکر ہے۔ (۲) نبی ﷺ کو اللہ نے جس جلالت و ہیبت سے سرفراز فرمایا تھا، اس کا بھی کچھ بیان اس میں آگیا ہے۔

١٦٠٧ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ ضَرَبَ غُلاماً له حَدًّا لَمْ يَأْتِهِ، أَوْ لَطَمَهُ، فَإِنَّ كَفَّارَتَهُ أن يُعْتِقَهُ» رواه مسلم.

۶ / ۱۶۰۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس نے اپنے غلام پر کسی ایسے جرم کی حد لگائی جو اس نے کیا ہی نہیں یا اس کو طمانچہ مارا، تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب صحبة الممالیك وكفارة من لطم عبده.

فوائد: قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ اس پر اجماع ہے کہ آزاد کرنا واجب نہیں ہے، صرف مستحب ہے۔ تاہم یہ آزادی، گو اجر میں بغیر کسی سبب کے آزاد کرنے کے برابر نہیں ہے، مگر اس کی زیادتی کا کفارہ ضرور ہو گی۔

١٦٠٨ ـ وعَنْ هِشَامِ بْنِ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ مَرَّ بالشَّامِ عَلَى أُنَاسٍ مِنَ الأنبَاطِ، وَقَدْ أُقِيمُوا فِي الشَّمْسِ، وَصُبَّ على رُؤُوسِهِمُ الزَّيْتُ! فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قِيلَ: يُعَذَّبُونَ فِي الخَرَاجِ، وَفِي رِوَايَةٍ: حُبِسُوا فِي الجِزْيَةِ. فَقَالَ هِشَامٌ: أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا» فَدَخَلَ عَلَى الأَمِيرِ، فَحَدَّثَهُ، فَأَمَرَ بِهِم فَخُلُّوا. رواه مسلم. «الأَنْبَاطُ» الفَلاَّحُونَ مِنَ العَجَمِ.

۷ / ۱۶۰۸۔ حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کا ملک شام میں کچھ عجمی کاشت کار لوگوں پر سے گزر ہوا، جنہیں دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا اور ان کے سروں پر زیتون کا تیل بہایا گیا تھا۔ انہوں نے پوچھا، یہ کیا ماجرا ہے؟ ان کو بتلایا گیا، کہ انہیں خراج کی وجہ سے سزا دی جا رہی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ انہیں جزیے کی وجہ سے قید کیا گیا ہے۔ تو حضرت ہشام نے فرمایا، میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔ پھر حضرت ہشام ان لوگوں کے گورنر کے پاس گئے اور انہیں یہ حدیث سنائی، تو گورنر نے ان کی بابت حکم دیا اور انہیں چھوڑ دیا گیا۔ (مسلم)

الانباط۔ سے مراد' عجم کے کاشت کار (کھیتی باڑی کرنے والے) ہیں۔

تخریج: صحيح مسلم، كتاب البر، باب الوعيد الشديد لمن عذّب الناس بغير حق.

فوائد: خراج' اس ٹیکس کو کہتے ہیں جو اس زمین کی پیداوار پر عائد کیا جاتا ہے جو کسی اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کے قبضہ و تصرف میں ہو اور مسلمانوں کی زمینوں کی پیداوار سے جو مالیہ وصول کیا جاتا ہے' اسے عشر کہا جاتا ہے۔ اسی طرح جزیہ' وہ سالانہ رقم ہے جو اسلامی مملکت میں رہنے والے ذمیوں سے ان کے جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کے عوض وصول کی جاتی ہے۔ مسلمان' سالانہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور غیر مسلم اہل ذمہ جزیہ۔ (۲) عذاب سے مراد' وہ مخصوص قسم کی سخت سزا ہے جو اللہ تعالیٰ جہنم میں جہنمیوں کو دے گا' دنیا میں کوئی ایسی سزا کسی کو دے گا تو اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں ہے اور وہ قیامت والے دن ایسی سزا دینے والے کو سزا دے گا۔ چلچلاتی دھوپ میں کھڑا کرنا اور سروں پر تیل ڈالنا بھی' جہنم ہی کی سزاؤں میں سے ہے۔ اس لئے صحابی رسول نے حدیث رسول بیان فرما کر اس پر گورنر کو متنبہ فرمایا اور انہوں نے یہ سزا موقوف کر دی۔ (۳) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اہتمام ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ (۴) ظالموں کو ان کے ظلم سے ڈرایا جائے' تاکہ وہ ظلم کے ارتکاب سے باز آجائیں۔

١٦٠٩ ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ حِمَاراً مَوْسُومَ الوجهِ، فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ. فَقَالَ: وَاللهِ! لا أَسِمُهُ إلا أَقْصَى شَيءٍ مِنَ الوجهِ، وَأَمَرَ بِحِمَارِهِ، فَكُوِيَ فِي جَاعِرَتَيْهِ، فَهُوَ أَوَّلُ مَنْ كَوَى الجَاعِرَتَيْنِ. رواه مسلم.

«الجَاعِرَتَانِ» نَاحِيَتَا الوَرِكَيْنِ حَوْلَ الدُّبُرِ.

۸/ ۱۶۰۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گدھا دیکھا' جس کا چہرہ (علامت کے لئے) داغا ہوا تھا تو آپ نے اس پر سخت ناگواری کا اظہار فرمایا۔ پس حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا' اللہ کی قسم! میں اس کو داغوں گا مگر کسی ایسے حصے کو جو چہرے سے سب سے زیادہ دور ہو۔ پھر آپ نے اس گدھے کی بابت حکم دیا تو اس کے سرینوں کے کناروں کو داغا گیا۔ پس یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کولہوں کے کناروں کو داغا۔ (مسلم)

الجاعرتان۔ مقعد کے اردگرد سرینوں کے کنارے۔

تخریج: صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب النهى عن ضرب الحيوان في وجهه ووسمه فيه.

فوائد: علامت اور امتیاز کے لئے جانور کو داغنا ہو تو چہرے کو نہ داغا جائے' کسی اور حصے کو داغا جائے۔

١٦١٠ ـ وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ قَدْ وُسِمَ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ: «لَعَنَ اللهُ الَّذِي وَسَمَهُ» رواه مسلم. وفي رواية

۹/ ۱۶۱۰۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ کا ایک گدھے پر سے گزر ہوا' جس کے چہرے کو داغا ہوا تھا' تو آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ اس شخص پر

لمسلم أيضاً: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الضَّرْبِ في الوجهِ، وَعَنِ الوسْمِ في الوجهِ.

لعنت کرے جس نے اسے داغا ہے۔ (مسلم)
اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چہرے پر مارنے اور چہرے کو داغنے سے منع فرمایا ہے۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب النهى عن ضرب الحيوان في وجهه ووسمه فيه.

فوائد: چہرہ چونکہ نہایت ہی لطیف اور حساس چیز ہے۔ اس لئے انسان ہو یا جانور' اس کے چہرے پر مارنا' یا اسے داغنا یا کوئی اور ایسا عمل کرنا جو اس کی نزاکت کے خلاف ہو' ممنوع ہے۔ اسی لئے بیوی' اولاد اور خادم وغیرہ کو اگرچہ بطور تادیب مارنے کی اجازت ہے' لیکن یہ تاکید کی گئی ہے کہ اس مار سے چہرہ محفوظ رہے۔

٢٨٣ ـ بَابُ تَحْرِيمِ التَّعْذِيبِ بِالنَّارِ فِي كُلِّ حَيَوَانٍ حَتَّى النَّمْلَةِ وَنَحْوِهَا

۲۸۳۔ ہر جاندار' حتیٰ کہ چیونٹی وغیرہ کو بھی آگ میں جلانے کی سزا دینا منع ہے

١٦١١ ـ عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ في بَعْثٍ فَقَالَ: «إِنْ وَجَدْتُم فُلاناً وَفُلاناً» لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيش سَمَّاهُمَا «فَأَحْرِقُوهُمَا بِالنَّارِ» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ حِينَ أَرَدْنَا الخُرُوجَ: «إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحْرِقُوا فُلاناً وَفُلاناً، وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلا اللهُ، فَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا» رواه البخاري.

۱/ ۱۶۱۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں روانہ فرمایا' تو فرمایا۔ اگر تم فلاں فلاں کو پاؤ' قریش کے دو آدمیوں کا آپ نے نام لیا۔ تو ان کو آگ میں جلا دو' جب ہم نکلنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا۔ میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ تم فلاں فلاں شخص کو جلا دینا۔ لیکن آگ کا عذاب تو صرف اللہ ہی دے گا' اس لئے اگر تم ان کو پاؤ تو انہیں قتل کر دینا۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب لا يُعذّب بعذاب الله.

فوائد: نبی ﷺ نے اپنے دوسرے حکم میں واضح فرما دیا کہ آگ میں جلانے کی سزا کسی کو نہیں دینی چاہیے حتیٰ کہ اپنے دشمن کو بھی نہیں۔

١٦١٢ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ في سَفَرٍ، فَانطَلَقَ لِحَاجَتِهِ، فَرَأَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ، فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا، فَجَاءَتِ الحُمَّرَةُ فَجَعَلَتْ تَعرِشُ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ

۲/ ۱۶۱۲۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' آپ اپنی بشری حاجت کے لئے تشریف لے گئے' ہم نے (چڑیا کی طرح کا) ایک سرخ پرندہ دیکھا' اس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے' ہم نے ان بچوں کو پکڑ لیا۔ تو وہ پرندہ